

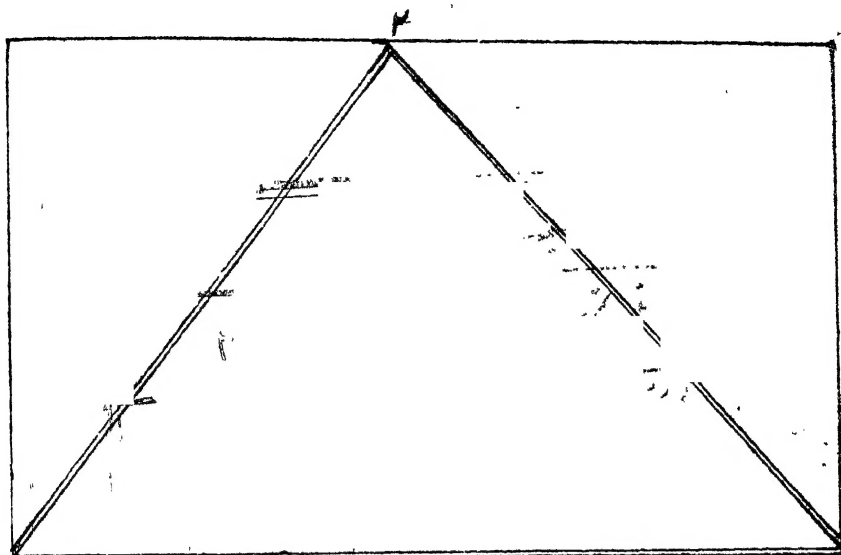
خداوندی نسبت به پسر دین پرانگندگی

بفضل و مهربانی عطیات خداوندی بخیر و جنت انشا الله



من تصنیف و تالیف استادان و علما و مشایخ و کرام

در مطبع فارسی و دیوانی و نظامی و دارالاسلام و مطبع



## بسم اللہ الرحمن الرحیم

بندی سی خدا کی تعریف ہو کیا مجال ہی زبان مخلوق حمد خالق کر سکی وہم و خیال ہی لغت کا  
 رتبہ حمدی کم نہیں جس حمد و حکا پروردگار مداح ہوا و سکی مدح کی لائق ہم نہیں بندہ سرِ عصا  
 محمد متار علی خان حبیبی کو اسی عاجز پاتا ہی تحریف مطلب بان بر لانا ہی نجم الدولہ اسد شہ خان تاجور  
 غالب خبیث است با کمالات محتاج تعریف نہیں مہرہ سخن بنی پابند توصیف نہیں رور و شن میں کوئی فضا  
 کی روشنی کی لایم لاوی کب عقل کا مقصد چودہویں ات کو جو چاند کی تابش کی بران بتاوی  
 فضولی کا منشا ہی سارا بند او نہیں جانتا ہی ایران تک اذکی جادو بیانی کا چرچا ہی مجھی  
 سی اسکا خیال تھا کہ فارسی تصنیفین تو اون کی بہت مرتب ہوئیں اور چہابی گئیں لوگوں نے  
 فیض اہل تعزید باز و بیانی مگر کلام اردو نے سوای ایک دیوان کی ترتیب پائی یہ دولت بادشاہ  
 شوخی ہاتھ نہ آئی حالانکہ شہزاد و اون کی اور نوکی فارسی ہزار درجہ بہتری یہہ سلامت بیانی  
 یہ شمس کی زبان زعفرانہ کی صفائی او اون کی شوخی کسی کو کب میسر ہی اوی ہی ترتیب مجھی قدرتی  
 چرچا کی مجھی میری غنایت فرما اور اڑا صاحب کے شاگرد کیا چودہری عبد الغفور صاحب سرور

سرور تخلص سی یہ ذکر آیا تو او ہون فی جنتی خطو مزار صاحب کے اون کی نام آئی ہتی سب کو ایک  
 جاکر کی اور اوپر ایک بیاجہ لکھ کی وہ مجموعہ غنایت کیا عرصہ تک سرگرم تلاش رہا جا بجا سی اور  
 تحریرین مزار صاحب کے ہم پہنچائیں بڑی محنت اور ہائی تب تنہا لکئی اور مجموعہ مرتبہ معراج پور  
 اپنا مطلب ہوا خواجہ غلام غوث خاں صاحب بادیہ پھر تخلص جو نواب علی القاب لغت گورنر بہادر  
 مالک مغربی و شمالی کے میرٹھی اور میری مخدوم خاص اور حضرت غالب صاحب کے مخلص ختصاص  
 ہیں اس تلاش میں میری معین اور مددگار رہی بہت کچھ ذخیرہ اون کی بدولت ہم پہنچا اس کتاب کے  
 و فضل اور ایک خاتمہ ہی پہلی فصل میں چودہری صاحب کے مرتب کئی ہوئی خطوط اور اول لکھا  
 ہوا دیا جاوے دوسری فصل میں میری جمع کئی ہوئی رفاقت اور خاتمہ میں چند شیرین میں جو جناب  
 غالب نے اور ان کی کتابوں پر تحریر فرمائی ہیں عود ہندی اس کتاب کا نام ہی خوشبو ہستی تمام عالم  
 میں پہلی دعا پر ختم کلام ہی پہلی فصل چودہری عبد الغفور سرور کا لکھا ہوا  
 دیا جاوے بسم اللہ الرحمن الرحیم دیا جاوے انشائی آرٹس ستائش کا تب جنت  
 کہ نہ طاقت فلمی نہ تاب زبان اور عنوان ملا کی انائش خدا ملا کر مطلق ہی کہ نہ یار ایسا کہ  
 نہ زہرہ بیان اس نظم گاہ زمانہ میں صنایع فی کیا کیا صنایع اور بدائع اپنی قدرت کا مدھی کہانی اور  
 کیسی کسی مثنوی بنانی ظہوری کو ظہور دیا اور قیصر کو بی نظیر کیا جامی نامی ہوئی اور نظامی خداوند  
 شیرین کلامی غالب کو علیہ شیوہ بانی و ہمدانی و غزوت معانی و شیرین زبانی عطا فرما کو کو  
 لکھتای جو ایسا اور خلوت کلام سی ایک عالم کو شیرین کلام فرمایا زہی کرم و خبی رحمت رحیم اور  
 مدوح کبریا کی لغت یعنی رسول مقبول کا بیان صفات بشری محال ہی ملا ایک کے زبان ناظر  
 جگہ لال ہی وہ رسول مجتبیٰ مقیم مقام قاف سین او ادنی کلیم کلام ما بنطق عن الہوی بد لکھ  
 شمس الضحیٰ کہ جب کی بہت رہا پر معانی و نوچان کے مطالب کے کتاب ہی جو کلمہ ہی رحمت کا باب ہے

سرور مخلص سی نبیہ ذکر آیا تو ادھونون فی جنبی خطوط مرزا صاحب کے اون کی نام آئی ہتی سب کا ایک  
 جا کر کی اور اوپر لکھ دیا کہ وہ مجموعہ عنایت کیا عرصہ تک سرگرم تلاش رہا جا بجا سی اور  
 تحریرین مرزا صاحب کے ہم پہنچائیں بڑی محنت اور ہائی تب تنہا برائی اور مجموعہ مرتبہ الی وغیرہ  
 اپنا مطلب ہوا خواجہ غلام غوث خاں اصحاب دیرینہ مخلص جو نواب علی قلی نقشب گورنر بہار و  
 مالک مغربی و شمالی کے میرٹھی اور میری مخدوم خاص اور حضرت غالب صاحب کے مخلص ختصاص  
 ہیں اس تلاش میں میری معین اور مددگار رہی بہت کچھ خیرہ او کی بدولت ہم پہنچا اس کتاب کے  
 و فضل اور ایک خاتمہ ہی پہلی فصل میں چودہری صاحب کے مرتب کی ہوئی خطوط اور او کا لکھا  
 ہوا دیباچہ دوسری فصل میں میری جمع کی ہوئی رقعات اور خاتمہ میں چند شیرین میں جو جناب  
 غالب نے اور ان کی کتابوں پر تحریر فرمائی ہیں عود ہندی اس کتاب کا نام ہی خوشبو اسکی تمام علم  
 میں پہلی دعا پر ختم کلام ہی پہلی فصل چودہری عبد الغفور سرور کا لکھا ہوا  
 دیباچہ بسم اللہ الرحمن الرحیم دیباچہ انشائی آرٹیں ستائش کا تب جرح  
 کہ نہ طاقت قلم ہی نہ تاب زبان اور عنوان ملا کی انائش خدا ادا کر مطلق ہی کہ نہ یار ایسا کہ  
 نہ زہرہ بیان اس نظم گاہ زمانہ میں صنایع فی کیا کیا صنایع اور بدائع اپنی قدرت کا اندی کہانی اور  
 کیسی کیسی شئی بنائی ظہوری کو ظہور دیا اور نظیر کو بی نظیر کیا جامی نامی ہوئی اور نظامی خداوند  
 شیرین کلامی غالب کو علیہ شیوایانی و ہمدانی و غزوت معانی و شیرین زبانی عطا فرما کر کو  
 لکھتای جو ایسا اور خلوت کلام سی ایک عالم کو شیرین گام فرمایا زہی کرم و خبی رحمت جیم اور  
 صلیح کبریا کی لغت یعنی رسول مقبول کا بیان صفات بشری محال ہی ملا ایک کے زبان ناطق  
 جگہ لال ہی وہ رسول مجتبیٰ مہتمم مقام قافیہ سین او ادنی کلیم کلام ما بنطق عن الہوی بد اللہ  
 شمس الضحیٰ کہ جسکی ہدایت رہا پر معانی دو نوچھان کے مطالب کے کتاب ہی جو کلمہ ہی رحمت کا باب



جو فقرہ ہی معصرت انتساب صلی اللہ علیہ وسلم و صحابہ جمعین آب شیدن کو گوسٹ شنو انویہ  
 و گفتن کو زبان گو یا مژدہ ہو کہ شاید سخن بصندار داد مقنوعی سی او ہوتا ہے او مقنوعہ  
 حکرت بہر از غم و کرشمہ جلوہ دکھانا ہی لیلی شیرین نقای فصاحت کہ جبکہ ایک جہان مجنون  
 ہی دیدار نامی طایبان سخن بہ معنی رس موتی ہی اور عذر اہی خود اراہی بلاغت کہ جبکہ  
 ایک جہان و اہی ہی سلک تر میں موتی مضامین رنگین کی پروٹی ہی مخفی و محتجب ہی کہ سخن  
 آفرین کی کوئی زمانہ نکلوا و معانی فہم سی خانی ہینن کہ اوقات ماضیہ میں نظامی نظم  
 نظم بخشا دست چاہے جام معانی پر کیا طوری سی نظم و نثر کو طور دیاعونی ہی سخن شہو  
 ہوا اس وقت میں عمدۃ البلفا قدوۃ الفصحا سخنور گانہ فردوسی زمانہ خاقانی جاہ انوی  
 پناہ سجان زمان خان دوران جان سخن روح معنی نظامی نظام طوری طوری طوری طوری  
 فیضی فیض صمیری ضمیر شانی شان نوالی نو انقانی فغان مخدومی و ہستادی نجم الدولہ  
 دبیر الملک محمد اسد الدخان بہادر نظام جنگ وہ قدرت سخن سخن و اور معنی آفرینی عطا فرما  
 کہ تمام عالم انکی ہمہ دانی کا قابل اور شیواییانی کا مائل ہی الدوا کو سلامت بکرامت کہے  
 آئین نظم آئین نظم میں وہ پایہ بلند کہ شعری انکی ہر شعر پر لائی انجم لصدق اواری خود  
 گردان ہو لولی سہا ووس ہر مصرعہ پر دل و جان داکر صدقہ قربان سو ترکیب الفاظ و لفظ  
 فتافی و ردیف کا عجیب رنگ ہے کہ سخنوران مسلم البتوت کی عقل و نگاہ قافیہ رنگ ہے عرفی کو  
 کہنے لاؤں جو اپنی کلام کی تصدیق چاہوں اگر نظیری ہوتا داد سخن دیتا اعتقادات صحت  
 سی رہتا ہوں ورنہ کتنا زانوی سبق خوانی تہ کرنا تر میں وہ پایہ ارحمہ کہ شری ماوس سلم کا  
 رکے تہہ ہی دبیر فلک انکی خاتم کا لگندہ ہی اگر فقرات نہ نثر طوری شراب سخن کی بیالی من  
 تو کلمات عبارت رنگین خوابالہ شہری کی نوالی میں ہر حدیثا طرا میں کیا ہی لیکن آید امران

ابو افضل شيرازي بن بي هاشمي مگر بزرگ ساز کسان چنانچه هر روز کي ناليش اوز ماه نيم ماه  
 کي ناليش اور دس بنو کي خوشبو درگيني قاطع برهان کي لال کي دل نشيني شاد باد عايشي پير تو پير  
 سخن کي آب و فقط انکي ذات مجبه کمالات سي باقی باري قول کو کلام مدوح دليل کافی جو  
 کہون وہ بجایي لفظ عبارت رنگين پير آنگ لجان داودی ہی کہ انين دنو کو موم کر تار  
 سطلعہ ہر سطر و صفحہ کا جو ہر سرہ ہفتا بی ہی کہ پتر ہی ہوئی انکہون کو جلا بختا ہی الحق کہ جلا  
 نازہ مضامین ہین اور آونیدہ معافی و نشین ریختہ کا وہ انداز ریختہ خامہ سحر گار ہی کو کون  
 کیا ہی سو کو مول لیا ہی عبارت اردو داغ و پیر و یکہ و شتی ہونہ از در داری اگر کوئی سخن  
 چین سخن چینی کری تو ہر نہ درائی ہی او عیب بینی او سکی عین تابینائی باب باب علوم کو معلوم  
 ہو کہ مین انکسار طووع و بغور مختص بہ ہر و رار بر دی بدو شعور سی ال سخن کا طالب ہر صاحب  
 کمال کا خوانان تہاجب کلام بلاغت نظام رشک صائب خضر طابا بید اللہ خالص صاحب کا  
 دیکھا و لکھو بیا یکتا بیا تر سیل مرسلات مین قدم بڑیا ہر کتابت کا جواب آبا سجان لکھو بڑیا  
 کہان باؤن کہ او کی خلق کا بیان لب پر لاؤن مجھے باجیر حقیر یہ وہ ذرہ نازی مہر و فرمای کہ  
 میری نظیر میری ابر و بڑیائی کہی جواب اسلہ مین تساہل و درنگ و صلیع شعر و عبارت  
 مین دینع اورنگ نغز یا جو نامہ کہ تمام میری عبارت اردو تحریر کیا لکھو یہ وہ ذرہ نازی  
 تر اور ہر سطر او سکی سلسلہ مویونی تاب نہ سازیا دہی جس آنکھ نہ دیکھا وہ بینا ہی جس کان نہ  
 سنا وہ شنوای پس تہا تلمذ و ہوتا اور آپ آپ ہی مرزہ او ہٹا ناخلاف انصاف جانادل  
 مائل تمام شہرت عام ہوا و ہونیز بہ قصد ناتمام تہا کہ بحسن اتفاق فخر زمان و حید دوران جلا  
 ممتاز علی خان صاحب غن میر تہہ کہ دیوان شباب مین بہ نذر لطف شیب بیدار تہہ سحر گر دل  
 نرم ہر گامہ محبت گرم اخلاق مجسم با بقا کرم فطرت ارجمند ہمت بلند فضایل حمیدہ اوصاف

حضرات جمیده اوصاف بسندیه پاک نهاد متجدد اتحاد با کینه روشن اخلاق شمس سخن شناس مضامین  
اساس خوش تقریر عظیم انظیر بین رونق افزای بار هر هوش او قدم تقدس لغوم سی قصیده کو مشرق  
کیا ایک نور مخمل مدوح میں ذکر ہمہ دانی و شیوا بیانی خیال ستاوی و مخدومی دور میان آیا ارشاد  
کیا کہ کلام نثر اصبا نسیم جانفزا اور نسیم دلکش ای فارسی کا کیا کہنا اردو ہی کی تھی نظم و نثر فارسی تو  
مخملی جلایہ انطباع ہوا لیکن نثر اردو زور طبع سی عاری رہا اگر وہ خطوط کہ بنام تہسارانی اور تہنی شا  
میں جمع کرو تو میں اس کی انطباع کا برا اوٹھا تا ہوں اس تقریر سی نسیم تاثیر فی غنیہ دل کہلائی تھی  
خاطر طہور میں یاد وہ مکتوب کہ بنام میری الی تھی ترتیب ی گویا جو اس پر ہا کان فلندنی کا لکھتی تھی  
میں جمع کئی جو کہ محبت خبا غائب میری حال پرست لکھا ہی لہذا نام اس لکھا کا مہر غالب کہ نسیم بن  
ہی سال ختم تالیف ہی اس نام سی مطابق پایا طبیعت اور بری تحریر تاریخ کو دست فایم **یاد**  
افتتاح مکتوب مطالب لکھی بدین معنی بی سوسٹان طالب لکھی مہر سوم کیا جو مہر غالب سے سرور تاریخ جو  
اسکی مہر غالب لکھی بدو کوب شعر شاعران ہند پر تو لغات غالب سے روشن اور خاک فکر ہندیان آبیار  
گرمی مدوح سی گلشن ہو جو این ثم این چودہری عبد الغفور سرور کی نام چودہری صاحب  
شفیق کرم کی خدمت میں بعد رسال سلام سنوں عرض کرتا ہوں کہ اپنی فرہ پروری اور درویش  
نوازی کی روز میں سر اور استیلاش نہیں ہوں ایک سپاہی ادبہ سچان اور پیر دل افسرہ دوران  
فرسودہ ہاں ایک طبع موزون اور فارسی زبان سی لگاؤ رکھتا ہوں اور یہ ہی یاد رہی کہ فارسی کی  
ترکیب الفاظ اور فارسی شاعر کی معنی کی پرواز میں میرا قول اکثر خلاف جمہور پائی گا اور حتی بجانب  
میری ہو گا پہلی میں حضرت سی پوچھتا ہوں کہ صاحب جبرئیل کتنی ہیں کیا یہ سب بزرگی  
سروش ہیں اور ان کا کلام وحی ہی اپنی اپنی قیاس سی معنی پیدا کرتی ہیں یہ میں نہیں کہتا کہ  
سر حکید ان کا قیاس غلط ہی مگر یہ بھی کوئی کہ نہیں کہتا کہ جو کہ یہ فراموشی میں وہ سچ ہی جہاں میں

کہ جب آپ خواہ دیتی ہیں منجہ بہ منجہ کل الہ اس شعر کی شرح کو ملاحظہ کیجی عبارت وہ تعقید  
 لبریز کہ مقصود شائع کا سمجھا ہی نہیں جاتا اور جب غور و تامل کے بعد بھیجی تو وہ معنی ہرگز لائق  
 نہیں ہی کہ فکر سلیم اس کو قبول کری پہر حسان تو نگاہ الہ اس مصرعہ کی توجہ کتنی بی مزہ اولیٰ نظم  
 ہی عرفی کو کہا سنی لاؤں جو اس سے پوچھوں کہ یہائی توئی اس شعر کیا معنی رکھی ہیں قصہ کو تاہ نظم  
 دیوانگری محبت تو ذکر موز سلیم است مارا خوشیگانہ ز تاج کرد تارک ہاۓ آوازہ کفش کرد یار  
 جیسا کہ دوسرے شعر کو مفہوم کو شائع کہتا ہی کہ دیوانگی میں یہ حالت بعینہ ایسا ہی اگر کوئی کہ  
 کہ منصب دیوانی ہی یہ بات بعید ہی تو پہر شائع کیا جواب دیگانان یہ کہیگا کہ غلبہ محبت میں یہ  
 وضع نہ آ اور دیوان ہی حسب کچھ ہی سنی سرائی پانوں لکلی یہائی سنی مانا مگر ہم یہ پوچھتی  
 ہیں کہ دیوانگی کیوں نہ لکھیں کہ دوسری شعر کی معنی بی تکلف منطبق ہو جائیں اور توجہات  
 درمیان نہ آئیں فقیر کی نزدیک دیوانگی محبت تو صحیحہ اور بی تکلف ہی اور دیوانگی محبت تو  
 غلط محض اور دیوان گری محبت تو تکلف محض دیوانگی اور محبت دونوں کیوں صحیح کرین غور  
 کیجی عطف کے داو بہ جانتی ہی کہ یہ شخص پہلی ہی دیوانہ تھا اور پہر اسی حالت میں اس کو صحبت  
 ہوئی دیوانگی میں تاج و کفش بیجا ہی محبت پیدا ہوئی کی بعید یہ حالت طاری ہو گیا بی مزہ  
 توجہ یہ کہ دیوانگی محبت کہیگا اور دیوانگی محبت کہنی کو منع کریگا اور دیوانگری محبت کہنی نہ مانع  
 آئیگا نہ تسلیم کریگا زیادہ اس کی عرض کہ دن پادآوری اور مہر گستر کا شکر بجا آتا ہوں اور برا  
 ایمان ہی اوی سخن حضرت پیر و مرشد صا جہ عالم صبا کی طرف ہی اپنی مخدوم و مطلع حضرت  
 صاحب کے خدمت میں بندگی عرض کرتا ہوں اور حیران ہوں کہ اور کیا کہوں یہ دعا  
 جودی صاحب کے تحریر سی معلوم ہو گیا تھا اس کا جواب لکھا گیا حضرت کی دستخط  
 کے لکھی ہوئی عبارت سی جو سمجھتا ہوں اور اس کا جواب لکھتا ہوں اور جو کچھ مجھے نہیں پڑا گیا

وہ تعویذ بازو کر کہتا ہوں اگر بضر محال کہی ملاقات ہوگی تو آپ سے دریافت کر لی جائے  
 گرا ہونگا مان حضرت سچ ہی میرا بن جس خان میری دوست ہیں ماؤ غرا عباس میرا بہا نجاہ  
 فتنہ و فساد کی زمانہ میں بلگرام میں رہا اور اب وہ فرخ آباد میں دبی کلکٹری کی اور بہا می مشہور  
 بنی بخش صاحب کی ملاقات سے میرا دل بہت خوش ہوا یاد رہی سخن فنی اس بزرگوار کا حق ہے  
 اب اگر وہ میں بیکار و پریش کی امید وار ہیں تا سرچہ گفتی از تو مکر رشود می بلندی کی علامت  
 سے کہ وہ بیای مجھوں ہی یعنی مشہور صاحب گفتی کو یہی بیای مجھوں پر ہستی ہیں تاکہ میگفت  
 کی معنی پیدا ہوں اس صورت میں خطاب سے بطرف غیب کے رجوع کرتے ہیں اور گفتی بیای معروض  
 سے صیغہ واحد حاضر ہی از منہ میں سی استعارہ نامہ ضعی کہتا ہی اور شدن اور شود بہ سب  
 استقبال کے مقصد میں اور معروض گفتم ضعی ہی پس اگر گفتی بیای معروف ہی نو اور کے مصرعہ میں  
 کہنا ہوگا بودی کا مخفف خلاصہ یہ کہ اگر وہ ان بدی کہی تو یہاں گفتی بیای معروف ہی کا مخفف  
 اور یہاں مجھوں غلط ہی اور اگر وہ ان شدی کہی تو یہاں گفتی بیای مجھوں کہی غیبت اور خطاب کا  
 تفرقہ شاید ہی گفتی بیای مجھوں میں خطاب حاضر مقرر رہتا ہی اور تو کا لفظ جو قریب وہ اس  
 کو باب سی جانی نہیں دیتا نظائر اسکی فارسی میں بہت ہیں اسکی ایک پرکشش ہرگز نہیں نہیں  
 کہی زیادہ حد اب ایضا بندہ پرور مہربان نامہ آیا سر پر کیا انگہوئی لگایا فارسی تکمیل کو  
 اصل اصولی مناسب طبیعت کی ہر شیع کلام اہل زبان لیکن نہ شاعر قبل و آقا و شاعر بعد  
 کہ بہ شاعر اسکی کہی کو موزونی طبع کا نتیجہ کہی اور کسی تعریف کی تائید نہیں نہ ترکیب فارسی معنی  
 نازک ان الفاظ فرسودہ و عامیانہ جو اطفال و لبان جانی ہیں اور جو مفید میں نہیں درج کرتے  
 میں وہ الفاظ فارسیہ لوگ نظم میں خراج کرتی ہیں جب وہ کی و غصہ و خافانی و رید و طوطا و ازو کی اور  
 و نظائر کلام با استفاد کہا جاوے اور کی کی پوئی شنائی بہرہ اور میں عجاج کی طرح بجا توجہ جانی

که آن فارسی بهی همی منگه ششم اسکی جو شرح چهار به من لکھی می او سکول خطی کجی اور معنی میر  
 خاطر نشان کجی توین سلام کردن پہلی نظیر بیان لڑنی چاہی کہ از اوج بیان اندختہ کا فاعل  
 کون ہی اور مفعول کون ہی اگر عقل کل کو اندختہ کا مفعول اور منگہ کی کا فلو کو دامیہ ہراوگی  
 تو بی شبہ اندختہ کی فاعل و مزیں کی ایک ناوک انداز ادب مرا یک مرغ او صفا تو ایک فعل اور ذوال  
 یہ کیا طریق اور کیسی تحقیق ہی اب فقیر سی اسکی معنی سینی من اندختہ کا مفعول امتداد منگہ کا کاف صیغہ  
 ناوک انداز ادب آموز یعنی استاد مرغ تو صیغہ فاعل مجھ کو کہ عقل کل کا استاد ہوں تیری مرغ صیغہ  
 فی اوج بیان ہی گرا دیا عقل کل تک کہ وہ علویوں میں علی ہی اسکا ناوک پہنچ سکتا ہوتا مرغ  
 اوصاف اوس مقام پر ہی کہ جہاں اس ناوک انداز کو ناوک پہنچانے کی گنجائش نہیں اوج بیان ہی گرا  
 عاجز آجاتا ہی قدرت وہ کہ عقل کل ہی زیادہ اور عجز نہ کہ اوج بیان ہی گر گیا اچھا مبالغہ  
 مرغ اوصاف کی بلذیکا اور کیا خوب مضمون ہی اظہار عجز باوجود دعوی قدرت مصرع  
 اشیار تو بردوختہ چشم و دمن آزد اسکی تو معنی وہ بین جو چہا بہ من لکھی بین مصرع ثانی  
 کی شرح میں گمراہ ہو گیا مصرع احسان تو ہر قطرہ دریا بنگاشت تا ہم بقید حساب نیامد  
 یہی سچاں اس معنی کی معنی نہیں سبھا سید ہی بات ہی مگر خیال میں جب آئینگی کہ تہا تہ  
 کی سلامت معلوم ہوں کمال اشیار و عطا میں مروارید و یاقوت و بحر و معدن کی کم تحقیق تو  
 آتی ہی اصل و در کا معدوم ہو جانا اور بحر و کھان کا خالی رہ جانا ہی نئی طرح سی بانڈا ہے  
 چنانچہ مینی کسی زمانہ میں آئی من میں ایک قصیدہ لکھہ گردنیر الدولہ والی لونک کو بھیجا ہوتا  
 اوس میں کی دو شعر ایکو لکھتا ہوں نظم ناموس نگہداشتی را مجو د بگیتی ہر جز پر دگان جم  
 معدن ویم ما دست کہ این قوم ہر کوچہ و بازار پر سندر ہم مشا در سوانی یم را پر دگان جم  
 معدن ویم لعل و گہرہ جو کثرت ایشا سی کوچہ و بازار میں خاں آلودہ پرسی سوی میں با ہر گمراہ

ورنہ نہ کہ گفتگو کرتی ہیں کہ اس شخص نے سبے حرمین کہہ دیں اور سبکی آبرو میں بجا ہیں کہو  
 استعدادی حرم اور ذلیل کیوں کر کہا ہی قطرہ دریا کا حساب کے واسطے جیسا بھی حساب ہی معقول  
 عرفی کا یہ ہی کہ جتنی موتی دریا میں ہاتھ آئی وہ بخشہ دے اور بخشش کا ذوق باقی باجوہ کہ  
 قطرہ میں بالبقوۃ استعداد موتی ہو جانی کی ہی تو اس احتمال میں ہر قطرہ دریا کو چیر ڈالا کہ اگر  
 موتی ہاتھ آوے تو وہ سالنوں کو دی جاوے پہلی مصرعہ میں حرص کا یہ کر دینا موافق سب  
 شکر کی منتہی اور اس کا مفرع میں آنا اغواق دوسری مصرعہ میں با احتمال استعداد بالبقوۃ قطرہ  
 کو چیر ڈالنا اور پھر اس طرح کہ ہر قطرہ کو یہ اغواق سی گذر کر تبلیغ و غلو ہی بیان ہی خطا حضرت  
 صاحب عالم کے طرف مخدوم مکرم و مطاع معظم قبلہ دیدہ و دل کہ جو میری اور اپنی ملنی  
 از قسم فرض محال نہیں ان تی میں خدا کریم ایسا ہی ہو جیسا وہ جانتی ہیں تقصیر معاف ہو  
 اگر دنیا میں ہر طور پر امر بحسب عدت ایسا ہے تو اس تنا کا حصول مانند اعداہ حساب کو ہی  
 وجہ نہیں پاتا آپکی بیان تشریف لائیک اور کوئی صورت نہیں نظرائی میری ہاں نیکی اگر خیر  
 امکان سی باہر نہیں مگر وقوع میں نال ہی ارجو بہائی مثنوی نبی بخش صاحب خط لکھو لگا تو  
 آپ کا سلام ضرور لکھ دوں گا آپ نے احباب الحاض کے خیر دعائیت عموماً لکھی ہے تخصیص حضرت شاہ عالم  
 صاحب سلام نہ لکھا کیا وہ مان نہیں ہیں اگر او کہیں ہیں تو ان کا حال مجھ کو کہی اور گروہاں  
 ہیں تو میرا سلام ان کو کہی با عی کی باب میں بیان مختصر یہی کہ ہر اکابر دین معین و عین  
 دستور تھا سو کچھ نے یہ بحر ہرچ میرے لگا لایا ہی مفعول متاعلن فعلن ہرچ مسکس انجرب  
 مقبوض مقصور اس گروہ پر فعلن نہ یاد یا ہی مفعول متاعلن فعلن فعلن حافات ہیں بعض  
 نزدیک اور بعض کے نزدیک ہیں اور وہ سب جائز اور دہا میں اور اس بحر کا نام بحر با عی ہی ہے  
 کہ جو اس بحر کی اور بحر میں نہیں کی جاتی اور یہ جو مطلع اور مطلع کو با عی کہتی ہیں اس سے کسی مصرعہ



چارمین کہو باور نہ رہی ہنیں ہی نظم ہی قدر کو پیشتر اس کا الزام تھا کہ ہر مصرعہ میں قافیہ کہتی  
 خاقانی بر عایت صنعت ذوقاقتن کہتا ہی شعر میں بودم و آن لگا روحانی بروی ہا انگشت  
 دران دوزخ چو گانی گوئی ہا خلقی بدستبادہ خاقانی جوی ہا من و حرم وصال بچانی کوئی  
 میں ہاں سات برس سی بہرامو گیا سون ایک باعی چار قافیہ کی اس مضمون خاص کے مینی لکھے  
 ہی بر عایت صنعت ذوقاقتن ریاضی دارم دل شاد و دیدہ بینائی ہا ذکر کری نوشم بود  
 سپوائی ہا خوبست کہ نشوم زہر خود رانی ہا گلہا نگ انا ربکم الاعلائی ہا فقیر اس باب میں صاحب  
 ہی اور وزن کی دوبست میں قافیہ والی کو رہا ہی نہ کہنی گانہ عاری نہ قافیہ نہ وزن شر ہا  
 سبج قافیہ موجود وزن مفقود مگر اسمین ترجیع کی رعایت ضروری یعنی فقری میں کی الفاظ  
 مائل اور یم ہا ہر گھون اور اگر یہ بات نہوگی اور صرف قافیہ ہوگا تو اسکو مقفی کہنی نہ سبج  
 شر مزبورہ ہی کہ وزن ہوا تو قافیہ ہو جب آپ لالہ قلیل کی گہری ہوئی فقری دیکھ چکے ہیں تو  
 محکو فقرہ تراشی کی تکلیف کیون دیتی میں زمانہ گذشتہ میں بہامی ضیا الدین خاں صاحب سیر  
 تخلص ایک مختصر سادیوان حضرت نظامی کا محکو کہانی لای ہی اوسین شر مزبورہ میں  
 اوسدن نواب مصطفیٰ خان حسرتی شفیقہ کو خط لکھا چاہتا تھا اسی موضع پر خط لکھا اور دھڑک  
 میں ہی مگر مینی اوس طرز میں بمقتضا شوخی طبع یہ بات کی ہی ایک جگہ جو فقرہ مقفی ہوئی  
 میں اور وہ لفظ محکو پہنچائی میں تو مینی اوسکو یونہی مینی دیا اسکو دستور میں تصویر لکھی گئی وہ  
 یہہ ہی قطعہ مان خواجہ بی پروا میں بندہ کہ غلام فرغصہ حاکم چاکم خواہم سخن گفتن آن مذکور کہیر  
 آن نامہ دستا ند کر دیدن آن چمن شد دل تاجرانند و کہتم حکیم غالب چن کار در گون شد ہفت  
 انیک فت تا غدر سخن خواہم چون گرد و عباری بود رفتن تو استم آنروز شام آمد لہ بلکہ سیر شد  
 سرانندہ بالین چون عمر دکان جھم ہی ہی چہ تواند گفت آن خستہ کہ غمخوارش بر حرم

۱۲  
 ملک سیرود در دیده بیدارش شود باده وان با نیک چون از افق شرقی خورشید خوشننده آگاه سر  
 بزد آتش بجهان در دماغ سحری پر زرقم به جگر کاوی آن راز نهانی از دل بزبان دام  
 در صوت تنهائی بی پرده چو هم رازان فی اندوم دم شد چند آنکه دم اندر فی از مهر مبدم معین  
 من نبوا آمد وان ناله که بر لب لب و از باطن سر ز داند کم نفس بانی رنگونه کشایش کرد یک کاغذ خوش  
 بودت بدستم در چون ناله نمودی و دشت آن شعله که دودی دشت بر صفحه نشاها ماند نفسم  
 اگر این صفحه غماز را نشی فهرست نیاستی باید که فرو بخم و آنکه به نشا مندی بی خواجہ وان سلام  
 کوتاه کنم گفتن آن نامه که من گفتم حجاب ردالا بودند دران کردند هر چه در اندیش بید است  
 که خوش باشد ما خواجگی استغنا یا اینهمه خوش بود پوزش نه پذیرفتن و پر در سحر گاهان روشن  
 گهران نیز کش روح و رازان دانه بل خوشتر از ان دانه دیوان نظامی را اورد بسوی من رنگونه  
 نوا ما بود در پرده گفتارش که ذوق بهنجار این زمره سر کردم والا که کبر خان خوانند سلام  
 ایضا بنده پرور ایکا تقفد نامه محرره انو مبرک نیج شنبه کنی ۱۸ نومبر کو بیان بهنجار بار  
 کا خط دلی چو تپی دن آبا هر فی کا خطا بره دیرین کیون بهنجاری تو بهاری خوشی ابکی به خط  
 بزرگ بهنجار ہون مگر محبو اطلاع دیجی گا کہ یہ کس دن بهنجار ۱۱ مئی شد اعلیٰ سوی کو بیان فساد  
 ہوا مینی اور سدا کہ گار دروازہ بند اور نا جانا موقوف کردیابی شغل زندگی بسر نہیں ہوتے  
 اپنی سرگذشت کہنی شروع کی جو گیا وہ یہی ذمیرہ سرگذشت کرا گیا مگر یہ طریق لزوم ہا لایزم  
 اسکا التزام کیا ہی کہ زبان فارسی قدیم جو دساتیر کی زبان ہی اوسین یہ نسخہ لکھا جای اور  
 سیوا ہی ہمارا کہ کہ ہم نہیں بدلی جاتی کوئی لغت عربی اوس میں نہ آوی چنانچہ ایک  
 نسخہ آپ کی خدمت میں بهنجار ہون مگر یہ نسخہ ہی جناب قبلہ و کعبہ حضرت صاحب عالم  
 صاحب کے اور چونکہ وہ آپ کی بزرگ بین جرات مکرر کا کہ ابکی نذر کردن اور سپر

۱۳۳  
 سیرین از کو مشترک کہون نذر افکی ہی اور فیض ناپی کی مطالعہ سی یہ بات یہ کتب سہانہ  
 کی کلام کو کیا بگاڑتی ہیں گویا سہم کردتی ہیں اون سی بعید نہیں لیکن مثنیٰ اور حضرت صاحب  
 سی بعید ہی کہ سہو کاتب کا نہ سمجھ لیا یہ من ندر یای اشوم کہ تاثیر خاصیت ۴ دوزخ کا  
 التواثر انا دوسری بات ہی دریای آشوب کیا کمال بابہ لفظی استعارہ بالکنایہ صحیح مگر یہ  
 محل نہیں، بیان تو دریای چاہی بی شائبہ استعارہ دو کنایہ عیاد بالہ فی اگر ایک شے اقیح نہ بگ  
 کایا ایک تیل شراک پی ہوئی ہوتا تو پی دیون ہلکتا اس غریب کا مصرع لوگ من دریائی  
 اشوم کہ از تاثیر خاصیت حیرا موصوف پر آشوب صفت دوسری مصرع کا کاف صفت تفسیر  
 ہون کہ میری ہم عمر شادی ہم فن مخدوم میری تقصیر معاف کریں اگرچہ تری سہ بسکی عمر  
 میں بہر ہو گیا ہون پر بنیالی میں فتور نہیں عینک سی عانت چاہنی منظر نہیں باوجود حد  
 بصیرت نقص فہم کی دستخط عبارت مجھے پڑی نہیں تباہی جو دوبار میں فی جواب لکھا  
 صرف قراین ملحوظ رکھی میں ورنہ عبارت ہتیفہ مجھے نہیں پڑی گئی آخر جو دہر صاحب تو ابکی  
 معتقد نہیں بننے عزیز و مکی میں جواب فرمایا کریں ہا وہیں الفاظ کو لکھ دیا کریں اب عبارت کا  
 جواب جب کہ نوں کا کہ کتاب کے رسید اور اس مطالب کا اعادہ تحریر بدستخط جو دہر صاحب میری پس آجی گاہ  
 حداد اب فیضاً جو دہر صاحب آپ کا غایت نامہ سوفت پہنچا اور یہ وقت صبح کا ہی دن بدکار  
 ربیع الثانی کے چونتیسویں اور دسمبر کی پہلی کتاب کے پارس کی رسید معلوم ہوئی حکیم  
 عبدالرحیم خان کوئی ہی اور نام اور آدمی نہیں میں بہانہ کی قاضی زاد وغینہ سی ایک شخص  
 میں اب طبابت کرنی لگی میں میری ہی آشنا میں مگر صرف سلام علیک یاد ہا بڑھ نہیں  
 سوا دن کا حال محکو کچھ معلوم نہیں کہ وہ کہاں میں اور کس طرح میں گئے حضرت صاحب  
 کی خدمت میں عرض کیا تھا کہ آپ جو کچھ لکھیں وہ بفہم جو دہر صاحب لکھا جائے

صاحب دوسری کئی صورت سے کلام کر رہے ہیں

حضرت فی نمایا اور پھر عبارت بدستخط خاص لکھی المذہب نہ مجھ سے نہ اور کسی سے بڑی گئی  
 تا چار ایک خط پھر لکھو بیچتا ہوں حضرت سے کچھ نفرائیگا مگر اس عبارت کو اپنی ماہیت سے نقل کر کے  
 محکمہ بخجائی گا ضرور اور جلد شفیق کریم جناب چودہر لکھیا صاحبِ سلام رسول کی خدمت میں سلام  
 پہنچی ایضا جناب چودہر لکھیا کی خدمت میں سلام عرض کرتا ہوں اور شکر احسان بجا لاتا ہوں  
 اور حاشا اور حاشا کہ جو اب حوالہ اداں سطور پر لکھتا ہوں کہ جواب جناب حضرت صاحب  
 ارشاد کی جواب میں لکھوں لگا ایک لکھنا اور کافی ہی کہ اپنی عہد والا قد خیا جے چودہر لکھیا صاحبِ سلام  
 کو فقیر کا سلام نیاز پہنچائی اور جناب شیخ عطا حسین صاحب عطا کو بھی سلام کہے پیر و مرید  
 قلم کا کام زبان سے لینا یعنی تحریر کی مطالب کہ پیر بنا اور پیر دنیا آسان ہی اور زبان کا  
 کام قلم سے لینا دشواری یعنی جو کچھ کہا جائی اور سکو کنو کر لکھا جائی وہ بات کہاں کچھ  
 مینی عرض کیا کہ آپ فرمایا دو چار باتوں میں جگہ می فی انجام پایا جز دولت ہم زبان کہاں  
 میں کہ حکم بجا لائیکو انیا شرف جانتا ہوں اور عرض کرتا ہوں کہ نظامی بے با ہو کہ جب تک  
 آیا کا کہتری دیوانی از سکتم متخلص بہ قتل جسکو حضرت مرحوم لکھا ہی و سکی تصدیق کری  
 تب تک اسکا کلام قابل استناد نہو قتل ہاتھ سلف کے کلام سے قطعاً ناشی نہیں و سکی علم  
 فارسی کا ناخدا وں لوگوں کے تقریری کہ جو نواب حات علی خان کی وقت میں مالک معری  
 طرف سے لکھتے ہیں انی اور نگام آراہوی بیشتر او میں سادہ و کشمیری یا کابل و قندھاری دیگر آئے  
 احیاناً کوئی عامہ اہل ایران سے ہی ہو یا کہ عظمای ایران میں سے ہی کوئی ہو گا تقریر اور سچ  
 اور ہی اگر تقریر بعینہ تحریر میں آیا کری تو خواجہ قہرطاسی اور شرف الدین علی نرودی صاحب  
 و اعظما کاشفی اور طبر و حید بہ نسبت میں کیون جن جگہ کہا یا کرتی وہ سطور کی خیرین جو  
 لالہ دیوانی سے قتل متوفی سے قتل اہل ایران لکھی میں رقم فرمایا کرتی یہ شخص معنی ہی کہ وہ کائنات

اب خطاب جناب حضرت صاحب عالم صاحب کسٹریٹ ہی

پانچ چار اسم کی وراسم کی ساتھ ترکیب میں پانچ اس کے اور دیکھو کہ اور شکر کہ اور  
 امثال اسکی جو ہر گاہ اہل زبان کی کلام میں آیا ہی نہ درست ہی میں اور آپ پیشین اور  
 اسکی خرافات پر ہی چائیں اور جو میں عرض کروں اور حضرت غور فرمائیں تب معلوم ہو کہ  
 کتنا لغو اور فارسی ثانی ہی کتنا بیگانہ ہی آدم بر سر مدعا شمر جزا و سکو کہتی ہیں کہ وزن ہوا  
 قافیہ نہ مقابل متقی کی کہ قافیہ ہوا وزن نہ اور یہاں یہ ہی مفعول غا عیلین مفعول غا عیلین  
 حضرت جنوری علیہ الرحمۃ کی شکر کا وزن یہ ہے سمجھا چاہی کہ وزن میں قیہ منظوم نہیں مثلاً  
 حضرت نظامی علیہ الرحمۃ کی شکر کا وزن یہ ہی فرماتی ہیں اتیش مرد بن گلشن فتح خجرت  
 دیبا کی ظفر نہ شمر جز ہی زن اسکا فعل اتین فعل کا بتون مفعول مفعول مفعول مفعول  
 دی ہی اور کچھ تصرف کیا ہی شمر جز ہی مفعول مفعول مفعول مفعول مفعول مفعول مفعول  
 سر امر عادت کو شمر جز کہتی ہیں اور اسکا وزن فاعلاتن فاعلاتن فاعلاتن فاعلاتن فاعلاتن  
 وزن فاعلاتن فاعلاتن فاعلاتن فاعلاتن فاعلاتن فاعلاتن فاعلاتن فاعلاتن فاعلاتن فاعلاتن  
 شمر جز وزن ہی اور قافیہ نہیں عکاس نہ وزن نہ قافیہ صحیح ہی متقی ہی کہ دونوں فقرہ نہیں الفاظ ملا  
 اور مناسب ہر گون نظم میں بہ صنعت اتری تو اسکو مرصع کہتے ہیں اور شمر اس صنعت پر  
 ہو تو اسکو مسجع کہتے ہیں اس قاعدہ کو نہ عبد الرزاق بدل سکتا ہی نہ صاحب قلم ہفت گانہ  
 نہ بہ قطرہ ہی بی سرو پا جاشا و حاشا اللہ کلام اہل عرب میں اسو سطر ہی جطر آپ فرماتے  
 میں مگر پارسیوں نے ازراہ تصرف کی معنی نہ ہا قرار دیا ہی یا کہ اگر منقہ پر آئی تو نفی کی تکیہ  
 اور مثبت پر آئی تو اثبات کی تکیہ میں کسی کلمہ کا استعمال نہیں کرنا جب ایک اہل زبان کی کلام  
 میں نہیں دیکھتا عیشہ بچارہ لائق اسکی نہیں کہ مستند علیہ پر ہی مگر یہ لفظ غلط نہیں کہا ہی  
 اوس عزیز نے حضرت قبلہ فارسیوں کی تفرقات اگر دیکھئے تو حیران نہ جاسی محکو ہوت کہان

یاد ہی اور کتاب کے نام تو کوئی فرق ہی لکھا ہوا میری پاس نہیں حاشا کا کوئی شعر مولا نے لکھا  
 یاد آجای گا تو انکو لکھا جائی گا شعر مرزہ شتاب پی جادہ شناسان بردار ای کہ در آہن  
 چون تو ہزار آمد و رفت یہ ہشتوی جہین یہ مصرع ہی عر حاش لند کہ یدنیگو ہم ہر جگہ میں میں  
 لکھی ہی پنجہزار دمی فراہم ہی اور جو اعتراض مجھ کی نہی او میں سی ایک اعتراض یہ تھا کہ عالم  
 غلط ہی یعنی ہمہ کالفظ عالم کی لفظ کی ساتھ بلطینین پاسکا قیتل کا حکم یوں ہی عرض کیا گیا  
 کہ حافظ کہتا ہی ہمہ عالم گواہ عصمت دوست ہر گستاہی عر عاشق ہمہ عالم کہ ہمہ عالم  
 از دست غرض اس تحریر کی ہے کہ ہشتوی مان لکھی گئی اور ایک ایک نقل مولوی کریم حسین  
 لکھاری اور مولوی عبدالقادر ساہی اور مولوی نعمت علی عظیم آبادی اور انکی مثال اور ہر  
 کی پاس بھیجے گئی اگر یہ لوگ جگہ باقی تو میری کہاں ادیٹر ڈالتی اب ایک نسخہ ہی لطیف و نادر  
 اگرچہ صاحب اس کا ہندی ہی بلکہ ہندی مگر قابل اچھا ہی لکھی ہاتھ دیا کیا اتھرت نامان  
 کہ گئی ہیں مینی اتھرت انتظاری یہ غنی انتظار نہ آپ لکھنا نہ اپنی شاگردوں کو لکھنی دیا تھرت  
 مسلم اثبت کی مان فارسی میں موجود ہی حاشا ایسا نہیں کہ ہین فارسی النون کو مائل ہو یا  
 حدادب الیضا جواب چودہری صاحب انکو بعد بلانغ سلام انکی خط کی یہو پختی ہی لکھی  
 دیتا ہوں اور یہ ہی انکو معلوم ہی کہ انکی چا صاحب کی خط کا جواب سی انکی سپہ چکا ہوں میں  
 ہین انکا ہشتنگا مقدمہ میں ہے کہسی صاحب گشتزہاد کی پاس کہسی صاحب پٹی  
 گشتزہاد کی پاس جانا ہوتا ہی خود بخاؤن تو یہ خیال رہتا ہی کہ خدا جانی کسوقت ملا  
 یہیں یا کسوقت کوئی پیش آجائی بائیں مہینے سی وہ زرق کر جو مقوم جسم اور مقرب روح  
 مدد ہی کیا کہاؤن اور کیوں کہ حیون لدا حکہ کہنگا ہشتنگا ہشتنگا ہشتنگا ہشتنگا ہشتنگا  
 کی بولکل کی شرتہ سی مقرر ہوئی ہوئی کی جنہ کی دفتر و دولت لکھی گئی کاغذ باقی نہیں

ہنن رہا اب یہ شہر پنجاب احاطہ میں مل گیا پناہ کا نواب لکھنؤ گورنر بہادر بہان کا صدر اور  
 دفر میں میری ریاست کا میری معاش کا میری عزت کا نام و نشان ہنن ہے ایسی ایسی بچہ پر گئے  
 میں کچھ نکل گئی میں کچھ باقی رہی میں یہی نکل جانیں گی **مصراع** کار با انسان شود اباب  
 صبر جناب فعت ماب مولائی و مرشدی تسلیم قبول کریں اور اس تحریر سی جواب میری پاس بھیجے  
 ہی مجھ کو شان اور اپنی نجات اور تمت پر نازان بقصور فرما دیں سب سچا اور سب مطالب کا جواب  
 لکھتا ہوں پہلی اپنا ایک شعر کمال گستاخی کو کار فرما کر لکھتا ہوں اور یہ ہنن لکھا کہ یہ شعر میں نے  
 کیوں لکھا ہی ہے یہی شعر مرا بغیر زک جہن در شمار آوردہ فغان کہ نیست زبردانہ ذوق  
 تا گشت بہر حال خضر کو یہ معلوم رہی کہ میں اہل ناز کا پیر و اور مندوین ہوں سوا ہی ایہ خسرو  
 دہلوی کی سب کا منکر ہوں جب تک قدیما تاخرین میں مثل صائب و کلیم و اسیر و غریب کے کلام  
 میں کوئی لفظ یا ترکیب ہنن دیکھ لیتا او کو نظم اور نثر میں ہنن لکھتا جن کو کوئی محقق ہو پرتفاق ہے  
 جمہور کو ان کا حال کیا گذریش کروں ایک وینن صاحب پران قاطع سی اب اندون میں بران قاطع  
 کو دیکھ کر رہا ہوں اور او کی فہم کی غلطیان نکال رہا ہوں اگر زلیست باقی ہی تو ان نکات  
 جمع کر کے اوس نسخہ کا نام قاطع بران رکھوں گا **مصراع** کجا بود نزل کجا تا ختم شعر فردوسی  
 میں انکین و شہدا و شعرا دستا دین حرص و آرزو واقعی بادی النظر میں زاید معلوم ہوتا ہی شہزاد  
 بہتر ہی لیکن حرص و آرزو کو کیا کبھی گامین عرض کرتا ہوں کہ وہاں ہی ختم و آرزو سی ہرگز حرص و آرزو  
 ہنن ہے حکما اور صوفیہ قوت غضبی و قوت شہوی کی تعدیل میں محتین کرتی ہیں قوت غضبہ  
 کی اصلاح سی فضیلت شجاعت اور قوت شہوی کی اصلاح سے فضیلت عفت حاصل ہے اور یہ سب  
 علم خلاق میں مبرز ہے، دوبندہ جن میں آرزو بھیجے محض دستا و کواہ نام ایک کلمہ دو سہمی کر و حلقہ  
 کا تثنیہ اسی علامہ در غار حکیم بقوت شہوی کی اصلاح کا ذکر کیا اور قوت غضبہ کا ذکر کیا یعنی خوشنم آرزو دیکھا اور بجا

بیان ہی سخن صاحب عالم



جگہ شیرازہ حوص کے جگہ ختم درست میری ہی اپنی اپنی مطابق گرگوڑ و منج اوپر سیل سفید میں کشت  
میں یہ تفسیر کہ گرگوڑ منج کیاب و نعل سپید ناباب ہی میری دل نشین انہوی کبریت اجرو کیا  
اور غقا ان سب کا ایک حکم ہی نظر اس قاعدہ اور عرض کرتا ہوں کہ کالفظ اہل فارسی کے منطق میں  
اہلین افادہ معنی سلب کلی ہی کرتا ہی جیسے کہ آرا یعنی نیاز زندہ نہ یہ کہ کم آرا زندہ کم ہوتا یعنی  
بی ہوتا بلکہ اندک کالفظ ہی اس طرح آتا ہی جیسا کہ میرا خداوند نعمت نظامی رحمۃ اللہ علیہ فرمایا ہے  
شعر میں پس چون آقام بیکیت ۴ فروغ فراوان قریب اندکیت ۵ یعنی قریب بالکل سبب  
نہ ہو کہ کچھ ہی پس کم یاب اور ناباب ایک چیز ہی نظامی فی نعل سپید کہا ہی کسی صاحب طبع  
فی اوسکو غلط سمجھ کر میل سپید بنا دیا ہی نگین و شہد ناب شاید مثل غم و اندوہ سرت و حشر  
ہو یا نہ ہو شیر ناب ہی ہو بلکہ شیر ناب بہتر ہے لیکن حوص و آذکوسی طرح درست نہیں عارف کا دعو  
باقص اور غور نا جانا ہی اگر یہ قیاحت لازم نہ آتی تو یہی ہم حوص و آذ کو مسلم ترکہ کستی کس واسطے کہ  
غلام کا شبہ بکمال وضوح غم و اندوہ و عدل و داد کالفظ نہیں ہو سکتا ہاں کہین نہیں ہو سکتا  
جواز میں ہم مضائقہ نہ کریں گے کہ شیر ناب کو اوسلی چاہا کھینکے شہد میدہ کی حلاوت کیواسطے اوس  
افزائش لطافت کی واسطے حاشا و حاشا سد کا جواب آغا تحریر میں لکھ چکا اپنی اس نظیر کہنے  
سی اس کے جواز پر میرا یقین پڑا کہ کشف الخطا از دوت یقینا نثر مرکب کی باب میں بیرو مشرک کو  
اتنا مالکین ہی یہ جو نثر میں اپنے لکھی ہیں حوا اوس ترکی کہ جسکو اگی لکھو نگاہ یہ سب صحیح ہیں  
پہلے فقیر کا یہ لفظ وزن میں موافق ہر دوسرے فقرہ کی لفظی نظم میں یہ صنعت آپری تو نظم کو  
مرصع کہینگے اور نثر میں واقع ہو تو نثر کو مرصع کہیں گے جو حضرت کہ اس نثر کو مرصع  
کہتے ہیں وہ نثر مرصع کے مثال ہو کہ دین زہار زہار یہ نثر مرصع نہیں مرصع  
ہے ہاں یہ نثر مرصع ہے صاحبان شفق کو مادی مرتب والا مقدرت

میر علی محمد صاحب اور سر سید صاحب کی جو رہی جیسے سرسبز کی انجان ایک قاعدہ ص

شفیق دلی زید لطافتم الی الابد بعد تبلیغ زندگی و نیاز بر صغیر منیر روشن باد اگر فوثر کج کوینه  
 مسیح کیست مر جزی تو اس کجاست ترا کیا نام ہی نہیں و مسیح ہی اور یہ مر جزی ہی من تو بہت  
 مفید لکھ چکا ہوں آپ نائین تو کیا کروں وزن ہو قافیہ ہو وہ مقفے وزن ہو قافیہ ہو وہ مر جزی  
 الفاظ فقرتین وزن میں برابر ہوں وہ مسیح اس صفت کو بیشتر تر مقفے میں صرف کرتی ہیں  
 اور چاہو قافیہ کا التزام نہ کرو پھر رنگ اقامت نہ تر ہی ہی حضرات فی نثر مسیح کو مر جزی کیا  
 جواب دہی کہ اگر مر جزی یہ ہی تو مسیح کس نثر کو کہتے ہیں اس سے زیادہ نہ مجھو علم نہ یار ای کلام قلیل  
 لکھنوی اور غیاث الدین ہامی مکتبی سلم پور کی قسمت کہاں لاوین کہ تم جیسا شخص ہر اعتقاد  
 سوا دیکھ کر قول کو مقفہ سمجھی بعد تمام خط کی تحریر کی خیال آیا کہ شاید کسی بات کا جواب لکھا ہونے لگا  
 خط کو دیکھا اور ایک بات دستور کرف کی عبارت میں نظر آئی مر جزی کلامی است فتور کہ وزن دارد  
 مسیح ندارد اس تعریف کو دیکھی اور نمونہ کی نثر کو دیکھنے وہ نمونہ کہاں جو وزن دارد اور پھر وق  
 آئی وزن مجنی تقطیع شعر مفقود مسیح ندارد خدا جانی یہ بزرگ مسیح لکھو کہتا ہی مسیح نمونہ ہونا  
 دو لفظ کا فقرتین میں یا مصرعین سواں ترین موجود ہی موجود کو مفقود اور مفقود کو موجود کہتا  
 اور پھر کلام اور کا مقبول ہی البعد الدالہ غیاث الدین الہامی پس مر جزی مری باشد کہ کلمات  
 فقرتین اکثر جا ہمہ ہم وزن باشد در مقابل یکدیگر بدون رعایت سجع خدا کی واسطے سجع تو  
 اسکو کہتے ہیں کہ کلمات فقرتین یا مصرعین نمونہ یکدیگر مومن سواں ترین موجود ہی کہ  
 بدون رعایت سجع کیا مضمون گریدہ و توصیف وزن کو برابر ہونا کلمات کا سمجھتے ہیں اس سجع تقطیع  
 کو کہتے ہیں اس عقیدہ کی را کلت اظہر من الشمس صاحب دستور کرف کا کلام نص اور مو کو غیاث  
 کا کلام حدیث نہیں ہی آپ ہی غور و مائی اور انصاف کیجی صاحب عالم کی نام نہ مکن  
 عوض گو کہد یا بش بر و مرشد آج ہی ایک خط جو دہر عرب الغفور صاحب کے

نام کاروانہ کیا ہی اور اس خیال سی کہ وہ گرمی مہکا مٹا دی میں اس خط کا ایک فیطری گنہنا  
 پہول پنجائیں یہ خط جدا گانہ انکو آج ہی پہنچا ہوں صاحب ثلثہ کی عبارت شرم خربکی باہین تھے  
 اسی ہی کم وزن دارد و سبح ندارد خدا کی واسطے وزن تقطیع شعر کو کہتے ہیں وہ مثال کی تخریر کیا  
 ہے سبح او کو کہتے ہیں کہ کلمات فقرتین وزن میں برابر ہوں یہ صنعت مثال کی تخریر جو ہے  
 جو ہی اور کا سبب جو ہین اور کا ثبوت کیونکہ مانوں کہ کیا آئی یہ مرضی ہی کہ الفاظ کی ہم وزن  
 ہو نیکی وزن تقطیع شعر کو سبج مان لون میں تو غلو لگا آپکو اخذ تارسی یہ کلام معصوم گائیں  
 کہ اسکے سلم نہ کہتے سے ادھی کا فر ہو جابی زبان فارسی مرد بکا ال سی عرب کی ماہرہ بطریق لغا  
 لکھتے ہیں اور دال نقطہ دار کا ذکر نہیں کرتے الا کوئی لغت فارسی ایسا بتا ہی کہ حمین دال الی  
 ہو گزائین و کرشنن و پریتن سب ہی سی ہی کا غد دال جہلہ سی اسکا دال سی لکھنا اور غد  
 کو اسکی جمع قرار دینا تعریض ہے نہ تحقیق اور اسم آتش دال سجد سی نہ بذا ل شخہ کوئی لفظ متحد  
 فارسی میں ہین بلکہ قریب الخج ہی ہین بی ہی طوی ہین سین ہی فی ہین اوصاد ہین ہا  
 ہوزی حامی حلی ہین یہاں تک کہ قاف ہین اس ہا سی کہ غین متحد الخج بلکہ قریب الخج ہی  
 زمی کی ہوتی دال کیوں کہ ۱۲ وہ میا نصاحب ثلثہ کی رہنے والی بہت چوڑی چکلے جاب  
 عبد الواسع فرماتی ہیں کہ بی مراد صحیحہ اور نام مراد غلطاری تیرہ ستیاناس جابی ہیرا اور  
 نام دین وہ فرق ہی جو زمین و آسمان میں ہی نام دارد وہ کہ جب کوئی مراد کوئی خواہش کوئی  
 آرزو نہ آوی بی مراد وہ کہ جب کا صنف نقوش مدعا سی سادہ ہوا قسم بی مدعا و بغیر فرض  
 ہے مطلب جستہ لہ ان دونوں امروں میں کتنا فرق ہے ناچار ۱۱ اور نا کام  
 اور نا درست اور نا چار کہ یہہ مخفف نا چارہ اور نا ہار کہ یہہ مخفف نہ ہارے  
 ہے اور نام مراد اور نا انصاف یہہ سب درست ہیں ان کہاں گئے

مائنی داسے معلم ۱۱ قافیہ شایگان کہ جب کو عرب الیٹا کہتا ہے وہ دو طرح  
 پر ہی خفی و جلی اہل خردنی خاک اورائی ہی اور اب بنائی ہی خفی و جلی کی تفسیر میں وہ  
 کچھ لکھتا ہے کہ صاحب طبع سلیم کہی او سکونہ سمجھی جبہ جامی آنکہ مانی کا اصل یہ ہے کہ الیٹا و  
 قافیہ کہ جو در حرف یک صورت کی ہوں جیسے الف فاعل کو یاد بنیاد شتو اشعار پرست مانی  
 تسیم خیالت دل انامہ حصہ ستان رخت دیدہ بنیاد و نون ال مصلع کا جیسا استاد  
 اس مطلع میں ہی شعر دل شیشہ و چہان تو ہر گوشہ بندش بہ مست است مباد کہ بیا کہ  
 شکندش ۴ اور ایسا ہی الف نون جمع کا مثل جو افغان و جوانان اور ایسا ہی الف نون  
 مانند گریان و خندان پس اگر یہ مطلع میں آپری تو الیٹا ہی جلی ہی اگر غوال یا قصیدہ تیز  
 بطریق تکرار قافیہ آپری تو الیٹا ہی خفی ہی ائمہ فن فی وہ کچھ لکھا ہی کہ سمجھ میں نہیں آتا  
 اگر قابل تحقیق ہو تو میری بیان پر غور کرو اور جو عبد الواسع اور غیاث الدین اور عبد الرزاق  
 ان ناموں کے شوکت نظر میں ہی تو تم جانو ایک شخص ہیک یا گستا ہی باپنے اور کا نام میرا دشاہ  
 کہہ دیا ہی اصل فارسی کو اس کہتری بچہ قتیل علیہ باعلیہ نے تباہ کیا ۲ سہا غیاث الدین  
 رام پوری فی کہو دیا انکی سی قسمت کہاں سے لاؤں جو صاحب عالم کی نظر میں اعتبار  
 پاؤں خالص اند غور کرو کہ وہ خزان ناشخص کیا کہتے ہیں اور میں خستہ و درد مند  
 کیا بکتا ہوں والد نہ قتیل فارسی شعر کہتا ہی اور نہ غیاث الدین فارسی جانتا ہے  
 میرا یہ خط پر مویہ نہیں کہتا کہ خواہی تنخوا ہے پر ہوقوت عمیرہ سی کام لوان غول  
 بر لغت کرو سید ہی راہ پر آجا و اگر نہیں آتی تم جانو تمہاری بزرگی پر اور میرا  
 آفتہ کی نسبت پر نظر کر کے لکھا ہی نہیں کہتا کہ خواہی تنخوا ہی میری تحریر کو مانو  
 مگر اوس کہتری بچہ سی اور اوس معلم سی مجھ کو کتر نجار و عربی کا حرف و ہری اور زکریا فاعلہ

اور ہی تجھ کو اختیار کی تھی کہ کام فرماؤ غور کرو مجھ کو عبد الواسع پیغمبر تھا قاتل برہمانہ  
 تھا واقف غوث الاعظم نہ تھا میں نے یہ نہیں ہون شہ نہیں ہون مانتی ہوں مانو نا تو تم جانو ۛ ۛ  
 چودہری عبد الغفور کی نام جانا آج الکا تقد نامہ مرقومہ یازدہم شعبان مطابق  
 یحکم مارج بقدر و رد و شبہ پہنچا پہلے تو ان تاریخوں کی حساب کے مطابق میں میں اوچھا پہر خط کی  
 عبد یحییٰ سے بہت خوش ہوا ڈاک کیا ہی خاک ہی خیراد پر پڑا اودم جواب لکھا خدا کری یہ میرا خط  
 جلیہ پہنچی ورنہ یہ نہ کہو خیال ہوگا کہ غالب نے ہماری خط کا جواب لکھا حقیقت میری مجھلا ہے کہ  
 راہ و رسم مراسلت حکام عالی مقام سے بدستو جاری ہو گئے ہی نواب نصرت گورنر بہادر  
 غوث شمال کو فتح و مستقبول سیل ڈاک بھیجا تھا اول کا خط فارسی شعر تحسین عبارت و قبول  
 صدق ارادت و مودت بسبیل ڈاک لکھا پہر قصیدہ بہاریہ تہنیت و مدحت میں بھیجا گیا اس کے  
 بھی رسید آئی وہ ہی خانصبا بسیار مہربان دوستان القاب اور کاغذ اقامتی ازان بعد از  
 قصیدہ جناب ابرٹ سنگرمی صاحب نصرت گورنر بہادر قلم و پنجاب کی طرح میں ہوسرط  
 جناب کشن بہادر ملی گیا اس کی جواب میں ہی خوشنودی نامہ توسط کشن بہادر کل جھکو گیا  
 پتشن ابھی تک جھکو نہیں ملی جب یلگی جب حضرت کو اطلاع دی جائیگے پر مرشد عالم میں اور  
 میں جاہل ہوں ان کی تسلیم نہ کر سکتا معنی تسلیم کیا اور پہر تسلیم بجالایا ہی حضرت جناب مخدوم  
 کرم چودہری غلام رسول صاحب کے خدمت میں اپنی الفاظ میں رسم مبارکباد ادا کی گئے  
 تھی نہ عبارت آرائی نہ طبع آزمائی کچھ عجیب نہیں کہ وہ خط بھی مئی وجوہ میں ایکو پنہم جامی ایکو  
 تو مارج کا خط جھکو اب فراہم بریل میں پہنچا ہی جناب شخص صاحب کیون جھکو محبوب کرتے ہیں سب  
 میں اس سے زیادہ عرض نہیں کر سکتا کہ افادہ شکر ہی قصیدہ و دشنوی میسجدی لطف  
 اولٹھا لگا اور جو کچھ میری خیال میں آئی گا بی تکلف عرض کر دوں گا میرا سلام

سلام کیسی اور مثنوی اور قصیدہ اول سی لیکر جلد بیسیجی ۱۲ اپنی غم غانی تھا کہ  
 خدمت میں میرا سلام پہنچا پی اور کہنے کہ حضرت خداوند مکتوب باقی ہے ہی الفاظ ہندی تہی  
 شاید کچھ تغیر بالمداف ہو تو یہ شادی بعد ہرگز سرست آپکو مبارک ہو اور انکی اولاد  
 اور اس طرح اون کی شادی کرنی نصیب ہو ۱۲ فیض علی خاں صاحب کو میرا سلام پہنچے  
 میں ہی آپکی ملاقات کا شائق اور آپکا مداح رہوں گا ۱۲ حظ کا لفظ اس خط میں خوف کر  
 ہیجتا ہوں یہ آج پہنچا اور آج ہی مینی اسکا جواب لکھا کا تب ہی ہی حوالہ ملے کہ کلمہ  
 الیہ ہی ۱۲ ایضاً جناب جو دہر بھابھ کے ماہی اور مہر گسری کا شکر بجا لاتا ہوں  
 آپکا خط معہ قصیدہ و مثنوی پہنچا مثنوی کو خدا کا نہ بطریق پیچ فلت پاکت ہیجتا ہوں اور  
 یہ خط جدا گانہ ارسال کرتا ہوں لفظ اسکا ہی آپکی نام کا ہے آپ کے خواب کا ناجرا اور صبر  
 کو ادھر کا قصد اور پھر اپنی چچا صاحب کے کہنے سی نظر تابستان پر اس غم کا مثنوی کہنا معلوم  
 ہوا آپکی چچا صاحب کے کہتے کی کہ جو آپکو منع کیا ذاک کی سواری بہ اگر آپ اس شہر میں  
 میری مکان تک جاتی تو ممکن نہا مگر نہا شہر میں بی حصول اجازت حاکم احوال ضرر کیا ہے  
 اگر نہ جہیز نہ تو نہو اور اگر خبر ہو جائی تو البتہ قیاحت ہی نہ ہا کہ یہی یہ گمان کیجی گا کہ دلی کی  
 عملداری میرے اور اگر اور بلاد قشیر کی مثل ہے یہ پنجاب احاطہ میں شامل ہی نہ قانون نہ  
 جس حاکم کی جو رائی میں آوی وہ دیسا ہی کری بہ حال مصر عہ امی وای ز محرمی مدیار  
 دگر پہچ ۱۲ ان اللہ اعظم دوین ہینے میں بیان ہی صورت امن و امان کی ہو جائیگے مگر میری  
 آرزو یہ استیفا اس صورت میں ہی نہ برائی گی میں یہ تاکی ہوئی ہوں کہ میری اور ہمارے  
 ملاقات اس طرح ہو کہ ہم تم ہوں اور حضرت صاحب عالم صاحب ہوں اور باہم حروف  
 حکایت کریں اگر زمانہ میری خواہش کے موافق نقش قبول کرتا ہے تو میں مارہرہ کو

آتا ہوں حضرت پرورش کا اشتیاق اور اسی جلسہ میں تہاری دیدار کا شوق لیا  
 بہنیں ہی کہ مجھ کو آرام سی بیٹھا نہ سنی دیکھا صاحبہ ہشتوی تو میری واسطے ایک مٹھی ہو گئی  
 ہی اس بزرگوار کی جگر میں کیا کیا کہا و پڑی ہو گئی تب بہتر اوش خوانا بہ ہلور میں ہو گئی  
 یہ ہی کہ عنوان بیان سی حق بجانب بہنیں کی معلوم ہوتا ہی جو کہ اصل کار میری نظر میں  
 بہنیں اور حقیقت حال مجھ پر محمول ہی ہو واسطے انجام و آغاز اندازہ و انداز کہچہ نہیں سمجھا  
 حکم اصلاح کو آپ نظر اصلاح ملاحظہ فرماوین میں فی سبب دستور اپنے ہر جگہ منتظر  
 اصلاح کہدیا ہی میرا شخص صاحب سی سلام کہنے گا اور کہنے گا کہ کیا کروں دو ہوں  
 معذور ہوں مدد نہیں کر سکتا اعانت کی مراسم تقدیم کہچہ بہنیں پہنچا سکتا را خدا  
 تمہارا نگہبان رہی و سلام **ایضاً** جناب چودہری صاحب آپ کی تطفہ نامہ  
 کے ورود کی مسرت اور پارسل کے نہ پہنچو کی حیرت باعث اسکی ہوئی کہ انکو ہر کلف و  
 اور بانکہ خط جواب طلب نہ تھا جواب لکھوں بندہ پرور میں پارسل کی رسید لی تھی اب  
 آپ کی خط کو پیکر کاریہ و ازان ڈاک کی پاس فہ رسید پہنچائی اوہوں نے کتاب دیکھ کر میری  
 آدمی سے کہدیا کہ سکذہ لو کی رسید یہ موجود ہی اب اس پارسل کی جوابدہی مان لو گئی  
 ذمہ ہی یہ سکر میں نے یوں مناسبتاً کہ رسید آپ کی پاس پہنچا دیں آپ سکذہ را کوئی اکٹین ہوا  
 کر و لنی پارسل نکوالین اور پاس مید کا میر طرف راجع ہونا کسی صورت میں ضرور نہیں اسلام شاہ  
**عالم کی تمام خدمت را دہ الہا** تباختر شاہ علم اسلام و عادی نہ قبول فرماوین آپ جامع خبر و  
 پہنچا اور بزرگوار کی قدم پوسن یہاں تو کی تم خوش ہونا انکو مبارک ہو عیو از مصر کعبان مد تفرقہ و اوقات  
 و سفر لمیور شدت و تفرقہ اسکی ہوئی کہ ہنوز تمہارے موت بہنیں دیکھی گئی تازہ نزل میں حیرت الہی اور  
 جیکے بیٹے ہوانی ناہول صبا کو نیاز متفقہ از او رہی ہو نہ کو سلام مخلصانہ کہنے گا اوپر فی الدہا یعنی میری



مرشد ہم عمر وہم فن کو وہ سلام جس سی محبت پہلی اور سناپ سہی پہنچا ہی گا اور عرض کیجے گا  
 کہ آرزوی دیدار حدی گذری ہا رہ بخت تک حضرت صاحب عالم کو مارہرہ میں اور نور الدین  
 کا کہی ہیں نہ دیکھوں اور دن ہی ہم کلام نہوں میری روح کی قبض کا حکم نہوں لیکن  
 میں دو مہینے باقی ہیں ابکی محرم سی اوس فی حجہ تک میرا مدعا حاصل ہو جائی ۱۲ شفقی کر می جو کہ  
 عبدالغفور صاحب کب میرا سلام شوق کہی گا اور یہ پیام پہنچا ہی گا کہ حضرت صاحب عالم کو  
 تمنای دیدار بقید مارہرہ کنایہ اس سی ہی کہ اوکسی کا ہی دیدار مطلوب ہے غ خوش وصل  
 مقدر ہی جو مذکور ہیں ۱۰ اوکی اس خط کا جواب جو پرسون مجھ کو پہنچا ہی موم جامہ میں لپیٹ کر  
 پہنچی گا انشاء اللہ العزیز ۱۱ ان جناب عالم صاحب پر روی سخن ابکی طرف ہی جناب سر  
 وزیر علیخان صاحب بلگرامی یہاں تشریف لائی اور میرے سکے ایک تیرہ تار کے فاصلہ پر چلے جو کہ  
 میں حافظ قطب الدین سو اگر کی جو ملی ہیں تو میری میں فی حسب کا کام اون کی سپرد ہو رہے  
 یعنی ڈپٹی کلکٹر اور ڈپٹی مجسٹریٹ میں اور سرار روپیہ تک مقدمہ عدالت دیوانی کا ہی کرتے  
 لیکن منور قایم مقام میں وہ صاحب جگہ نام لکھا یا ہوں بطریق حضرت سپاٹو گیا ہی لیکن  
 فقیر سی اوکی مکان پر چلا گیا تھا صحت اور حسن سیرت و دنون اوین جمع میں انکسین کو  
 حسن صوت سی دشون ہو گین ہو دل اوکی حسن سیرت خوش ہو گیا وادہ خال پاک بلگرام منی تا  
 جس نے رگوار کو دیکھا بہت چاہا پایا جو دہری عبدالغفور کی نام شفیق کرم نہ مظهر لطف و  
 کرم جناب جو دہری جسکی منت میں بعد سلام یہ عرض کرتا ہوں کہ آپ کا مہر نامہ آیا میرا بزم و  
 تسلیش مٹا یا میری خدمت مقبول ہو ہی خوشی حصول ہو میرا داد علی شاہ کو میری عاکنہ انکا بابہ  
 شہاوت تہا میری طرف سے خاطر جمع کر دیجی کہ اب سبیل اچھی لکل آئی ہی جو دہر لیکھی ذریعہ جو مجھ کو پہنچا  
 ہو اور کام تھا جو دہر صاحب اچھا خط لکھ کر آئی ہے جسے کچھ نہ لکھا ہوں تقصیر نہ کہے دو دو طبع سے

ہر صیفیہ میں جا رہا بار نکلا کرتا تھا مسے بدلی اردو اخبار بعض اشخاص سنیں فہمہ کی اخبار جمع  
 کئے گئے تھے مین اگر اچھا لکھی یہاں کی کسی ایک دوست کی یہاں حبیب ہوتی چلی آئی ہوں تو  
 انکو ترستے تھے سے دو جا رہینے کی آئی کی اوراق دیکھی جائیں حسین بہادر شاہ کی تخت  
 نشینی کا ذکر اور یہاں ذوق کی دوسکے انکو نام کی کہہ کر گذر گئے کا ذکر مندرج ہوئے  
 تکلف وہ اخبار چاہا اصل حبیب میری پس پیچیدگی انکو معلوم ہی کہ انکو کسی ساتویں  
 ناخوشی سے عیسو مین یہ تخت پر بیٹھی ہوں اور ذوق فی اوسی ہینے مین یاد دوا ایک ہینے کے  
 بعد سکی کہہ کر گذر آئی ہوں احتیاطاً پانچ جا رہینے تک کے اخبار دیکھئے جائیں یہاں تک کہ  
 میری طرف سے ابرام ہی کہ اگر مثیل کسی اور شہر مین کوئی ایک دوست جامع معادرا کو اوپر  
 عالم ہو تو وہاں سے منگو کر بھیج دو سلام منع الکلام ۱۲ ایضاً شفیق میری غایت فرامیرے  
 تمہارے مہربان کا شکر بجالا تا ہوں نہایت سعی یہ نہی کہ انکو کچھ کھڑے مین آئی مینی کلکتہ مین مقیم  
 مطبع جام جہان نامو لکھیہ بیجاہی اور ترک سخی کیا ہی آپ ہی اب فکر لکھیہ اگر کہین ہی آپکے  
 پاس آجای تو چکو پیچیدگی میری پاس آگیا تو مین تمکو اطلاع دید و گاہ غایت اہی کا کون  
 مشتاق ہو گا اسکی پریشانی اندین خدمت گذار کو حاضر ہوں وہ جب چاہیں اپنا کلام بھیج  
 میرا سلام اور یہ پیام کہید بھیج گاہ صاحب تمنی ہماری پروم شد کو ہم پر خفا کر دیا پیدا وہ خط  
 لکھیں نہ لکھیں کہیں تمکو تو فراوین کہ غالب کو میری دعا لکھیہ بیجاہر حال میرا سلام نیاز  
 عرض کھی اور اودن کی مزاج مبارک کی خیر و عاقبت لکھئے اور یہ بھی لکھی کہ اگر خدا تمکو  
 وہ مجھے ناخوش ہوں تو ناخوشیکہ وجہ کیا ہی ۱۲ اپنی چچا صاحب کی خدمت مین سلام  
 نیاز پہنچا گیا اور مولانا عطا کو سلام شوق کہئے گا ایضاً میری شفیق دلی چودھری  
 عبد الغفور صاحب کو خدا سلامت رکھی دیکھو میری خواہش کا اب یہ عالم ہے

عالم ہو گیا ہی کہ تمہاری نام کی جگہ تمہاری چچا صاحب کا نام لکھنا تھا اسی طرح سابق کے  
خط میں مندرجہ پر لکھ گیا موزگا پیت یہاں پیشہ جوانی کے غلبہ سے نام نہ لکھوں میں کہ  
خون پیکڑ زہر نشس جو خطوط کہ انکی خطوط کی جواب میں اُمی میں انکی پہنچی کی کیا حاجت  
انکی محی اور اپنی ناکامی پہلی ہی میری دل نشین اور خاطر نشان ہی جیسا کہ کوئی استعاہ کہنا  
پیت تہستان قسمت اچھ سو داز رہہ کامل ہا کہ خضر از آب حیوان تشنہ می آرد سکندر  
وہ اخبار نہ کہیں سی ما تہہ آیا اور نہ آنگین اپنی خدا سی میڈار ہون کہ میرا کام بغیر اسکے  
نکل جا بیگا ۱۲ بندہ پرور میرا کلام کیا نظم کیا شعر کیا اردو کیا فارسی کہی کسی عہد میں میری پاپا  
فرام نہیں ہوا دو چار دوستوں کو اسکا الزام تھا کہ وہ مسوات مجھے لیکر جمع کر دیا کرتی تھی سو  
انکی لاکھوں روپیہ کی گہرٹ گئی حسین ہزاروں روپیہ کی کٹانچہ ہی گئی دوسرے وہ مجھ کو  
پریشان ہی غارت ہوئی میں خود اوس مشنوی کی واسطے خون در جگر ہون ہی کیا چیز  
پارسل میں خطوط بھیجے محل اندیشہ ہی خدائی بچایا چونکہ اب وہ خط انکی کچھ کام کی نہ بھجوا رہا تھا  
پارسل میں ہی نکال لی ۱۳ شاہ عالم کی نام مخدوم زادہ عالیشان مقدس دومان  
حضرت شاہ عالم امن امان عروشان عسکرم و عمرسی بر خودار میں ہماری حضرت بکوبول  
کئی مان بچہ ہی اول کا لطف چودہری عبد الغفور صاحب کے جوہر مہر و محبت کا عرض تھا جب  
جوہر نہ تو عرض کہاں بہر حال جناب حضرت صاحب عالم صاحب کو میری بندگی پہنچ جائی اور  
یہ سطرین انکی نظر سی گذر جائیں چودہری عبد الغفور صاحب کو سلام کہنے کا اور یہ سطرین  
گا کہ قصیدہ کا بعد اصلاح کی نہ پہنچا میرا گناہ ہی یا اسکی سوا اور کوئی قصور ہے اگر وہ  
جرم ہی تو معاف کیجی اور کوئی اور جرم ہی ہی تو مجھی اطلاع دیجی ان دو ہیام کی تبلیغ کن  
بعد یہ بروی سخن انکی طرف ہی ۱۴ اب کا خط میری نام کا اور اسکی ساتھ ایک خط دہی میر

وزیر علی حسب کی نام کا پہنچا وہ پڑا وہ پہچا دیا جو آدمی خط لکھ گیا تھا وہ دوبار جواب لکھی  
 گیا پہلی بار حکم ہوا کہ کل مائید دوسری بار حضرت علی مینی او کی جواب سی قطع نظر کر کی اپنی  
 خدمت گذار کی اطلاع دیدی گئی یا تخیانی لکھ چکا تھا کہ ایک چراسی آیا اور اسنی خط بتاری  
 نام کا ٹکٹ لگا ہوا دیا اور کہا کہ دینی حبیبی سلام کہا ہی اور یہ خط یاہی بین یہ خط پہنچ  
 او کی خط کی داک گھر میں پہنچا ہوں صبح کا وقت یکشنبہ کا دن ۸ صفر ۱۰۲۰ گت کی ہی چھی  
 جانہ فی چوک حافظ قطب الدین ہو اگر کی جو ملی میں رہتی میں باتی نو کی حالات او کی خطی معلوم  
 ہو جائیں گی اپنی نام و قصا کی خدمت میں سلام نیاز او اپنی بہائی صاحبہ کی خدمت میں فقیر کی عابہ  
 و اسلام جو دوسری عبد الغفور کی نام جناب عالی چھا چھا ترجمہ ہندی ہی کیا چھا  
 کفایت کرنا ہی انوار انوار ہماری انکی بول چال میں ہی تحریر میں درست نہیں چمن پر فضا کو  
 چمن پر فرا زای ہوزی کیون لکھا خطاب احد غائب فقط شین سے نہ اٹھان مگر آخر لفظ مینی انہی  
 حرکت پر ہوشل غرہ و چشمہ دھانہ و دانہ تو او سکویون لکھتی ہیں چشمہ اش غرہ اش خانہ اش نہ اش اور  
 باقی الفاظ کا حرف آخر شین ہی مل چکا خطاب احد حاضر خطاب مکمل شیم ہی الف کو یہاں کیا دخل  
 اور وہ جو کہتے ہوہرہ یعنی جامع برائن قاطع ات اش ام لکھا ہی غلط کرنا ہی جہاں بیجا اپنی نام کے  
 یہ اشعار لکھی ہیں ۱۰ برہان ترخوشیم و تہانست الزمان ربط کلام جانا رہا تھا ایک جملہ  
 فاضل کر دیا ہی یعنی بدین اشعار زمرہ مرست یہ خبر اوں کاف توصیف کی ہی اور گستاخ اور کمال  
 وہی مصنف ہی ۱۲ حضرت پیر مرشد صمد عالم حاج کی خدمت عاکین میرا سلام سنون عرض کچی گا  
 اور یہ عرض کچی گا کہ انکی مشور عطف کا جواب بانفرا واپکی خدمت میں پہنچے گا صاحب  
 عالم کی نام پیر مرشد اس مطلع حسن مطلع کو کیا سمجھوں اور او سا شکر کنو کر  
 سجا لاؤن خدا کے بندہ نوازیان میں کہ مجھہ نگ آفرینش کو اپنی صاحبان

درگاه سی بیدار کلماتی ظاهر امیری مقدسین یہ سعادت عظمیٰ تھی کہ میں اس فیاضی علم میں جلیا  
 یحیٰ علیہ السلام کی شستی و سوغتی کو یوں بچایا اور پھر اس تہ کو پہنچا کہ یہی عرش کو پہنچا تیسرا قرار  
 ہوں اور یہی پشت کو اپنا پائین باغ تصور کرتا ہوں واسطے خدا کی اور شہار نعمت کی و زہد و جود و سخا  
 کرنی میں مجاہد کر گیا کتاب فادات باب پنجم انگ نسخہ لطف تالیف شریف اسکی لگی غلام ہی کہچہ پڑھا  
 گیا مگر چودہ حصہ اور حضرت یشاہ اس صاحب کو فصل احمد صبا یہ تین اسم معلوم ہوئی پہلے  
 دوسری اسم میں ترمزد ہوں کہ آیا میرا قیاس مطابق واقع ہی نہیں تان چودہ حصہ اور مولوی صاحب  
 فضل احمد صبا ان دو ناموں میں تردید ہے نہیں مہذبہ نہ بچھا کہ مقصود کیا ہی اگر پنجم انگ ملاحظہ  
 فرمائی اور کاجات ہی کہ میرا ایک نسخہ بیانی ہی لڑا ضیاء الدین صاحب علیہ السلام کے وہ میری نظم و شعر کو فرمایا  
 کر رہا تھا ہی چنانچہ مجمع ترین اور کلیات نظم فارسی اور کلیات نظم اردو نسخہ اسکی کتابخانہ  
 میں ہی وہ کتاب خانہ کہ ذکر عرض کرتا ہوں میں اس روپیہ کی مالت کا ہنگامت کیا ایک ترمذی نہیں  
 تان چھاپے پنجم انگ میں اب ہی کتب میں اور معیوٹ و عیب میں ایک نسخہ کہ جو بعد لطیف از قلم ترمذی  
 ہوا ہی وہ او میں نہیں دوسری یہ کہ کاپی نویس نے وہ اصلاح میری ترمذی ہی کہ میرا جی جانتا  
 اگر کمون کوئی سر غلطی تھی خالی نہیں تو اخلاق ہی بی مبالغہ ہے کہ کوئی صفحہ اغلاط تھی خالی نہیں  
 بہر حال اگر فرمائی تو لیکر بیچوں ۱۲۰۰ خود مراد والا تبار میں پہلا نام سمجھ میں نہیں آیا مگر پہلی  
 ان کی خدمت میں دوسرے حضرت سید مقبول عالم کی خدمت میں سلام مسنون اور اشتیاق و فر  
 افروغ عرض کرتا ہوں چودہ میری عبد الغفور کی نام میری شفق کو میرا سلام ہو جی  
 مختصر بعد اصلاح پہنچے میں غشا اصلاح سمجھو یہ سید عالی نسب و سرور و الٰہی یہ افتتاح  
 کلام اور ابتدای خطایک درخونہا مصرعہ ثالث یکے جگہ کہہ دیا گیا ۱۲۰۰ دوسری بند کی دوا  
 پر ہی تجنیس و دنق بی عجیب میں او مرند لطف کی کسی میں نہیں جن مصرعون کو چارہ مور تھی جو

گذشت از افلاک و ز افلاک گذشت ایک فاسی رسا اور ایک ہندی حضرت فی دونو فاسی  
 مین لکھی ہی نہت فعل پر تتر ہو کر تی ہی ترجمہ اوسکا پشیمانی حضرت یوسف کو نہت  
 کیون ہو کر محالیت اوسکا ترجمہ شرمندگی آب غور کچی کہ نہت او محالیت مین کتنا فوق  
 ای جہان اپنی عرق زیر نہت لکھا وہ محل محالیت کا تھا آب فی نہت ہا کیون  
 لکھا بہر حال وہ مصرعہ تو بدل گیا لیکن اطلاق ضرورتی طرح بفعہ اول و سکون ثانی  
 بخجے فریب ہی اور تصویر کے خالیکو ہی کہتی مین اور بعضی ہالیش دنیا ہی مجازی مراد  
 طر و روش ہی طرح ہی لغتچین اسکا تفرقہ منظور سا کر می نیم تخلص اچھا اگر کوئی  
 یہ کہی کہ نیم مونٹ ہی جواب اوسکا بہہ ہی کہ جرات اور وحشت اور الہی بہت تخلص تر  
 کہ وہ مونٹ مین با اینہم اگر بدلا چاہی تو اوسکا ہمزون سلام و سلیم او خیال ہی ہی سہیل  
 سے جو پند آئی الہی عم عالمقدار اور انکی بزرگ آموزگار کو میر اسلام ہونچی اور میرشد کینیت  
 مین سلام اور شد زادون کی خباب مین دعای طول عمرہ و دوام دولت پنچا کر یہ عوض تا  
 ہون کہ واقعی حضرت شاہ عالم کا غایت نامہ آیا تھا اور مین اوسکا جواب یہیم چکا ہون عجبت  
 کہ حضرت کی تحریر مین جہان انکی خط کا ذکر تھا و ان میری خط کا مذکور تھا اور ان سطور کے  
 تحریر کے بعد اپنی خط کا پنچاگان بنین کر سکنا مین اوسین انکو یہاں کا حال لکھ چکا  
 پنچا آنگ اپنی لی دیوان فارسی انکی پاس ہی مگر یوں سمجھے کہ یہ دونوں ناتمام مین اور  
 اب کہین سی اوسکا اتمام ممکن بنین خیر جو کچھ ہی غنیمت ہی دستبونی نذر کی ہی مہر فر  
 معلوم بنین انکی پاس ہی یا بنین خلاصہ یہ کہ شعر کو مجھے اور مجھو شعر سی ہرگز نسبت ہا  
 بنین ہی اس فتنہ و فساد کی بعد ایک قصیدہ یہ جو دستبونی ہی اور ایک قصیدہ نواب  
 گذشت گور ز بہادر غرب و شمال کی طرح مین اور ایک قصیدہ نواب نصرت گور ز بہادر پنچا

بختاب کی مدح میں اور دو بیت کا ایک قطعہ اور ایک بابی اس نظم کی سوا اگرچہ کہا ہوتا  
 مجھے قسم ہے بیت بہ آدم زن بشیطان طوق لعنت ۱۰ سپرند از رہ کریم و تدلیل ۱۱  
 درامیری طوق آدم ۱۲ کہ ان تر انداز طوق غزایل ایسات دنیا بہ بہت و شادی  
 ہم سچیت ۱۳ ہنگامہ شور و زم ماتم بہ بہت ۱۴ رودل یکی وہ کہ دو عالم بہ سچیت ۱۵  
 فرو گذار کا نیم بہ بہت ۱۶ اس و امانگی کی دنون میں چاہی گئی بران قاطع سر پاس  
 ہتی لوگو میں دیکھا کرتا ہنہار ہار لغت غلط ہار بیان نوعیات پوچھ اشارت پاد ہشت  
 دو سو لغت کی اغلاط لکھا ایک مجموعہ بنایا ہی اور قاطع بران اور کانام رکھا ہی  
 چہونہ کا مقدمہ و رہتا مسودہ کا تب سی صاف کروالیا ہی اگر کہو تو بسبیل مستعار سجد  
 تم اور چودہ ہر صیاح و جوا و شخص شناس در نصف ہون وہا و سکو دیکھیں اور پھر میرے  
 کتاب میری پاس بہ چاہی ایضا میری کم فرامیری شفیق شعر شرو اسلام بود در شرا  
 ایمان بالغیب ۱۷ اسی تو غائب ز نظر مہر تو ایمان من است ۱۸ اکی اس خط کا جواب بعد کہنے  
 اس شعر کی سخن اس التماس پہی کہ میری طرف سی تحریر جواب خط میں کہی تقصیر نہ ہو گے  
 لیکن غلبہ اور اکثر ابتدا بہ تحریر نہو گی ۱۹ یہ خط ناچار از روی اضطرار واپس سچا ہون  
 واسطے خدا کی میری پرمشدد کی ارشادات کو ایک اور کاغذ پر اپنی ہاتھ سی نقل کر کر حلیہ سچے  
 تاکہ مجھ بہ نصیب کے معلوم ہو کہ حضرت فی کیا لکھا ہی ۲۰ اجاب چودہری صبا غلام رسول  
 کیندرت میں سلام نیاز و ستاد شیخ عطا حسین صاحب کی خباب میں سلام ایضا  
 میری شفیق دلی کو میرا سلام پہنچی کل اثنا کا پارسل پہنچا اور آج خط اثنا کا نام بہا ستان  
 اور اب اپکا تخلص سرور بہا ستان مضاف اور سرور مضاف الیہ بہا ستان ہوا  
 اچانام ہی قطعہ کا وعدہ نہیں کرتا کہ واسطے کہ اگر بی وعدہ پہنچ جانی گا تو لطف زیادہ لگا





مرگ پر دیکھنی دکھلائی کیا میری شہری اور میری ہی حسب حال ہی سک کا دار تو جو پیرا چلا  
 جیسے کوئی چہرہ یا کوئی گراپ کس سے کہوں کس کو گواہ لاؤں یہ دونوں سکی ایک وقت میں  
 کہے گئی میں یعنی جب بہادر شاہ تخت پر بیٹھی تو ذوق فی بہرہ و سکی کہہ کر گذرانی بادشاہ  
 پسند کنی مولوی محمد یاقوت جو ذوق کی متعقدین میں تھی اور ہونے دلی اردو اخبار میں دونوں  
 کے چہرے اس سے علاوہ اب ہ لوگ موجود ہیں کہ جنہوں نے اوس زمانہ میں مرشد آباد اور  
 کلکتہ میں یہ سکی سنی ہیں اور ان کو یاد میں اب یہ دونوں سکی سرکار کے نزدیک سیر گئی ہیں  
 اور گذرانی ہوئی ثابت ہوئی میں ہر چند علم و ہند میں دلی اردو اخبار کا پرچہ ڈھونڈ  
 کہیں ماتہ نہ آیا یہ سبیا مجھ پر پائش ہی گئی اور وہ یاسٹ کام و نشان خلعت و دربار ہی  
 خیر جو کچھ ہوا چونکہ موافق رضای الہی کی ہے اور کالکلیا شہر چون جنبش سیر بہ فرمان داو  
 سید دہندہ انچہ با آسمان و دہد بہ تحریر بطریق حکایت ہی بہ سبیل شکایت گویند از ابو الحسن  
 خرقانے رحمۃ اللہ علیہ پرستش رفت کہ چون حال داری فرمود کدام حال خواہد بود کسی  
 کہ خدا زوی قرض طلب و پیر سنت زن نان خواہد و ملک الموت جان قصہ مختصر ابلیس  
 بامید مرگ ہی قاطع بر مان چو دہری صہب کن شرکی اجزا کی ساتھ بیجا جامی کا مقابلہ بہ  
 قاطع منطبقہ دیکھا جامی اور بی حیف دبی سبیل از راہ انصاف دیکھا جامہ مرشد زادون کو سلام  
 منون اور دعای نافذ و فی عمر و دولت پہنچو الضیاء میری شفیق آپ کا خط آیا اور اسکی انہی تیار  
 رنج کا و سوسہ میری دسی مٹا یا ایک قاعدہ انکو بتا ہوں اگر اسکی منظور کیجے گا تو خطوط کے  
 پہنچنے کا احتمال اوہ نہ جامی کا اور حشر تری کا دروسر جاتا ہے گا آدہ آنہ نہ ہے  
 ایک انہ سہی آپ ہی خط بیزنگ پہنچا کیجئے اور میں ہی بیزنگ پہنچا کروں اسٹامپ  
 پید خطوط تلف ہے ہوتے میں اس قاعدہ کا جیسا کہ میں ۴

واضح ہوا ہون بادی ہی ہوا اور یہ خطیرنگ پہنچا ۱۱ بیٹن جاری ہو گئی تین بکر چڑھا  
 ہوا روپیہ لگیا بعد ادا می قرض ۱۱۵ سچی ابابہ باہ روپیہ تباہی مگر یہی تین مہینے ستمبر  
 اکتوبر نومبر تک دسمبر ۱۱۶ عیسوی خواہ ششماہی ہو جاگی اس بد بکر بہ بات ہے  
 کہ چار روپیہ سیکڑا سالانہ عموماً وضع ہوا کر لگا اوس حساب سی میری حصہ میں ۱۱۵ ہائی پڑو  
 مہینا آیا ۱۱۶ کی ساتھ ہینگے کچھ رام پوری ماہ باہ اتاہی یہ دونوں اندین ملکر خوش ونا  
 خوش گذارا ہوا جاتا ہی یہاں شہر ڈہ رہا ہی بڑی بڑی بازار نامی جال بازار اور گرد بازار  
 اور خاتم کا بازار کہ ہر ایک بجائی خود ایک قصبہ تھا اب تپا ہی نہیں ہوا جہاں اکٹہ اور گلاز  
 ہنیں تباہ کئے کہ ہمارا مکان کہاں تھا اور کان کہاں تھی برسات بہر مہینہ ہنیں برسات  
 تیشہ دھند کی طغیانی سی مکانات گر گئے غلہ گران ہی موت نران ہی سیوہ کی سول ناچ  
 لکنا ہی ماسک دال ۸ سیر باجرا ۱۲ سیر گیہون ۱۳ سیر چنی ۱۶ سیر گی ۱۰ سیر ترکاری مہنگے  
 ان سب باتوں ہی بڑ بکر بہ بات ہی کہ کوار کا مہینا جسے جاڑیکا دوار کہتے ہیں بانی گرم و سوب  
 تیز زور بوجلتی ہی جیٹہ اسادہ کیسے گرمی بڑی ہی حضرت رفعت درجت جناب صاحب عالم  
 کی خدمت میں دوستانہ سلام اور درمیانہ بندگی نہ لگسا تمام عرض کرنا ہون حضرت کو  
 کس راہ سی میری آئی کا انتظار ہی مینی مرشد زادہ کی خط میں کہ اپنا غوم لکھا یا کیسے آپ کی  
 زبان کہا کہ آپ زور و انگ کی تقرری اطلاع چاہتے ہیں ہاں اپنی حد پوسچکے تہا اور انور  
 الدلہ کی دیدار کی آرزو حد سی زیادہ ۱۱ اور یہ جانتا ہون کہ یہ آرزو گو میں بجا ونگا  
 خواہ کی اجرا کا حال مستقبل میں اوسکی وصول کی صورت اولن سطور وں سی جو  
 آغاز مکتوب میں چودہری عبدالغفور صاحب کی خدمت میں کہنے گئی ہیں موہ و داد  
 شہر معلوم کر لیجیگا لالہ گوہر شاد صاحب ہنوز میری پاس نہیں آئی میں دنیا کا نہیں فخر

غیر خاکساروں کو واضح میری نحوی انجام مقاصد خلق میں حتی الوسع کمی گردن تو  
 ایمان نصیب نہ تھا اللہ الغیر وہ فقیر سیاضی و خوشنود رنگیہ اجابہ طبیب حضرت  
 امیر رضا کی خدمت میں بعد سلام نیاز بہ گذارش ہی کہ میری پاس حضرت کا سلام پیام  
 ابلی بار کی کہی بنین پنچا ابان سطور کو اپنا ذریعہ افتخار سمجھا اور نوید مقدم مبارک سے  
 بہت خوش ہوا یہ جو خانہ کوچی و گریز پائی اور بی اطمینان کا بلکو جھپیر گمان اور اسکا  
 ہی یہ کہنی خلاف واقع آپسی کہا ہی میں معزل و فرزند ہر وقت اسی شہر میں قلم خون کا  
 تناور ہا ہوں دروازہ ہی باہر قدم نہیں بکھانہ پکڑا گیا نہ لالگیا نہ قید ہوا نہ مارا گیا کیونکر  
 گردن کہ میری خدائے مجید عنایت کی اور کیا نفس مطمئنہ پنچا جان مال اوپر کے تجویزی درخت  
 و ابرو میں کسی طرح کا فرق نہیں آیا تنخواہ جبکہ حضرت فی یومہ لقبہ یا ہی اوکا حال درخت  
 ہوگا فقیر کو اپنا دوست و معتقد اور شتاق تصور فرمائی رہی گام شذر آدہ مر تقوی و دودمان  
 سید شاہ عالم کو سلام و دعا دینی صاحب مجھے ملاقات کترتے بنین ہی اوکو کترت انتحالی  
 فرصت بنین محکوم افراط و تفریط سی طاقت بنین اگر سبب اتفاق کہین ملاقات ہو گئی تو آپ کا  
 سلام کہد و لگا آپ اپنی آخوان عالی شان کو میرا سلام پنچا دینی گام مصرعہ بندہ شاہ شائیم  
 و ثنا خوان شما ایضا میری شفق چو دہری عبد الغفور صاحب اپنی خطا و قصیدہ مجھ کو  
 محکوم شکر گزار اور قصیدہ سابق کی ایک اصلاح نہ پائی سی شرمسار تصور فرمائیں اور ان  
 دنون قصیدوں کی باہم پہونچنی کا انتظار کریں شعر نوید وصل ویم میدہ ستارہ  
 شناس ہندوہ ثروت نگاہی مگر در آخر میں تحقیق کہ اب روی سخن جناب فیض  
 انصاف جامع مذاج جمع الجمع ہرم وحدت کی فروزندہ شمع مستغرق مشاہدہ شاہد  
 ذات حضرت صاحب عالم صاحب قدسی صفات کی طرف ہی اور یہ شعر اقلح کلام

ہی پہلی کچھ باتیں کہ بادی نظر میں خارج بحث معلوم ہو گئی تھیں جاتی ہیں میں پانچ برس  
 کا تھا کہ میرا بابراؤن برس کا تھا کہ چچا مراد سکی جاگیر کی عوض میری اور میری شہزادہ تھیں کہ  
 واسطے شامل جاگیر نواب احمد بخش خان دس ہزار روپیہ سال مقرر ہوئی اور ہونے لگی مگر تین  
 ہزار روپیہ سال او میں سی خاص میری ان کا حصہ ساڑھے سات سو سال میں ہر کاری انگریزی میں  
 غبن ظاہر کیا کہ لوہے کا بیاد در زدن دہلی در شتر لنگ صاحب بیاد سرکتر گورنمنٹ کلکتہ  
 متفق ہوئی میرا حق دلائی پر زدن مغرول ہو گئی سکریرنگ ناگاہ مگر گئی بعد ایک سال  
 بادشاہ دہلی فی بجاس روپیہ مہینہ مقرر کیا انکی ولیعہد فی چار سو روپیہ سال فی بعد اس  
 تقریر کے دو برس کی بعد مگر گئی واجد علی شاہ بادشاہ اودھ سرکاری بہ صلہ مع گسری پانچ  
 سال مقرر ہوئی وہ ہی دو برس زیادہ نہ جی یعنی اگرچہ اتنا جیتی میں مگر سلطنت جاتی رہی  
 اور تباہی سلطنت دہلی میں ہوئی کی سلطنت کچھ سخت جان تھے سات برس  
 محکوم دہلی دیکر مگر گئی ایسی مری کش اور محسن و سوزگیاں پیدا ہوئیں اب میں جو والی دکن  
 کی طرف رجوع کروں یاد رہی کہ متوسطیام جاگیا مغرول ہو جائی گا اور اگر یہ دو نام  
 واقع نہ ہو تو کوشش اسکی ضایع جای گئے اور والی شہر محکوم کچھ نہ دیکھا اور اچھا اگر  
 اوسنی سلوک کیا تو ریاست خاک میں مل جائیگی اور ملک میں گدہ کی بل پھر جائیگا اسی واقعہ  
 بندہ پرور بہ سب باتیں وقوعی اور واقعی ہیں اگر ان سی قطع نظر کر کے قصیدہ کا قصد  
 قصد تو نہیں کر سکتا ہوں تمام کون کر لیا سوای ایک ملکہ کی کہ وہ چچا پس پچین برس کے  
 مشق کا نتیجہ ہی کوئی قوت باقی نہیں رہی کہیں جو سابق کے اپنی نظم و نثر دیکھتا ہوں تو یہ  
 جانتا ہوں کہ یہ تحریر میری ہی مگر حیران رہتا ہوں کہ میں نے نہ شریوں کر لکھی تھی اوکھو نہ  
 شعر کہی تھی عبدالقادر بدیل کا یہ مصرعہ گویا میری زبان سے ہی عالم بہ لغتہ مادر دہلی

بابان عمری الی دماغ جواب دی چکی بن سورویہ ام پور کے ساتھ رویش کے روٹی کہاں کے  
 بہت میں گرانی اور ازانی امور علم میں ہی دنیا کی کلام خوش و یا خوش چلی جانی میں قافلہ  
 قافلہ مادہ خیل میں دیکھو مٹتی بنی بخش جھبہ سی عمر میں چوٹی ہاگہ گشتہ میں گز گئی مجھ میں  
 قصیدہ کہنے کی قدرت کہاں اگر ارادہ کروں تو فرصت کہاں قصیدہ لکھوں ایک ہی بار  
 ہیچون پکن کو یہیں متوسط کب نشن کر کیا موقع پائی شکی پر کیا پیش ای ان مراحل کے  
 طے ہونی تک میں کیوں جنوں گا انا اللہ وانا الیہ راجعون لا الہ الا اللہ ولا معبود الا اللہ ولا موجود  
 الا اللہ کان اللہ ولم یکن مع شیا واللہ الان لکان صاحب عالم کی تمام بعد حمد خداوند  
 و نعت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پہلی قبلہ روح دروان خباب صاحب عالم حساب کو  
 زندگی اور حضرت مقبول عالم کی شادی کی مبارکباد کیا عرض کروں کہ میرا کیا حال ہی محال  
 قوی کا حال مختصر یہ ہے کہ اگر کوئی دوست ایسا کہ جتنی تکلف کی ملاقات ہی آجائی تو اسے  
 بیٹھا ہوں ورنہ بڑا رہتا ہوں جو کچھ لکھتا ہوتا، وہی اکثر لکھ لکھتا ہوں آج دیکھو کہ  
 میر عبد الغیر صاحب آئی میں بیکار لاہ و پیر میں پلنگ پر لیٹا ہوا تھا اور دیکھو کہ اس کا مصافحہ  
 کیا اور ہونے کے خباثت عالم کا خط معہ سوات اشعار یاد اور فرمایا کہ پرسوں جاؤنگا عرض  
 کیا کہ کل آخر فوراً بکثرت لاف لائیں خط کا جواب اور اصلاحی مسودہ لجا میں وہ شرف ملی گئے  
 میں بیٹھا وہی سوئی کی عادت نہیں ہی جی میں کہا اور مکار کیوں رہو خط کا جواب آج لکھ رہا ہوں  
 بکس کوئی کون رکن کی دوات ظلم نمونہ ہی پر پلنگ کے پاس رکھ کر ادب مقصود سے ہوا کہ آغاز نامہ  
 اقدس ہو حضرت نسخہ قاطع برغان تیری چوہنی نظر میں کل ہو کر سوات ایک کاتب کے  
 ہوئی اہل جزو لکھی گئی کم و بیش و خبر دہاتی میں پر سونک جا میں گئے بعد اسکے اظہار فکر ہو گئے  
 جب وہ غنیمت اٹھا دیر ہو جائے حقیر کی نظر سے ہی شرف پائی گئی حضرت سید عالم کو نیاز خور عالم کو

چودھری صاحب کو نہ نیاز نہ سلام صرف یہ پیام کہ ہم تمہاری خط کو مفرح روح سمجھتے ہتی باتوں کا  
 مزاج تھا تاخیر و عافیت معلوم ہو جاتی تھی وہ وظیفہ روحانی منقطع کیوں ہوا صاحب یہ در  
 جہی بین گاہ گاہ ارسال رسائل کا طریقہ یہی ۱۲ چودھری عبد الغفور کی نام حضرت چودھری صاحب  
 خاتم نامہ سابق بہت تھا تو خط پر تھا جواب طلب ہا کوئی اوس کا جواب کیا لکھنا آج  
 دوپہر کو یہ خط پہنچا آج ہی آخر روز جواب لکھ کر کہہ چوتھا ہون کل صبح کو بشرط حیات  
 ڈاک میں بجا اوں کا قاطع برہان کی مجلدات جو بموجب توفیق خریداری میری ملک میں  
 وہ اول جولائی میں میری پاس اور اون میں ہی دو مجلد آخر جولائی میں ابکی پاس بھیجے  
 ایک آپ اپنے ذہن کے اور ایک پر و مرشد کی نذر کرینگے انشاء اللہ العلیٰ العظیم ۱۲ شعر جدید فیض  
 تعلق معجز کلشن نگر دہ گرد و صد سالہ رہش نظر باندہاں ۱۲ یہ شعر مولانا نور الدین نگر  
 رحمۃ اللہ علیہ کا مدوح کی خوشنویسی کی تعریف میں ہی مبالغہ سرحد تبلیغ اور علو کو  
 پہنچ گیا ہی خلاصہ یہ کہ اوسکا لکھا ہوا قطعہ یا کوئی عبارت سو برس کی راہ پر سی آدمی کو  
 نظر آتا ہی وجہ اسکی یہ کہ حرف بہت روشن اور صاف و جلی ہیں اور چون کہ یہ امر عجیب  
 عادت و عقل متعجب ہی اس روی اسکو معجزہ قلم کہا اور چونکہ معجزہ خرق عادت ہی اور  
 عادت ایک امر ہی سلامت جہور میں سی پس فکر کو گنجائش انکار نہ رہی بیان یہ خیال کیا  
 کہ فیض تعلق بیکار رہتا ہی میں کہتا ہوں کہ وہ حسن الہام ہی یعنی نگاہ کو از انجا کہ صبرہ  
 مشتاق حسن ہی اوس خط سی وہ تعلق ہم پہنچا ہی کہ اگر وہ خط سو برس کی راہ پر ہو تو ہی  
 نگاہ اوس سے متعلق رہتی ہی جیسے طائر کو اپنا اشیانہ اور سافر کو اپنا وطن اور  
 عاشق کو معشوق کا خط و خال مسافت بعیدہ سی پیش نظر رہتا ہی چاہو ایک محلول  
 کی دو علت سمجھو فیض تعلق مذکور اور حسن خط مقدم چاہو فیض تعلق کو ادعا کہو اور حسن

حسن خط جو تقدیر میں ہی اس کو سبب سمجھو تعلق کا اور سو کہ چانو دعا کا سنو دعویٰ کیوں  
 دلیل موضوع ہی ادعا کو دلیل ضرور نہیں ہی ہاں ادعا پر تا کہ یہ طریقہ بلاغت ہی یہ  
 لطائف معنوی خاص اس بزرگ کی حصہ میں آئی ہیں میں جانتا ہوں شرمی اور عطار  
 فی ملکا ایک صورت پکڑی تھی اور کا اسم نور الدین اور تخلص طہوری تھا اللہ اللہ فرماتا ہے  
 شعرو ت گرد شہباز تو سیر بام و در لازم ہنمی باشد چراغی جانہای بی نوبان را کہ  
 کا مدوح اور معشوق ایک ہی یعنی سلطان جلیل القدر برابر ہم عادل شاہ بادشاہ ہوئے  
 منظر بلند موتی میں اور کیا بعید ہی کہ رعایا ملازمین میں سی کچھ لوگ زیرِ قصر رہتی ہوں  
 اس واسطے بادشاہ کو اس منظر بلند پر نہیں چڑھتا کہ مبادا رعیت یا ملازموں کی جو رو بیٹیاں  
 نظر میں آئیں ان کو ان کی گہرائی میں اگر کوئی بلند مکان پر چڑھتا تو کچھ نظر نہ لگتا یہ  
 مدح موتی عفت کی اور عفت ایک فضیلت ہی فضائل اربعہ میں سی اب ہمام کو سوچی مدح  
 راتوں کو کوہی پر چڑھنا اپنی پر لازم کیا ہی اس واسطے کہ اون کی گہروں میں چراغ منیر  
 اگر کسی کو کسی کبر میں پونہ لگانا یا کوئی چڑھی کی چیر کا شہنی یا کسی مریض کا تھخص حال منظور  
 ہو تو وہ گہراں مدوح کی پر تو حال سی روشن ہو جائی چراغ کی حاجت باقی نہ رہی جو  
 شخص چاہی وہ کرنی مروت کی لفظ کا مزہ و جدائی ہی سوای اس لفظ کی کوئی نقطہ ہاں  
 کام نہیں آتا اگر حفظ ناموس رعایا ہی تو مروت ہی اور اگر مفلسوں کی کار براری تو مروت  
 ہی قالب معنی کی جان ہی طہوری ناطقہ کی سرفرازی کا نشان ہی طہوری زیادہ کیا  
 لکھوں ایضاً جناب جو دہری صاحب کو سلام پہونچی آپ نے اپنی مزاج کی لکھیا  
 حال کچھ لکھا اگر پرورندہ ہی نہ کہتے تو میں کیونکر اطلاع پاتا اور اگر اطلاع نہ پاتا  
 تو حصول صحت کی دعا کیونکر مانگتا کل سی وقت خاص میں دعا مانگ رہا ہوں



یقین ہی کہ پہلی تم مندرست ہو جاؤ گی ارزاں بعد یہ خط پاؤ گی ۱۲ اکثر صاحب اطراف و خواجہ  
سی ماہ نیم ماہ کی بیچنے کا حکم پہنچے ہیں اور میں جین کہتا ہوں کہ جب مہرم رنک عبارت کو  
ہنیں سچتے تو ماہ نیم ماہ کو لیکر کیا کریں گے صاحب مہر خیر و رک دیبا ج میں مینی لکھ دیا کہ اس کتاب کا  
نام پرتوستان ہے اور اس کی دو جلد ہیں پہلی جلد میں ابتدائی خلعت عالم سی ہایون کی سلطنت  
تک ذکر و ذکر حصہ میں گہری بیاد رشاہت کے سلطنت کا عالم بیان ہے حصہ کا نام مہر خیر و ذکر  
حصہ کا اسم ماہ نیم ماہ باری پہلی حصہ نام ہوا چہا پاکیا جابجا پہنچا قصد تھا جلال الدین الکر کے  
حالات کی لکھنے کا کہ امیر ترنگ کا نام و نشان مٹ گیا ان دفتر کا و خورد و گوارا قضا  
برد و قضا بے سرائہ مرد جو کتاب مینی لکھی ہی نہ ہو یہ سچون کہاتے ۱۳ پیر و مرشد کو میری زندگی  
اور صاحب زاد و نکود عا خداوند مجھی مارہرہ بلاتی ہیں اور میرا قصد مجھی یاد دلاتی ہیں اور ان  
میں کہ دل ہی تھا اور طاقت ہی تھی شیعہ محسن الدین مرحوم بطریق تمنا کہا گیا تھا کہ جی پو  
چا تھا ہی کہ برساتین مارہرہ جاؤں اور دل کہو لکر اور پیٹ پیر کر آم کہاؤں آپ دل کہا  
لاؤں طاقت کہاں پاؤں نہ آمون کی طرف وہ غیبت نہ معدہ میں اتنی آمون کی گنجائش  
ہزار موندہ میں ام نہ کہا تھا کہانی کی بعد میں آم کہا تا تہارات کو کچہ کہانا ہی ہنیں  
جو کہوں میں الطعائیں ان آتش روز بعد ہضم معدی آم کہا تھے بیٹھے ہو  
جانا تہابی تکلف عرض کرتا ہوں اتنی آم کہا تا تہا پیٹ اپہر جاتا تھا اور پیٹ  
میں نہ سہاتا تھا کہا تا اب ہی اویس وقت ہوں مگر دس بارہ اگر پوئیدی آم بڑی  
ہوئی تو پانچ سات بیت دریغ کہ عہد جوانی گزشتہ جوانی گوزندگانی گذشت  
اسکے واسطے کیا سفر کروں مگر حضرت کا دیکھنا اوسکی واسطے متحمل رنج سفر ہوں  
تو جاڑی میں نہ برسات میں غامی و امی رنج و رمی دیدار دگر بسیم البیضا

بندہ پر و بہت دشمنی بعد پر ہونے کا خط آیا سزا نہ پر دستخط اور کے اور نام الکا پایا دستخط  
 دیکھ کر مفہوم مواظط کی پڑھنے سی معلوم ہوا کہ تمہاری دشمنی بجا رضہ تیرے زردہ سچو میں  
 اللہ صنف کی یہ شدت کہ خط کی لکھنے سے معذرت میں خواہ دن دیکھائی کہ تمہارا خط تمہارا  
 دستخط آئی سزا نہ دیکھ کر دلو فرحت ہو خط پڑھ کر دو فی سرت ہو جب تک ایسا خط نہ آئی  
 گا دل سوا زہ آرام نہ پائی گا قاصد ڈاک کی سادہ دیکھتا ہوں گا جناب ایندوی میں ہر گز  
 دعار ہوں گا آپ کی عہد عالمی مقدار اور بزرگ امور کار کو میرا سلام معہ صنوف اشتیاق و  
 الوف احرام جناب جو دہر لیا صاحب اؤ ہم تم حضرت صاحب عالم کی پاس چلین اور اپنی بکسین  
 اون کی گفت بای مبارک سی ملین استیلا سلام کروں گا تم معرف ہونا کہ غالب ہی ہے  
 اہل دہلی میں ایک دیکار کا طالب ہی ہی مینی عزم قد موسی کیا پیر و مرشد فی مجھی گلی لگایا  
 فرماتی میں کہ غالب تو اچھا ہی عرض کرتا ہوں کہ الحمد للہ حضرت کا مزاج مقدس کیسا ہی  
 ارشاد ہوا کہ مولوی سید برکات حسن تیری تعریف بہت کرتی رہتی ہیں جناب انوکھی خوبیاں  
 ہیں میں ایسا نہیں ہوں جیسا وہ کہتی ہیں کاش نہ میری ریخو ریکا حال کہتی صنف قوی و ضحال  
 کہتے تاکہ میں انوکھی کلام کی تصدیق کرتا انوکھی غمخواری اور درمند نو آرز کا دم بہر تاجی شعور  
 صنف گنبد دان از تن ؛ انیکہ من بنی میرم نہ زنا تو اینہاست حضرت میری گرفتاریاں نیکال  
 بوستان خیال دیکھنے کا دانہ دلا مجھ میں اتنی طاقت ہو کہ مکان کہ بلاسی مگر پینس جاؤں ام پر کرے  
 دانہ زمین پڑا او ہاؤں حضرت یہ تو یوں ہی کہ غمہاں رور کار فی محکو گیسر لیا ہی سانس نہیں  
 ہی سکتا اتنا تنگ کر دیا ہی ہر بات سوطر سے خیال میں آئی پردل فی کسی طرح تیلے پاؤں تیز  
 سوچا ہوں ایک تو یہ کہ جب تک جیتا ہوں یوں ہے رو یا کروں گا دوسری  
 یہ آخر ایک نہ ایک دن مروز لگا یہ صغری و کبری دشمن ہی نتیجہ اسکا لیکر ہے

۲۲  
 شعر منحصر مرنی پہ جو جھکی امید نہا ایتھیں اوسکی دیکھتے چاہے حضرت شاہ عالم صاحب میر  
 سلام بھیجی کا غذا باقی بنیں رہا اپنی سیل پھون کو معہ میر وزیر علی صاحب میر اسلام  
 کہدیجی ایضاً جناب چودہری صاحب ہا ہی پینکے کا غذا تھلا پیر و مرشد کی عبارت  
 یک طرفہ انکی تحریر ہی مغشوش ہو گئی ہر اسو گیا ہون مگر حضرت بصر ہنوز باقی ہی  
 تمہاری عبارت کا جو لفظ پڑہ لیا قرینہ سی اور کا محاورہ ہی معلوم ہو گیا حضرت کی تحریر  
 کا ایک لفظ سوامی سعاد توام شاہ عالم کی اگر پڑا گیا ہو تو دیدی ہو میں ایمان نصیب  
 نہو وہ خط بدستور انکی پاس واپس بیجا ہون ارولی سفید کا غذا پر حرف بحرف اسکی  
 نقل کر لی پھر جھپی سید بھی تاکہ اوسکی جواب لکھنی میں سعاد حاصل کروں لیکن  
 بہت جلد بہت جلد انکی نگار میں آتا در یافت ہو گیا کہ اب آپ اجی میں الحمد للہ اجاب  
 ممتاز علیخان صاحب کہاں اور بارہ کہاں بہر حال میر اسلام ایضاً چودہری صاحب  
 مشفق کرم کو میر اسلام آپ کا خط کہ سوامی چند سطر کی جو منتی لکھی تھیں سراسر حضرت صاحب  
 کا دستخطی تھا پونچا سجان اللہ حضرت کو کقدر محبت ہی تمہاری ساتھ تمہاری ساری  
 مزاج کا کیسا ملال اور تمہاری تدبیر کا کیسا رنج ہی سچ یوں ہی کہ تم خوابان روزگار  
 میں ہی ہو توقع قبول اہل نظر کا حاصل ہونا انسان نہیں ہی سلامت رہو خوش رہو مختصر  
 مصرعہ کارت بجهان جمله جهان باد کہ خواہی ادا خدمت خدام مخدوم خادم نواز میں بعد  
 تسلیم معروض ہی تقدیر نامہ مامی میں صورت عرو شرف نظر آئی اللہ الدہ منی میری نظریں  
 میری آبر و برائی حضرت کی قدر دانی کی کیا بات ہی آپ کا التفات موجب مبالغہات ہے  
 یہ بات بطریق علی لسان زبان برائی ہی ورنہ قدر دانی کیسی یہ قدر دانی ہی نظری  
 علیہ الرحمۃ کا شعر ایک کاغذ پر لکھ کر میری گلی میں الی و سچی اور زمرہ شعرائے سی مجلو کال

ابوی حق حضرت صاحب عالم بطور

نکال کجی شعر یہ ہی شعر جو ہر پیش من در تہذیب نگار باندہ انکہ اعلیٰ من ساحت پر دخت  
 دریغ ۱۱ موعوی اور چیز ہی اور کمال اور ہی علم عربی اور ہی سنی اور فارسی کی حقیقت حال اور  
 جلالہ طباطبائی رحمۃ اللہ علیہ شہابی ہندی کو ایک قہر لکھا ہی عبارت ہوت یا دین  
 آتی مگر یہ مضمون اور کا ہی کہ ایک ان مولانا می عرفی علیہ الرحمۃ اور ابو الفضل بن مبارک  
 ہوا شیخ فی عرفی ہی کہ کہ تہ تحقیق کو لیر خدا فراط ہو چا دیا اور فارسی میں خوب کمال پیدا  
 عرفی فی کہ کہ اسکو کیا روگی کہ تہ جب ہی ہوش سنبھالا اپنی گھر کی بد ہوشی اور بد ہوشی  
 جوابت سنی فارسی میں سنی شیخ گفت فارسی از انوری و خاقانی فر اگر تہ ایم و شما پذیرا  
 آموختہ آید عرفی فرمود انوری و خاقانی نیز اپر زبان آموختہ باشند ختم غالب کہتا ہے  
 کہ ہندوستان کی سخوردین حضرت امیر خسرو دہلوی علیہ الرحمۃ کی سوا کوئی اور استاد مسلم  
 الثبوت ہین ہوا خسرو کبیر و فلم و سخن طرازی ہی ہاچیم نیم نظامی گنجوی دم طرح سعد  
 شہرازی ہی حیر فیضی ہی نعر گوئی من شہوری کلام اور کا پسندیدہ جمہور دیکھو عہد قادر  
 بدایو کیا کہتا ہی ہی سپاہی فالیر آرزو فقیر اور شہاد و بہار و غیر ہم ہین من اکی ناصر علی  
 اور بیدل اور غنیمت انکی فارسی کیا ہر ایک کلام نظر انصاف دیکھئے بات نگن کو آری کیا  
 منت اور کلین اور واقف اور قتیل بہ تو اس قابل ہی ہین کہ انکا نام بیجی ان حضرت تن عالم  
 علوم عوی کے شخص ہین خیر من فاضل کہلا ہین کلام من انکی مرا کہان ایرانیون کسی دہان  
 فارسی کے قاعدہ دانی من اگر کلام ہی او میں پرو می قیاس کیا ہی عام ہی دارستہ سا کوئی  
 فی خان آرزو کی تحقیق بہ سو جگہ عتر ارض کیا ہی اور ہر عتر ارض کجا ہی اہنہم بہ جہان اپنی  
 قیاس پہچان نہ کی کہانا ہی مولوی حسان احمد ممتاز کو ضایع لفظے میں رنگاہ جہی ہی آ  
 شہوہ و رشکو خوبت گئی فارسی کیا جانین فاضی محمد صادق اخر عالم ہوشا عوی او کو کیا

علاقه ایک بات حضرت کو اور معلوم رہی کہ ہندی فارسی فالون فی کمال کو دہم میں مسخر  
 رکھا ہی کا پبی کی نواب ادوین سی ایک صاحب قلیل کتا گردہی بینی ایک قلعہ قلیل کا او  
 نام کا دیکھا ہی کہ قلیل اوکو کہتا ہی کہ جامہ گذشتن بضم مردن مسلم لیکن بہت احتیاط  
 کیا کرو موقع دیکھ لیا کرو جب لکھا کرو میں کہتا ہوں کہ احتیاط کیا اور موقع کیا فلان مرد  
 بجان جامہ گذشت پھر وہ کہتا ہی کہ کدہ سات سو پانچ سات نطق کی اور لفظ کو ترکیب  
 ندو پھر فرماتا ہی کہ ہمہ کی لفظ کو جمع کے ساتھ لاؤ مفرد سی غلام نقل مینی دستنوں لکھا  
 کہ ہمہ کس اند ایک شخص کہ وہ ہی مولوی کہلاتا، میری غیبت میں کہا کہ ہمہ کس داند کیا ترکیب  
 ہی ایک رکامیر شاگرد وہاں موجود تھا اوسنی کہا کہ یہ ترکیب بعینہ صائب کی ہی صیغہ  
 کہ وہ کہتا ہی مشعر ہمہ کس طالب آن سرور وان ست اینجا اب حیوان زلف سو خگانت اینجا  
 اونی کہا کہ تمہارا استاد حاش لہ کو قبل کلمہ منیفہ لایا ہی اور یہہ جائز نہیں مصرع  
 حاش لہ کہ بدسیگویم، میری شاگردی کہا کہ یہ ترکیب غری کی ہی سے حاش لہ نہ مرا بلکہ ملک  
 بنو دما بگ کوئی تو این نہرہ دیار و جمال، مولوی بہت علی تکین کا آج تک مینی نام نہیں سنا تھا  
 چہی ہوئی رستم میں صبا اگرچہ اصغر نے اردتہا لکھ دارشاہ جہا آباد تھا اتقام لکھ و اتقام گرفتن  
 دونوں بول گیا مولوی صاحب لہ فارسی بولتی میں لا حول و لا قوت الا باللہ کلیم بر وزن فعیل ضعیفہ  
 فاعل ہی مثل کریم و رحیم و بنیر و سمیع و بصیر و رحیم امار آہی میں کلیم اگر مضیغہ ہم کلام بھیجی تو ہم اہی  
 کیونکر قرار دیجی حضرت کا مصرعہ ۴۶ است کلامی ز کلام کلیم، محمد و ش الیہ ہی یعنی یا کلیم از کلام کلیم یا  
 کلامی از کلام کلیم چاہی کلامی از کلام مفرد میں مفرد کو نکالا جا، جو جائز نہ ہو گواشد ہرگز محل تردد  
 نہیں اور نام و ساد قواعد میں پیش نہیں آتا، اسی کیری کہ از خزائنہ عبث ہرگز نیامی معروف  
 نہیں ہی بایں مہول ہی مای معروف بیان نامقبول ہی، خدا کی کہ با نامی سوپ آفرید، ایضا

خدا یا ابرہہ اس تختانی کو بایں وحدت کہو بایں توصیف کہو بایں تعظیم کہو جس طرح کہو چوں کہ سنگی  
 ایضاً بندہ پرور پر سون تمہارا خط آیا آج جواب لکھہ کہتا ہوں کل ڈاک میں پہچا دوں گا  
 میرا حال کیونکہ لوچہ چوہانی کو دیکھو جو تمہارا ڈھنگ وہی میرا رنگ ہی ہو رہا اور امراض  
 خاص اور بچہ عام یا ایک اجمال دوسرا اجمال سنو کہ مہینا بہری صاحبہ انش ہون صبح ہی  
 شام تک شام ہی صبح تک پلنگ پر پڑ رہا ہوں محل سرا میں اگرچہ دیوان خانہ کی بیت  
 قریب ہے پر کیا امکان جو جاسکون صبح کو نو بجی کہانا نہیں آجاتا ہی پلنگ پر ہی کھل پڑا  
 ہاتھ موندہ ہو کر کہانا کہانا پیرا ہوا دھوئی کلی کی پلنگ پر جا پڑا پلنگ کے پاس حاجتی لگی رہتی  
 اوٹھا اور حاجتی میں پیشاب کیا اور پڑا مدتوں ہی یہ مرض ہی کہ پیشاب جلد جلد آتا، اس  
 صاحبہ انش ہونیکو دیکھو اور دم بدم تقاضا می لہل کو دیکھو پانچا اگرچہ ذرات میں ایک با جاتا  
 ہوں مگر صعوبت کو تصور کرو ایک ہو رہا دین بہونچی میں جسکو ساعدہ کہتے ہیں دوپٹو پر بٹن  
 پہونچی میں یہ سہل میں بٹن یا نو میں کف پادشیت پامی لیکر آدھی بیڈنی تک درم اور درم  
 یہی سخت محلات و ادعات سی کچھ نہوا اب تجویز ہے کہ نوب کا پتہ پانچ بیڈنی جب پکی ہوئی بت  
 مرحم لگانی کہو جب لف پانچ جرحت کا عمل ہو اتو قیام کا کہان ٹکانا یہ حال جیسا کہ میں  
 اوپر لکھہ آیا ہوں مجمل اور جرنی ۱۲ میرا قیاس اسکا مقصود ہی کہ یہ درم شد حضرت عالم جہ  
 آرزوہ میں اور وجہ اس کے یہ ہے کہ عینی حجاز و آخر کی شاعر کیونکہ ناقص کہا تھا اس قیہ میں  
 ایک میزان عرض کرتا ہوں حضرت صاحب ان صاحبون کی کلام کو یعنی ہندو کی اشعار کو قتل و  
 سی لیکر میدان صریحی تک اس میزان میں تو لین میزان یہ رکو و فر دوسی لیکر خفا و دعا و نور  
 وغیرہم تک ایک گدہ جن کا کلام ہو رہا تھا اور نجات ایک دفع پر حضرت سجدہ خاص کے موضع  
 سجدہ و ملا یہ شخص متعین تھا اور ایک شوخہ صدمہ بوجھا لکنا نہ کرے بعد اس شوخہ

تکمیل کی طہوری و نظیری و معنی ہی سچان اللہ غالب سخن میں جان پر گئی اس وقت شکوہ  
 اسکے صاحبان طبع فی سلاست کا چرچا دیا صاحب کلیم و سلیم و قاسی و حکیم شافعی پر  
 زمرہ میں ہیں و دگی و اسد و فردوسی بہ شہرہ سحر کی وقت میں ترک ہو اور سعید  
 طرزی بسبب سہل مصلح ہونیکے رواج نہایا فعالی کا انداز پھیلایا اور اس میں نئی نئی رنگ پیدا  
 ہوئی گئی تو اب طرزیں تین بڑی ہیں خاقانی، اوسکی، اقوان طہوری اوسکی مثال صاحب  
 اوسکی نظائر خالص اللہ ممتاز و آخر و غیر ہم کا کلام ان تین طرزیں میں ہی کس طرز پر ہی ہے  
 ورنہ کہ یہ طرزاور ہی ہی پس قہنہ جانا کہ یہ طرز چوتھی ہی کیا کہنا ہی خوب طرزیں ہی طرزیں  
 مگر فارسی نہیں ہی ہندی ہی دارالضرشا ہی کا سکہ نہیں ہی کمال پوری داود و انصاف  
 انصاف و نظم اگرچہ شاعران تغزل و غزل و زکیر جام اند در بنم سخن مست و ولی بایادہ بعضی  
 حریفان و خارجہ شکم ساقی نیز بیست و شو مشکہ کہ در اشعار این قوم و ورا ی شاعری چربی  
 و گریست و وہ چیز اگر حصہ میں پارسیوں کی ہی تان اردو زبان میں اہل ہندی وہ چیز بانی ہی تھے  
 علیہ الرحمۃ بیست و نام ہوگی جانی ہی دوستان کو ہر کہیگا کون تھے عزیز اپنی جان کو خوا  
 بیست و کہلائی لیجا کی تجھی مصر کا بازار و خواہان نہیں لیکن کوئی دہان جنس گرا کا +  
 قائم و قائم اب تجھے طلب و سبکی کیونکر مانگوں + ہی تہ نادان مگر آتا بہ آموز نہیں + ہوں  
 خان شہر تم مری پاس ہوئی ہو گویا + جب کئی دوسرا نہیں ہوتا + ناخ کی ہان کتر  
 ہان بیشتر یہ تیز تر تہن گر بھی آکا کوئی شعر اس وقت یاد نہیں آتا یا و کیا آوی لیا ہوا  
 ہوں و مبدم باپنوی ورم کی شش ہوش اورانی دیتی ہی اناللہ وانا الیہ راجعون لہذا  
 ایک عبارت لکھتا ہوں چونکہ لغافہ جناب چودہری عبد الغفور صاحب کے نام کا ہو گا پہلے وہ  
 پڑھیں پھر میری پیر و مرشد کی نظری گذرانیں پھر مرشد زادہ شاہ عالم صاحب کو

کو دیکھا میں برسہا برسہا کی عوارض میں مبتلا ہوں بتور وار میں لدر ہوں  
 برسہا برسہا میں سہتی سہتی روح تحلیل ہو گئی قسمت بخواست کی طاقت نہ رہی اور پھر  
 تو خیر گرد و نون پند لیون میں ہڈیوں کی قریب و پھر ہی میں کبرا ہوا او پند لیون کی ہڈیاں پھر  
 لگین اور رگین پہنے لگین ہائیں بانو پر درم کف پسی جہاں وہ پھر ہی پندلی پر دم ہی ہڈی  
 پڑا رہا ہوں پلنگ کے پاس حاجتی لگی رہتی ہی کہل پڑا بعد نفع حاجت پہر لیٹ رہا ہے  
 صورتی وئی کہتا ہوں اشعار کی اصلاح کی قلم موقوف خط و ضروری لیٹی لیٹی کہتا ہوں  
 دو خط چودہری صاحب کے آئی اور ایک خط شاہ عالم صاحب کا اور دو خط حضرت صاحب کے  
 آئی جواب نگاہ سکا آج اپنی کو طعنی دیکر مرد بنایا جب یہ عبارت لکھی چودہری صاحب کے  
 سلام شاہ عالم صاحب کے حضرت صاحب کے بندگی ایضاً ابا با خباب مثنی ممتاز عین نصیب  
 ماہرہ پھر پھر صاحب کے توسیع گیتی نور و ثانی مخدوم جہا نیان جہاں گردین بہر حال اپنے  
 دیباچہ بہت اچھا لکھا ہی کتاب کو اس سے دنی ہو جای گی نظم میں وہ پایہ بلند کہ شعری  
 او کی شعر پرانی انجمن شاعر کی خود بلا گردان ہو نوئی سما بہر مصرعہ پر دل سجان دار کری  
 صدقہ قرآن ہو وار کری معنی حمد کر کے ہی اور وہ جو آپکا مقصد ہی اون معنوں میں دارنا  
 اور دار ہی آیا ہی نہ داز کرنا اور دار کری آپکو یاد ہو گا کہ چند سطریں مثنی بہنزد شواہی لکھ کر تھیں  
 بیچ میں تین خواہش یہ تھی کہ یہی سطریں میری مخدوم اور مخدوم زادہ کی نظری گذر جائز  
 آج ایک خط مثنی بہر و مرشد کا او پایہ و دایہ میں پڑا گزشتہ عالم صبا او خط کی پشت پر  
 لکھتے ہیں کہ تو فی میری خط کا جواب نہیں لکھا حالانکہ میں اون سطر میں یہ کہہ چکا ہوں  
 کہ نہ بھی تحریر کی طاقت نہ اصلاح کی ہوش ایک بات کو دوسرے میں مار کیا لکھوں اب میرا انجام کا در  
 طبع پر متصور یا صحت نامرگ پہلی صورت میں خود طبع دنگا دوسری صورت میں سبب عجب



حاج ہی سن نیسک یہ بہ طریق لیبی لیبی بلکہ مین دوسری فصل نواب نور لدو  
 سعد الدین خان بہادر شفق کی نام قیلہ حاجات قصیدہ دوبارہ پہنچا جو کہ  
 پیشانی پر دستخط کی جگہ تھی ناچار اوسکو ایک درویش پر لکھوایا اور حضور مین گذرانا اور اپنی  
 آنکھیں دیرینہ حاصل کی یعنی دستخط خاص شتمل ہزار خوشنودی طبع اقدس پر ہو گئی اعظم  
 الدولہ بہادر میری ہمنان اور انکی شاد خوان رہی گویا اس امر خاص مین وہ ترکیب غالب  
 مین ہم بطریق کسرہ اضافی اور ہم بیل کسرہ توصیف پر دروگلاس بزرگوار کو سلامت رکھے  
 کہ قدر دان کمال بلکہ حق تو یوں ہی کہ خبر محض ۱۲ غینات اللغات ایک نام مقرر و معجزہ  
 الفریہ خواہ نخواہ مرد آدمی آپ جانتی ہی مین کہ یہ کون ہی ایک معلم فرومایہ رامپور کا رہنے  
 والا فارسی سی ناٹا محض اور صرف و نحو مین نامتو نامتو خلیفہ و نشیات مادہ ہورام کا پرانی  
 والا چنانچہ دیباچہ مین اپنا ماخذ ہی اوسنی خلیفہ شاہ محمد و مادہ ہورام و غنیمت و قلیل کے کلام  
 کو لکھا ہی یہ لوگ راہ سخن کے غول مین آدمی کی گمراہی والے یہ فارسی کو کیا جانین  
 ہاں طبع موزون کہتے ہی شعر کہتے تھے شعر مرزہ شتاب و پی جاوہ  
 شناسان بر دار ہا ہی کہ در راہ سخن چون تو ہزار آمد و رفت میرا دل جانتا ہی  
 کہ آپ کی دیکھنے کا مین کہ قدر آرزو مند ہوں میرا ایک بیانی نامون کا بیٹا کہ وہ  
 نواب ذوالفقار بہادر کی حقیقہ خالہ کا بیٹا ہوتا تھا اور سند نشین حال کا چچا تھا  
 اور وہ میرا ہمیشہ ہی تھا بھنے مینے اپنی مانی کا اور اوسنی اپنی پو پید کا دو دہیا  
 ہتا وہ باعث ہوا تھا میری باندہ بوندیل کہندانی کا مین فی سب سامان سفر کر لیا  
 ڈاک مین روپیہ ڈاک کا دیدیا قصد یہ تھا کہ فوج تو تک ڈاک مین جاؤں گا وہاں  
 سے نواب علی بہادر کے ہاں کی سواری مین لائبریری جا کہ ہفتہ بہر ہر کہ کالی ہوتا ہوا

ہوا اپنی قدم دیکھتا ہوا بیل داک دلی جلاؤنگا ناگاہ حضور والد بیمار ہو گئی اور مرض فی طول  
 کہنچا وہ ارادہ قوتہ سی فعل میں نہ آیا اور پھر مرزا اورنگ خان میرا بہائی مرگیا مصرع ایسا  
 آرزو کہ خاک شدہ ۴ والدہ سفر اگرچہ بہائیکی استعداسی تھا مگر میں نتیجہ اوس شکل کا اپنی  
 دیدار کہ سمجھا ہوا تھا ہر زہ سرائی کا جرم معاف کیجی گا میرا بی اپنی ساتھ باتیں کر نکو چاہا اس واسطے  
 جو دلعین تھا وہ اوس عبارت سی زبان پر لایا ایضا بیر و مرشد اگر مینی اسد گاہ از راہ سکود  
 لکھا تو کیا گناہ نہ خط کا جواب نہ قصیدہ کی رسید بیت درین خستہ گے پوش از من جوی  
 بود بندہ خستہ گسٹخ گوئی ۴ اور یہ جواب فرماتی ہیں کہ ان موانع کی سبب سے میں قصیدہ  
 کی تحسین نہیں لکھ سکا بندہ بی ادب نہیں تحسین طلب نہیں ایسی مجمع میں محشور ہوں  
 کہ سوامی احترام الدولہ کی کوئی سخندان نہیں میں جو اپنا کلام اپنی پاس بھیجتا ہوں گویا  
 آپ اپنی پر احسان کرتا ہوں وہ امی بر جان سخن گر بہ سخندان برسد افسوس کہ میرا حال اور  
 یہ لیل و نہار اپنی نظیر میں نہیں ورنہ آپ جابنیں کہ اس بھیجی ہوئی دل اور اس ٹی ہوئی دل اور  
 اس مری ہوئی دل پر کیا کر رہا ہوں نواب صاحب بٹ لین وہ طاقت نہ قائم میں وہ زور سخن میرا  
 ایک ملکہ باقی ہی بی تا مل اور بی فکر جو خیال میں آجای وہ لکھ بٹ ورنہ فکر کی صعوبت کا تحمل نہیں  
 ہو سکتا بقول مرزا عبد القادر بیدل شعر حمداء درخو تو نا میست ۴ ضعف کسیر فراغ منخواہد بہر کا  
 حال معلوم ہو پہلی آپ لکھیہ بھیجی کہ کیا کہو اجا بیگا مہد حسین خان مہد حسین خان بہادر لکھیہ ہوں  
 صرف یاد پر لکھیہ ہوں ورنہ خط لرگوں کہو یا یاد پر تا کہ نگینہ و شہ بھیجے کوئی لکھیہ سوا میں  
 مگر جو ان ہوں کہ یہ معلوم ہو جائی کہ نگینہ بھیجی گا یا میان حریف اجای گا اور نقش نگین کیا ہو  
 تاکہ شمار حروف کا محکو معلوم رہی اب جب آپ محکو لکھیں گے تب میں دوسرا جواب لکھوں گا  
 حافظ صاحب کا بیچنا تقریباً معلوم ہوا لیکن ان کے طرف سے آپ نے

محبو سلام نگہا ہی سوین ہی آون کن خدمت میں زندگی اور جناب شئی نادرسین خالص صاحب  
 جناب میں سلام عرض کرتا ہوں زیادہ حد ادب ایضا پیر و مرشد حضور کا توفیق خا  
 و ادب کا تو ارشاد یہہ دونوں خدہ پڑوا کے دن اور ایک وقت پہنچی توفیق کا جواب  
 دو چار دین لکھو گانا ساز فراج مبارک جو جسے لیں و لال ہوئی اگرچہ حضرت کی تحریر سے  
 معلوم ہوا کہ مرض باقی نہیں مگر ضعف لیکن تسکین خاطر منحصر یہی کہ آپ بعد اس تحریر  
 کے لائحہ فرانک اپنی غریب کا حال پہر لکھیں جسے روپیہ کہندوی پہنچی سکا یہی حال  
 سابق کی شدہ دی کا سہا ہی یعنی ساہوکار کتا ہی کہ یہی حکم کا پس کی ساہوکار کی جارت  
 نہیں آئی جو ہم روپیہ بن اگر سرکار کی کار پر دزدان کی ساہوکاری کہک اجازت لکھو پھیر  
 تو مناسب صہائی کی تذکرہ کی ایک جلد میری ملک میں سی میری پاس ہی وہ میں اپنی  
 طرف سی سبیل ارخان آکھو پہنچا ہوں مذ قبول ہو اب میں حضرت سی باتیں کر چکا خط کو  
 سرنامہ کر کہار کو دیتا ہوں کہ ڈاک میں دی ہو بارہ پر دو جی کتاب کا پارسل بطریق مزید  
 روانہ کر دو لگا پیشگاہ دراز میں میری نیکگی پہنچی عرضداشت بعد اسکی پہنچے جناب صاحب  
 قبلہ میرا محمد علی صاحب کو سلام نیا اور جناب شئی نادرسین خالص صاحب کو سلام ایضا  
 پیر و مرشد ادب مزاج مقدس میرا جو حال اپنی پوچھا اس پر سش کا شکر بجالا ہوں اور  
 عرض کرتا ہوں کہ اچکا بندہ بی درم خریدہ اچھی طرح ہی ایک فصد یا بیش منفعہ چاکر  
 کہا تاک آدمی کو ضعیف نکر ہی باری آفتاب عقر بہن آگیا پانی برف آب ہو گیا ہی کابل  
 و کٹر کامیوہ کہنی لگا ہی یہ ضعف ضعیف قسمت تو نہیں کہ ایسی ایسی امور او سکوز ائل  
 مگر سکین غر نو کور سون سی پڑہ رہا ہوں اور وجد کر رہا ہوں خوشامد میرا شہ نہیں  
 جوان غر نو کج حقیقت میری نظر میں ہی وہ مجھے سن لکھی اور میری ادوینی کی داد

دیکھی مولانا خلق فی تقدیر یعنی امیر خسرو سعد و جامی کی روش کو سرحد کمال پہنچا دیا  
 اور میری قبلہ و کعبہ مولانا شفق اور مولانا ماسخی اور مولانا عسکری نہ تاخرین یعنی صاحب  
 کلیم و قدسی کی انداز کو آسمان پر لگائی میں اور تکلیف اور خلق سی کتا ہوں تو محکوم انان نصیب  
 محبوبہ جو آپاچی کلام کی حکمت اصلاح کی واسطے مجھے فرمائی میں یہ آپ میری ابر و بد بانی  
 میں کوئی بات بجا ہو یا کوئی لفظ ناروا ہو تو میں حکم بجا لاؤں زیادہ حداد و حداد البیضا  
 قبلہ و کعبہ کیا کہوں امور لغتانی میں اضداد کا جمع ہونا محال ہے عادیہ میں ہی سے  
 کیونکر ہو سکی کہ ایک وقت خاص میں ایک امر خاص موجب التشریح کا ہی ہو اور باعث التفتار  
 کا ہی ہو یہ بات معنی ایسی اس خط میں پائی کہ او سکوں بیکر خوشی ہو اور حکم میں ہی ہوا  
 سبحان اللہ اکثر امور میں تکوینا مطابیع یا پائون عزیزوں کی قسم کستی اور رشتہ داروں  
 سی ناخوشی میرا عقوم تو ہر سو فکر و ہند میں نہیں ہر قدم میں دو چار یادداشت خضیاقی میں  
 سود و سو ہوں گی گردان اور باسی ناخج بوسکی عمر سی فکری نام میں اسیر ہوں کسبہ پس  
 ستم و تنہائی میں شہر گردم شرح تنہائی غریبان غالب : رسم امید ہانا زجیان بر خیر  
 ہم میری خبرتی سکتے ہونہ میں حکومت و دی سکتا ہوں اللہ اللہ دریاں را تیر حکا ہوں  
 ساحل نزدیک سے دو تہہ لگائی اور تیرا پارسی بہت عمر بہر دیکھا کیا مری کی راہ گئے  
 برو کیسے دکھلا میں کیا یہ میری تو پوچھو کہ انکی خط کا جواب اتنی جلد کیوں لکھا لیجئے کم و  
 بیش مہینا بہر کے بعد کیا کروں شاہ اسرار الحق کو الیکا اور حافظ نظام الدین صاحب  
 خط بجا دیا ہفتہ بہر کے بعد جواب مانگا جوابے پاکہ اب بیچتا ہوں دس ماہہ دن ہوی  
 کہ حضرت خود تشریف لائی جواب الکی اور حافظ جی کی خط کا مانگا کہاکہ کل مسجد و لگا اس  
 واقعہ کو آج قریب و ہفتہ کی عرصہ ہونا چاروں کی جواب سے قطع نظر کر کے الکیوہ خد سیرین

اکین شہر از خون دل نوشتم نزدیک باز نامہ + انی رایت دہرائی ہجرک القیامہ +  
 حافظ جی صاحب میری بندگی کہنی گا اور یہ خطا دیکھو پڑہ و ادب جی جناب نشی نادرسین صاحب  
 کو میرا سلام پہنچے اگرچہ آپ مبتلا می نسخ و الم میں مگر بہ شرف کیا کم ہی کہ انوار الدولہ کی ہمدرد  
 محو تنہای روز گلہ ہونا شرافت دیکھ لیل ہی ساطع اور بریان ہی قاطع بریان حضرت  
 دن ہی جناب میرا محبت کا کچھ حال معلوم نہیں اون کی تخلص مجھو حیران کر رکھا ہے  
 میغے قلع میں مبتلا ہوں آپ اول کا حال لکھنے خواہ اسماعیل خان صاحب کہاں ہیں اس طرح ہر  
 سینی قبلہ میں تو آپ سی شاہ انوار الحق کی خط کی جواب کا طالب نہیں ہوں کہ آپ ان کی خط  
 کہے حاصل ہوئی کہ انتظار میں مجھو خط ملکہ سکین ہر صد ہوں کہ اس لہجہ خط کا جواب جلد یوں  
 ایضاً ناوک پیدا کا ہدف ہر حرف یعنی غالب داب بجالاتا ہی نواز شنامہ کو دیکھو جانا کہ  
 میں فی کمری چند شعر بخط ابطال کہنچہ بابہ تو کوئی گمان نہ کر لگا کہ میں مگر کو کمر بنین جلا  
 سمجھنا دہان پہلی مصرع میں اگر کمر مغے کمر فرض کچھ تو ہی تو شعر کاٹ دانی کی قابل نہیں کہ  
 بیٹھا تھا کہ اس شعر پر صا در کا خدا جانی قلم سی خط کیونکر کچھ گیا اب جو اس جانین حافظ  
 رہا بنین اکثر الفاظ بی قصد کہہ جانا ہوں ستر بریلی عمر موی کہاں تک حرافت نہ انی او س  
 کا کہنگار اور حضرت سی شرمسار ہوں معاف کچھ زیادہ حد داب ایضاً کیونکر کہوں کہ میں  
 دیوانہ بنین ہوں ان آئی ہوش باقی میں کہ اپنی کو دیوانہ سمجھتا ہوں واہ کیا ہوش مندی  
 کہ قبلہ ارباب ہوش کو خط لکھتا ہوں نہ القاب ادب بندگی نہ تسلیم سن غالب ہم تجھے کہتے ہیں  
 محبت نہ بن انی باز خود شناس نا کہ تو فی کسی بر کسی بعد ات کو دو نوبت کی غزل کہی  
 ہے اور آپ اپنی کلام پر وجد کر رہا ہوں مگر یہ تحریر کی کیا روش ہی پہلی القاب لکھتے ہیں  
 بندگی عرض کہ ہر ناتھہ جو کر مزاج کی خبر و چہرہ غایت نامہ کی ان کا شکر ادا کر

ادا کرد و بر همه کس که جوین تصور کر را تهاوه میا یعنی جسدن صبر کوین فی خطی سجا  
 آخر روز حضور کا فرمان پنجا معلوم هوا که حرارت هنوز باقی ای انشا الله تعالی رفع هوا  
 موسم چها ایگیا هی شمع گرمی از آب بردن رفت و حرارت ز هوا به محل مهر جهان تاب نیزان  
 اگر صرف تبرید تعدیل سی کام نکلیای تو کیا کنای می نه سبب ای طلیب تنقیه کرد ای مجکو  
 بهی نچ دسوان تنقیه هی با پنچ سات ذکی بعد سهل هوا گاشکو ناگاه ایک مین نی خیال  
 مین آئی طلیب نچ راه دی غزل تمام کی اوس وقت سی به خیال مین تا که کب صبح هوا و کب  
 به غزل نواب صاحب کی سچون خدا گرمی آب پسند کرین اور میری قبله جناب میر محمد علی صاحب  
 کو سادین اور میری شفیق منشی نادر حسین خان صاحب اور ادن کی بیانی صاحب کو  
 پشیمین پروردگار اس مجمع کو سلامت کبی غزل ای ذوق نوا سچو نازم سچو خوش  
 غوغای شنجونی برنگه پوشش آورد که خود سچو از سر از دیده فرو بارم دل خون  
 و آن خون را در سینه بچوش آورد و آن هدم فرزانه دانی ره ویرانه شمع کی بخواند  
 شد از باد خوش آورد و شورانه این دادی تلخت اگر ادی از شهر سوئی من پر ختمه  
 آورد و دایم که ز فری داری هر جا گذاری داری بی گزینده سلطان از باد و فرو  
 هر کج در بر دیگر گفت نه و راهی شود در شمع بچوش بردارد بدوش آورد و ریحان دید از بیا  
 جکد از قفل و آن دره چشم افکن دین و از پی گوشت آورد و گای سبکستی آن باد و خشم  
 کاهی بسته بی از نغمه پوشش آورد و غالب که بقالین بادیم بای گزیند باری غزل فرودی آن  
 سونیه پوشش آورد ایضا لعل الشکر که پروم شد کا فراج افس سچو عافیت پیل تو از شمع  
 کا جواب یا آنکه و شتمل ایک ال پرتیا هنوز نین لکنی یا که کل در یک نکرست آمد آینه غرض  
 اگر چاکر که سهل مین چنان چکل سیر سهل هوا گاشکو ناگاه ایک مین نی خیال  
 جواب

ارنی کی رسی کی حرکت و سکون کی بابت قول مفصل یہی ہے جو حضرت فی کلبا ہے  
 اگر تقطیع شعر سعادت کر جائی اور ارنی بروزن چمنی گنجائش پائی تو نعم الاتفاق ورنہ  
 قاعدہ تصرف مقتضے خواری ہر از عبد القادر بدیل شعر چو رسی بطوہمت ارنی لگو و بگریز  
 کمتر ز دامن تنہا بجواب لن ترانی + اسد اللہ بیگ غالب شعر رفت آنگہ مارخن مدارا طلب  
 کنیم + سرشتہ در کف ارنی گوئی طور بود + زواید سی فاع ہو کر عرض کرتا ہوں کہ نامی  
 کیا غزل لکھی ہے قبضہ آب قاری کیوں نہیں کہا کرتی کیا پاکیزہ زبان ہی اور کیا طرز بیان  
 کیا میں سخن ناشناس اور نا انصاف ہوں کہ ایسی کلام کی حک و اصلاح پر حرات کروں  
 مصرعہ جو حاجت است مشاطہ روی زیبا را مان ایک جگہ آب سحر برین سہو  
 کر گئی میں مصرعہ امی مطرب جاد و فن باز مزہ ہوشم زن + دویم اثری میں  
 ایک نیم محض بیکاری دیگر کے جگہ آب باز لکھی میں امی مطرب جاد و فن دیگرہ  
 ہوشم زن + اب کہئے اور صاف جو کئی غزلین کہانی میں اتنی عنایت فرمائیگا کہ صاحب کے  
 تخلص کے ساتھ ان کا اسم مبارک اور کچھ حال برقم کچھ گایا زیادہ حد ادب ایضا پیر و مرشد یہ  
 خط لکھنا نہیں ہی باتیں کرتی ہیں اور یہی سبب ہے کہ میں القاب و ادب نہیں لکھتا خلاصہ  
 عرض کا یہ ہے کہ آج شہر میں بدر الدین علی خان کا نظیر نہیں پس مہر و کون کہو و سکے  
 ناچار معنی ایک نادر ششماہ جو میری نام تھا وہ انکی باپن بیچا و ہون فی رقعہ میری نام کا  
 آج پہچا سو وہ رقعہ حضرت کی خدمت میں پہچا ہوں میں نہیں سمجھا کہ قسم دوم بکھر چکی کیا  
 اب اسکو سمجھ لیں اور لیکن با حسیا طر سال فرماوین روپیہ پہنچے کی ابھی ضرورت نہیں ہے  
 جب میں عرض کروں تب پہچا گئے تھے کہ جناب میرا مجد علی صاحب قلع کا اس خط میں  
 سلام تھا متوقع ہوں کہ چہا پہلے قصد ہی اذ کو سائی جاوین اور میری بندگی

بندگی گہی جای خواب منی و در حین جان حبیب کو میرا سلام لیدر از استیاق پہنچی ایضاً  
 قبلہ و کعبہ وہ غنائت نامہ حسین حضرت فی فراج کی تحکات لکھی تھی پر کر فی چین ہو گیا ہوں  
 اور عرض کر چکا ہوں کہ فراج کا حال مفصل لکھی چونکہ انہی کچھ نہیں لکھا تو اور زیادہ خوش  
 ہوں نسخہ رفع تشویش یعنی شفقت نامہ جلد پہنچ خواب منی نامہ در حین خالصہ حبیب کا کچھ حال  
 معلوم نہیں حضرت میرا محمد علی صاحب کا کچھ حال معلوم نہیں متوقع ہوں کہ ان دونوں  
 صاحبوں کچھ مدت میں میرا سلام پہنچے اور آپ انکی خبر و عافیت لکھیں کہ ترون کا  
 نسخہ جیسا کہ میری پاپس آیا سجدہ ارسال کرنا ہوں آپکو معلوم ہوگا کہ میرن حبیب فی اتقال  
 کیا یہ چوٹی پہاڑی تھی مجتہد العصر لکھنؤ کے نام اول کا سید حسین اور خطاب سید العلماء نقشبندی  
 میر حسین ابن علی ہنی انکی رحلت کی ایک تاریخ پائی اوس میں پانچ دہائی تھی یعنی ۱۲۷۸ھ  
 اتنی تخریج تھی روشکا میری خیال میں آیا میں تو جانتا ہوں اچھا ہی دیکھوں آپ پسند فرما  
 میں مابین قطعہ حسین ابن علی تباروی علم و عمل کا کہ سید العلماء نقشبند خاتمش بودی  
 نامہ و ماندی اگر زندہ نہ ہر سال دگر غم حسین علی سال تمش بودی + زیادہ حداد  
 ایضاً پیر و مرشد معارف کجیکا مینی جہا کا کچھ لکھا حال + بیان کہی کستی اس یا  
 کی کوئی حکایت ایسی نہیں کی کہ جس سے استبعاد اور استعجاب پایا جاویں پرسش کی بعد  
 یہی کوئی نئی بات نہیں سی سینے تو سہی موسم کیا ہی گرمی جا رہا رہا ت میں فصلین  
 لگرن باری علاوہ ایک سجدہ انکی حقیقت متغیر ہو جائی تو محل استعجاب کیوں ہو اور  
 یہ بات کہ دی میں تغیر ہو اور پور میں ہوا کی وجہ سے کہ بیان جہا بالبراد بدی  
 ہے اور وہاں کہیں کہیں اور ندی کہیں گنگا بہم مل گئی میں مجمع انجاری ہی  
 حضرت فی خوب و کالت کی مولانا قلع سی تقصیر میری معاف کر واسے



کہدو کی گدگاہ معاف ہو گیا میں بغیر ساری فکرت کی کتابتون کا یہ دن مجھے سب سے گزرتی ہیں اگر  
 میں میرا حال بعینہ وہ ہوتا ہی جیسے زبان سی پانی مٹی والی جانوروں کا خصوصاً اس تو زمین کہ  
 غم و غم کا ہجوم ہی شعور آتش و دوزخ میں بہہ گئی کہاں سو غم تھا پہانی اور ہی  
 ایضاً حضرت پروردگار آج میری سبقت اور عزیز زبان فراہم ہوتی اور ہم اور وہ  
 باہم ہوتی تو میں کہتا کہ او اور رسم تہنیت بجالاؤ خدا فی ہر وہ دن دکھایا کہ داک کا ہر کان  
 اللہ ولہ کا خط لایا ہم انیکہ می بنیم بہ بیدارست پاریا نجواب ہم مہنہ پیتا ہوں اور سبکتا ہوں  
 کہ کچھ لکھا چاہتا ہوں ہنیں لکھ سکتا ہوں اہی حیات جاودانی ہنیں مانگتا پہلی نور اللہ کہ  
 سی فکر گزشت بیان کروں پہر اس کے بعد مردن روپیہ کا نقصان اگرچہ جانکاہ اور  
 جانگدہ ہی پر یہی حجت تلف المال خلف العمر عمر فراہی جو روپیہ ہاتھ سی گیا ہی اسکو عمر کے  
 قیمت جانی اور ثبات ذات و بقایا عرض و ناموس کو غنیمت جانی اللہ تعالیٰ حضرت  
 وزیر اعظم کو سلامت رکھی اور اس خاندان کی نام و نشان و غرور شان کو برقرار ثابت  
 رکھی میں فی گیا ہوں میں می شہدائے عیسوی کشتیوں جو لکھ ۱۸۵۰ء تک کی دوا و دوا ہنیں  
 فارسی ایختہ عبری لکھی اور وہ بندرہ سطر کی سطر سی چار جزوی کتاب اگرہ کو منطبع سفید  
 الاحلاق میں چھپنے کو گئی ہی دستبند و سکا نام رکھا ہی اور او میں صرف اپنی سرگزشت  
 اور اپنی شہدہ کی بیان سی کام رکھا ہی بعد چھپ جانیکہ وہ نسخہ حضرت کی نظری گذرا  
 نو لگا اور اسکو ہم اسخی اور عربانی جانوں کا جناب میرا محمد علی صاحب کا جو انکی خط میں  
 ہنیں لایا ہی تو اس خیر خواہ اجاب کا دل گہرا ہی انکی جو خط لکھے تو انکی خبر و عافیت بہر  
 لکھے انکو بیک اور جناب منشی نادر حسین خان صاحب کو سلام پہنچا ایضاً پروردگار  
 ایک نواز شہادہ آیا اور دستبند کی ہنیں کا مژدہ پایا اور کا جواب ہی کہ کار پر دازون

پر دازان ڈاک کا احسان مانوں اور اپنی محنت کا رایگان نجانا یقین جانوں چند روز کی بعد  
 ایک غنابت نامہ اور پہنچا گویا سا غالتفات کا دوسرا دور پہنچا اب ضرور پڑا کہ کچھ حال اس تارک  
 دار کا لکھوں چنانچہ جو وقت سی وہ خط پڑھا ہی سوچ رہا ہوں کہ کیا لکھوں چون کہ بسبب  
 فقدان اسباب یعنی عدم رصد و کتاب کچھ نہیں لکھا جاتا ہی ناچار مرزا صاحب کا مصرعہ  
 برآ جاتا ہی مصرع ازین سارہ دنبالہ دار تیرسم یہ مطلع ہی اور پہلا یہ مصرعہ ہی ہے  
 ز خالی گوشہ بروی یار سے ترسم یہ کیا آپ مجھ کو بی ہنرمی اور بخیر می من صاحب کمالی  
 جانتی اور اس عبارت فارسی کو میرا مصداق حال نہیں جانتے پیش ملاطیب و بڑے  
 ملا پیش بہم ہر دو پیش ہر دو بہم ۱۱ آری میں مضامین شعر کو پہلے کچھ تصوف کچھ نجوم لکھا  
 ہی ورنہ سیوای موزونی طبع کی بیان اور کیا رکھا ہی بہر حال علم نجوم کی قاعدہ کی موافق  
 جب مائیکلی مزاج میں فساد کی صورتیں پیدا ہوتی ہیں تب سطح فلک پر یہ شکنیں دکھائی دیتی  
 ہیں جس پر مجھ میں یہ نظرائی اور سکا درجہ و دقیقہ دیکھتے ہیں پھر ذونابہ کا محور طریقہ دیکھتے ہیں  
 ہر اطرطی چال ڈالتی تب ایک حکم نکالتی ہیں شایعہ ان آباد میں بعد غروب آفتاب فی غولی  
 شہر پر نظر آتا تھا اور چون کہ اون دن میں آفتاب دل میں نہ نہیں تھا تو یہ سمجھا جاتا تھا کہ یہ صورت  
 عقرب میں ہی درجہ اور دقیقہ کی حقیقت نامعلوم رہی بہت دن شہر میں اس تاری کی دہم  
 اے سن بارہ دہنی نظر نہیں آتا وہاں شاید اب نظر آتا ہی جوانی اسکا حال پوچھا پس میں اتنا  
 جانتا ہوں کہ یہ صورتیں قہر الہی کی ہیں اور دلیلین ملکے تباہی قرآن انہیں بہر کوئی بہر خوف  
 بہر یہ صورت پر کدور عیاذ باللہ نہاہ نجد ۱۱ بیان پہلی نو مبر کو بدہ کیدن حسب حکم حکام کو بدہ  
 میں روشنی ہوئی اور سکو کشتی کا ٹیکہ ٹوٹ جانا اور ظہر و سہد کا پاشا ہی عمل میں آنا لگایا اور  
 گور زخربل لارڈ کی سپاہ کو ملکہ مغفہ لگاتار نئے فرزندار محمد خطاب دیا اور اپنی طرف سے لڑا و سہد

حاکم کیا میں تو قصیدہ اس نسبت میں پہلی ہی لکھ چکا ہوں چنانچہ بشمول سب سے نظر انور گزرا  
شعر انہاں دوستی کی بردہ ہے حالیا رفیت و دشمنی کا شمیم اللہ اللہ اللہ الیضا پیر و مرشد  
ادب تہمت غلط نامہ قاطع برہان کو بھی ہوئی تین دن اور ایک خیر دعائیت مولوی حافظ  
غفر الدین کے زبانی سنیں ہوئی و ددن ہوئی تھی کہ کل آپکا نواز شنامہ ہو چکا قاطع برہان کی  
پہنچے سی اطلاع بابی معتقدان برہان قاطع برہان اور تلوارین پیکر پر کی اوشہ کٹری ہوئے  
میں ہنورد و اعتراض مجتہد تک پہنچی میں ایک نو بیہ کہ قاطع برہان غلط ہی یعنی یہ ترکیب خطا  
قاعدہ ہی کلام قطع کیا جاتا ہی برہان قطع نہیں ہو سکتی تو صاحب برہان قاطع صحیحہ اور قاطع  
برہان غلط مگر برہان قاطع کی فائل ہو سکتے ہی اور قطعاً فعل آئین قبول کرتی قاطع برہان  
میں جو برہان کا لفظ ہی یہ مخفف برہان قاطع ہی برہان قاطع کی رو کو قطع سمجھا قاطع برہان  
نام رکھا تو کیا گناہ ہوا دوسرا ایرادیہ ہی کہ مصرعہ بانگلستان ستیر نیجا بانگلس کا وزن  
ملفوظ میں نہیں آتا میں پوچھتا ہوں کہ خدا کی واسطے انگلس اور انگریز کا وزن باعلان کہاں  
اور اگر ہی یہی تو ضرورت شعر کی واسطے لغات عربی میں سکون و حرکت کو بدل دلتی ہیں  
اگر انگلس کے وزن کو غنہ کر دیا تو کیا گناہ ہوا ۱۲ وہ ورق چھاپی کا جو ایک پاس پیچا ہی اوکو  
غلط نامہ شامکہ بعد لگا کر جذبہ ہوا ایچ گا حضرت کیون اپنی مراسلہ اور میری مکتوب کا  
حال پوچھا مصرعہ اینہم کہ جوانی ننویند جولبت سمجھلو اور چپ ہوینی مانا جسکو تنے  
کہا ہی وہ لکھی گا کہ مینی مختار سے پوچھا اوسنی یون کہا پر مینی یون کہا اب یہ بات  
قرار پائی ہی تو اس تقریر کو حضرت ہی نابور کرنیگی فقیر کبھی مانیکا ایک حکایت سدا محفل  
شاہ کی سلطنت کی آغاز میں ایک صاحب تیری نیم اتنا فیض خدا جانے کہا لکی نہی و  
کسی زمانہ میں وارد اکبر آباد ہوئی تھی کبھی کہیں کے تحصیل دار رہی ہو گئی ہے

زبان آور اور چالاک کبر آبادین تو کوری کی جستجو کی کہیں کہہ نہوا میری ان دو ایک بار  
 تہی پہرہ خدا کہاں گئی میں دلی آ رہا کم و بیش میں جس موٹی ہوئی امجد علی شاہ کی عہد میں  
 اونکا خط ناگاہ مجھ کو بسیل قح آیا چونکہ اون دنوں میں دماغ تندرست اور حافظہ برقرار تھا  
 مینی جانا کہ یہ وہی بزرگ بن مجھ پہلی یہ مصرع لکھا **مصرع** از بخت شکوہ ام  
 واز روزگار ہم آپسی جدا ہو کر میں برس آورہ بہر اجمی پور میں نوکر ہو گیا وہاں سی دو  
 برس کے بعد کہاں گیا اور گیا گیا اب لکھنؤ میں آیا ہوں وزیر سی ملا ہوں بہت غایت کرتی ہیں  
 بادشاہ کی ملازمت اوہنیں کی ذریعہ سی حاصل ہوئی ہی بادشاہ فی خانی اور بہادر کا خط  
 دیکھ مصاحبوں میں نام لکھا ہی مشاہیر ابھی قرار نہیں پایا وزیر کو مینی آپکا بہت شائق کیا  
 اگر آپ کوئی قصیدہ حضور کی مدح میں اور عرضی یا خط جو مناسب جا میں وزیر کی نام لکھ کر  
 میری پاس بھیج دیجی گا تو بی شک بادشاہ آپکو بلا میں اور وزیر کا خط فرما طلب اب کو  
 پہونچی گا مینی اوس عرضی میں ایک قصیدہ لکھا تھا جسکے بیت ام یہ ہی آغاز قصیدہ  
 امجد علی شاہ آنکہ بذوق دعای اولہ صدرہ نماز صبح قضا کرد روزگار الہ متروک تھا کہ کسکے  
 معرفت پہون تو کلت علی اللہ بھیجا رسید الی صرف پہرہ و ہفتہ کی بعد ایک خط آیا کہ قصیدہ  
 وزیر تک پہنچا وزیر پر ہر بہت خوش ہوا بہ ایں شایستہ پیش کر نیکا وعدہ کیا میں متوقع ہوں  
 کہ میان بدر الدین مہر کن سی میری مہر خطابی کہد واکہ بھیج دیجی چاند کا نگینہ مربع اور قلم جلی  
 قیصر فی سر انجام کر کی بھیجا رسید الی اور قصیدہ کہ بادشاہ تک گذرنی کی نوید پس پہرہ و ہفتہ  
 تک ادھر سی کوئی خط نہ آیا مینی جو خط بھیجا اوٹا پر آیا داک کا یہہہ توقع کہ مکتوب الی بیان  
 نہیں ایک ت کی بعد حلال معلوم ہوا کہ اوس بزرگ کا وزیر تک پہنچا اور حاضر رہا سچ  
 بادشاہ کی ملازمت اور خطاب کا غلط بنادری مہتری پفریب حاصل کر کی مرشد آباد

گوجلا گیا چلتی وقت وزیر نے دوسروں پر یہی ہتی ۱۲ ایک کا عدہ کلیہ دلی کا سمجھا جاتی تھی  
 قدرت مقصود اسکے ہی کہ جو اس شہر نہاد کی اندر پیدا ہوا مر دیا عورت خفقان و راقی او کو خلقت  
 و فطرت میں ہوا اٹھ دس بجے بعد ساون کی خیرینہ خوب یا لیکن نہ دریا جاری ہوئی طوفان  
 آیا مان شہر کا ہر ایک دن بجلی گرمی دو ایک آدمی کچھ جانور تلف ہوئی مکان گرمی دس بیس آدمی  
 دیگر گرمی دو تین شخص کو بھی برسی گرمی گرمی مر قیون نعل چنانا شروع کیا اپنی اپنی عزیزان  
 بسفر رفتہ کو لکھا جا بجا اخبار نویسوں کے اسکے شکر دیخ اخبار کیا لو اب دس بارہ دن ہی  
 مینہ کا نام نہیں دھوپ آگ سی زیادہ تر تیز تھی خفقانی صاحب بد و تی پہر تی مین کہ مینیا  
 جلی جاتی مین اگر مینہ نہ برسی گا تو پہر کال پر لگا مکانات کی گرمی کا حال یہ ہی کہ چار پنج  
 برس ضبط رہی بیخامی لوگ گرمی سختہ کیوار چو کہٹ بعض مکانات کی چھپ کا مصالحہ  
 لیکن اب اون خوابا کو وہ مکان ملی تو اونین مرمت کا مقدر کہاں فرمائی مکانات کیونکر کرنا  
 ایضاً پیر و مرشد ۱۲ سچی تھی مین ننگا اپنی پلنگ پر لیٹا ہوا احتی پر رہا تھا کہ آدمی نی اگر خطیاد  
 یعنی کہو لا پر رہا پہلی کو انکو کہہ یا کرتا گلی مین نہ تھا اگر ہوتا تو مین گریبان بہار ڈالتا حضرت کا  
 کیا جاتا میر انقصان ہوتا سری سی مینی آپکا قصیدہ بعد اصلاح پہنچا او کی رسید آگئی گئی  
 ہوئی شعر اولیائی اونی قباحت بوجہی گئی قباحت تباہی گئی الفاظ قبیحہ کے جگہ بہ عیب  
 الفاظ لکھ دی گئی لو صاحب یہ اشعار ہی قصیدہ مین لکھو اس نگارش کا جواب آج  
 تک نہیں شاہ امیر الرحمن کے نام کا کاغذ او کو دیا جواب مین جو کچھ او ہون فی زبانی فرمایا  
 آپکو لکھا گیا حضرت کی طرف سی اس تحریر کا یہی جواب غلام شاعر ~~میر سون مین~~  
 شکوہ سے یون راگ سے جیسے باجیا + اک ذرا چٹھری پہر دیکھنی کیا ہوتا ہو  
 + سوچنا مین کہ دونوں خطیر رنگ گئے تھے تلف ہونا کسے طرح

سبط مقررین خیر بہت دن کی بعد شکوہ کیا کہ جاہی باسی گڑھی میں ابل  
 کیون انی بندگی کا پانچ شکر کا صلہ پی بہ پی اس شہر سے ہوا پہلا باغیون کا شکر تو مہر  
 اہل شہر کا اعتبار تھا دوسرا شکر خاکینوں کا اوسمین جان و بال و فاموس مکان کینز  
 و دہمان زمین آثار سہتی سراسر لٹی تیرا شکر کال کا اوسمین ہزار آبادی بہو کی مری چوٹیا  
 شکر سبضہ کا اوسمین بہت سی پیٹ بہری مری پانچوان شکر تبا اوسمین تاب طاقت عیونٹ  
 گئی مری آدمی کم لیکن جب کو تپائی اوسنی پھر اعضا میں طاقت چائی اتنا کہ شکر کی شہر سے  
 کوچ بہن کیا میری گہرین دو آدمی تپ میں مبتلا میں ایک بڑا اور ایک میرا دروغہ خدا  
 دو نو کو جلد صحت دی بہت یہاں بھی اچھی ہوئی ہی لیکن نہ ہی کہ جسے کالپی اور نبارس  
 میں زمیندار خوش کہتیاں تیار میں خریف کا بیڑا پار ہی ریع کی واسطے پودہ ماہ میں مینہ درکار ہے  
 کتاب کا پارسل پر سون ارسال کیا جاہی گا ۱۲ انا ما جناب حافظ محمد بخش صاحب میری بندگان  
 مغل عینجان عذری کہ دن پہلی مستحق ہو کر مر گئی ہی ہی کیونکہ لکھون حکیم رضی الدین خان  
 کو قتل عالم میں ایک خاکی فی گونی مادی اور احمد حسین خان انکی چوٹی بیانی تھی اوس  
 ماری گئی طالع یار خان کی دونوں بیٹی ٹونک سی خشت آئی تھی عذری سب جانکے بدین  
 بعد فتح دہلی دونوں بی گناہوں کو بہانے ملی طالع یار خان ٹونک میں میں بریقین ہی  
 مردہ سی بدتر ہو گئی میر جوٹم فی ہی بہانے باقی حال صاحبزادہ میان نظام الدین کا یہی کہ  
 جہان سب کا بر شہر گئی بہاگی تھی وہاں وہ بھی بہاگ گئی تھی بڑودہ میں رہی اورنگ آباد میں  
 حیدر آباد میں رہی سال گذشتہ فیضے جابر و عین یہاں آئی سرکاری انکی صفائی ہو گئی  
 صرف خانچہ۔ وں لدو لہ مدرسہ جمعہ کتب توالی چوٹر ہے وہ اور خواجہ قاسم کی جو علی حسین نخل علیا  
 مرحوم تھے وہ اور خواجہ صاحب کے جو علی اکا خاص حضرت کا جسے کالپی کا بیٹا نظام الدین کے دربار کے صبط

اور نیلام ہو کر روپیہ سرکار میں داخل ہو گیا ہاں تاہم جان کی جو ملی جسکے کاغذ میں  
نظام الدین کی والدہ نام کی بہن وہاں لکھو یعنی میان نظام الدین کے والدہ کو مل گئی ہے  
فی الحال میان نظام الدین پاک پٹن گئی ہیں شاید یہاں پر بھی جائیگے ۱۱ ایضاً خداوند  
نعمت شرف اور نامہ پہونچا شاہ اسرار الحق کی نام کا مکتوب دن کیندرست میں بھیج دیا گیا تھا  
شاہ صاحب الگ مجذوب یا مجذوبہ لکھیں اگر جواب بھیج دینگے تو غائب میں ارسال کیا جائیگا  
قصیدہ کو بارہا دیکھا اور غور کے بطور پر ہی اس میں گنجائش اصلاح کی بنیادی یعنی لفظ کی  
جگہ لفظ مرادف بالیغے لانا صرف اپنی دستگاہ کا اظہار ہی ورنہ کوئی لفظ فی محل اور مجموعہ  
مبین کوئی ترکیب فارسی ممکن البتہ نہیں مگر ان طرز گفتار کا بدل نا اس کے واسطے یہ منظور  
جائے دوسرا قصیدہ اس میں ایک اور لکھا اور وہ تکلیف بار دہی بلکہ شاید حضرت کو یہ منظور  
نہو پس شرم کھد متی مہی دلریش اور فطرت خلعت سی درپیش ہو کر قصیدہ کو اس لفظ مذکور  
ہو نہ خدا کریم مورد عتاب نہوں غلہ کی گرانی آفت آسانی امراض دوسری بلای جانی  
انواع وقسام کی اور ام دشواریاں چارہ ناسودمند اور ضایع میں بہن جانتا کہ امی  
۱۲ عیسوی کو پھر دن چڑھی وہ فوج باغی میرٹھ سی دئی آئی تھی یا خود قہر الہی کا پی پے  
نزول ہوا تھا بقدر خصوصیت سابق دلی متنازعہ ہی ورنہ سراسر قلم و ہند میں فتنہ و ہلاک  
دروازہ باز ہی انالہ وانا الیہ راجعون جناب میرا محمد علی صاحب کو بندگی جناب منشی نور  
خالص صاحب کے سلام الیضاً پیر و مرشد میں آپکا بندہ فرمان پذیر اور آپکا حکم مطیع خاطر  
سجلا لا نبوالا ہوں مگر سچہ تو نون کہ کیا لکھوں وہ مکتوب کہاں پہونچا آپکی پاس پہونچا  
یا اوہین منشی صاحب کے پاس پہونچا اور وسیم الدین و ظہیر الدین کو منشی میرٹھ خواجہ  
کیا کہ لکھوں دو حکام راہی کی سمٹوں کا قید ہی اور اس زمانہ میں

میں سیکڑوں جزیرہ نشین رہائی پا کر اپنی اپنی گھر گشتی باہر منتہی کو گیا اختیار ہی کہ وہ چور  
 یہ ایک ہی تحریر سی معلوم نہیں ہوتا کہ اب سعی منظر میں ہی کہ قیدی دریا ہی شور کو بخا دی  
 اور یہیں مجلس ہی یا یہ منظور ہی کہ جزیرہ کو بھی بخا دی اور یہاں کی قیدی سی ہی رہی پائے  
 خواہش کیا ہی اور کار پر دو کس طرح کی اعانت چاہوں پہلی تو یہ سوچتا ہوں کہ کیا لکھوں بہر  
 جو کچھ لکھوں اس کو کہاں پہنچوں طریق تو یہ ہی کہ میان امیر الدین وہ نگارش لیکر منشی صاحب  
 کی پاس جانیں اور بذریعہ اس خط کی روشناس ہوں میں کیا جانوں کہ امیر الدین کا سر کمان  
 ہی منشی صاحب کے خط پہنچوں ان کی نزدیک حق ہوں کہ کس امر مہموم مہول میں محکوم کیا ہی  
 کہ ہو سکتا ہی کہ وہ اس خط کو پیکر شخص کریں کہ امیر الدین کون ہی اور کہاں ہی اور کیا جاتا  
 ہی بہر حال اس خط کی سادہ ایک اور لفظ ایک نام کا روانہ کرتا ہوں اس میں صرف ایک خط  
 موسومہ منشی صاحب کے لکھا ہوا اور اس کو پیکر میان امیر الدین کی پاس بھیج دیکر گزند لگا  
 کر اور اگر یہ منظور نہ تو میری طرف سے منشی صاحب کے نام کی خط کا مسودہ لکھ کر میری پاس ہی  
 اور لکھ بیجئے کہ اس مسودہ کو صاف کر کی کہاں پہنچوں ایضاً میری مرشد شب رفتہ  
 کو مینہ خوب برس رہا ہوا میں فرط برد و تے گزند پیدا ہو گیا اب صبح کا وقت ہی ہوا اٹھنا  
 بیگزند چل رہے ہی اتر تک محیط ہی آفتاب نکلا ہے پر نظر نہیں آتا ہی میں عالم  
 تصویر میں انکو مند غرور جاہ پر جانشین اور منشی نادرسین خاں صاحب کو ایک جلیس  
 مشاہدہ کر کے آپ کی خواب میں کورنش بجا لاتا ہوں اور منشی صاحب کو سلام کرتا ہوں  
 کافر لغت ہو جاؤں اگر یہ مدارج بجا نہ لاؤں حضرت فی اور منشی صاحب نے میری خاطر سے  
 کیا رحمت اور ثباتی ہے بیانی صاحب بہت خوشنودی منت پذیر ہیں میری شکر گاہ  
 میں فی الحال تو بس میری سلام نیاز غرض کتنی میں غلب ہے کہ نامہ جدا گانہ ہی رسال



۶۴  
 گرین حضرت اب غالب کے تراز میں دیکھتے ہیں سب کچھ بھی جانتا ہی اور اوس اصل کا جس پر میرے ہاتھ  
 متضرع ہوں ذکر بنین کرتا فیروز کو تو یہ طرز پسند الی مطلب اصلی کو مقدم چھوڑ جانا کیا شیوہ  
 ہی یون لکھتا تھا کہ آپ کا عنایت نامہ اور اوسکی ساتھ نسب نامہ خاندان مجدد و علا کا پارسل پہنچا  
 میں ممنون ہوا نواب ضیاء الدین خان بہادر بہت ممنون و شاکر ہوئی جناب عالی میں تو  
 غالب ہرزہ ہر اکام معتقد نہ رہا پی او سکو مصاحب بنا رہا ہی اسی اسکا دماغ چل گیا ہی ۱۲  
 قبیلہ و کعبہ کیا جناب مولانا قلع میں حضرت شفیق فی جو غالب کے شفاعت کی تھی وہ مقبول  
 نہوئی اب جناب جاشی کو اپنا ہم زبان اور مددگار بنا کر بہر کتے میں انکی بات اسباب میں کہنے لگا  
 جبکہ سید صاحب کا خوشنودی نامہ نہ پہنچا ہی گا اس ساری فکٹ کی حصول میں رشوت دینی کو  
 بھی میں موجود ہوں و اسلام الیضا پیر و مرشد کو رش مزاج اقدس الحمد للہ توجہا  
 ہی حضرت دعا کرتا ہوں پرسون آپ کا خط مع ساری فکٹ کی پہنچا آپکو مبدہ فیاض ہی شرف  
 الی کل الخطاب ملا محتبانہ محبتانہ ایک لطیفہ نشاط انگیز سبھی ڈاک کا ہر کارہ جو ملی مارو  
 محلہ کی خطوط پہنچتا ہی اندون میں ایک بیٹا پڑا لکھا حرف شناس کوئی فلان نا تہہ یاد رکھ  
 دس میں بالا خانہ پر رہتا ہوں جو ملی میں اگر اوسنی در وقتہ کو خط دیا اور اوسنی خط دیکر مجھے  
 کہا کہ ڈاک کا ہر کارہ بندگی عرض کرتا ہی و کہتا ہی کہ مبارک ہو آپکو جیسا کہ دلی کی بادشاہ فی خانی  
 کا خط آیا تھا اب کبھی ہی خطاب کستانی کا ملا حیران نکہ یہ کیا کہتا ہی سرنامہ کو بخوری دیکھا  
 کہیں قبل از اسم مخدوم نیاز کیشان لکھا تھا اوس رقم ساق فی اور الفاظ سی قطع نظر کر کے  
 کیشان کو کہتا ہوں پڑا ہیامی ضیاء الدین خان صاحب شملی گئی ہوئی میں شاید آخر ماہ  
 حال یعنی جولائی یا اول ماہ آئندہ بغیرے اگست یہاں آجائیں آپ کو نوید شخصیت تصدیق  
 دیتا ہوں آپ نواب صاحب کتاب کیون ناگیں اور رحمت کیون اوہا وین

او طبائین جعفر کہ علم اؤنکو اس خاندان محبت نشانی حال پر حاصل ہو گیا ہی کافی ہے  
 مولانا قلق کی نام سی عرضی اؤنکو پہنچا دیجی گا اور خبابنا و حسین خالص صاحب کو میرا سلام فرما  
 دیجی گا اور مرزا یوسف علی خان عزیز کے نام بہانی تم کیا فرماتی ہو جان  
 بوجہ کہ انجان بنی جاتی ہو تو مہی غدیرین میرا گھر ہین لٹا مگر میرا کلام میری پاس کہتا  
 کہ نہ لٹتا ہاں بہائی عنیار الدین خاں صاحب نے رانا طر حسین مرزا صاحب ہندی اور فارسی نظم  
 اور نثر کی سوائے مجھے لیکر اپنی پاس صحیح کر لیا کرتی تھی سواہن و نون گہرون پر جہاں پر گئے  
 مکتب ہی نہ اسباب باہر اب میں اپنا کلام کہاں سی لاؤں ہاں نمکو طالع دیتا ہوں کہ  
 کی گیارہویں ششہ عیسوی سی جولائی کی کہتویں ششہ تک پندرہ مہینے کا اپنا حال منی نثر  
 میں لکھا ہی اور وہ نثر فارسی زبان قدیم میں ہی کہ حسین کوئی لفظ عربی نہ آئی اور ایک قصیدہ  
 فارسی متعارف عربی اور فارسی ملی ہوئی زبان میں حضرت فلک فعت جناب ملکہ منطیہ نگشتا  
 کے ستائش میں اوس نثر کی ساتھ شامل ہی یہ کتاب مطبع مفید خلائی اگرہ میں ششی  
 بنی بخش صاحب حقیر اور مرزا حاتم علی بیگ مہر اور ششی ہر گوپال تفتہ کی اہتمام میں  
 گئی ہی فی الحال مجموعہ میری تنظیم و نثر کا اوسکے سوا اور کہین ہین اگر جناب منشی امیر  
 علی خان صاحب میری کلام کی مشتاق ہین تو یہ نسخہ موسوم بدستہ مطبع مفید خلائی  
 میں سی نگالین اور ملاحظہ فرمائین فقط ایضاً میان کل زین العابدین فوق کا  
 خط معہ اشعار کی ٹکٹ ارفادہ کی اندر کہہ کر بسبیل داک بھجوا دیا ہے آج صحیح کو مہار  
 آیا دو پہر کو میں نے جواب لکھا تیسری پہر کو روانہ کیا موتوڑ کا پہنکا البتہ بہت مناسب  
 خیر موتوڑ کا نوالہ ہی ہی حافظ کی شعر کی حقیقت جب سمجھو گی کہ قواعد مقررہ اہل سخن  
 دریافت کر گئے قاعدہ یہ کہ اگر مطلع میں شاعرین قصیدہ کے احتیاط آئیری اور اوسکے

اطلاع ایک شعر میں کر دین تو وہ عجیب بات رہتا ہی جیسا کہ اوتار کا قطعہ ہی دیکھیں یوں  
غزویہ کا بیوہ قافیہ ہی اور شعر اخیر قطعہ کا یہ ہی شعر غلط کردم درین معنی کہ کفتم نہ نرختان  
انگار خویش را سیوہ حال آنکہ صحیح سبب یہ ہی موحہ شاعر فی اطلاع دی کہ معنی غلط  
کیا جو سیوہ لکھا اس طرح حافظ فراموشی کے یہ بین تفاوت رہا کہ جاست تا کجا حاصل کیا یہ  
کہ دیکھ کتنا تفاوت ہی ایک جگہ حرف روی ساکن اور ایک جگہ متحرک گر بیان ابھی متحرک  
کو گنجائش ہی کہ وہ یہ کہی کہ ان تفاوت کو ہم ہی جان تی ہن سوال یہ ہی کہ یہ تفاوت  
متنی کیوں رکھا اس کا جواب پہلا مصرع ہی صلاح کار کجا ومن خراب کجا یعنی حافظ  
فراموشی کے میں عاشق زار و دیوانہ ہوں صلاح کار سی محبو کیا کام پورب کی ماکین  
جہا تک جلی جاوگی تذکرہ و تائیت کا جگہ ابھت باوگی سالن میری نزدیک نہ کہ کر  
لیکن اگر کوئی مونث بولیگا تو میں او کو منع ہنیں کر سکتا خود سالن کو مونث نہ کہوں گا  
سیف کو عدو کش کہو اور کند کو عدو بند سیف عدو بند ہنیں ہو سکتی تم کو کہتا ہوں کہ تم  
تو ار کو عدو بند نہ کہو کوئی اور اگر کہی تو اوس سی نر و زلف کو شبنم اور شبنون کہتی ہن  
شبگیر زلف کی صفت ہرگز ہنیں ہو سکتی شبگیر اوس سفر کو کہتی ہن کہ ہر چہ گہری ات ہی چل  
دین نامہ شبگیر آہ و زاری آخر شب کو کہتی ہن زلف شبگیر نہ سمج نہ معقول سخن قافیہ بن ہے  
درست ہی اور تن ہی جائز ہی یعنی سخن کا دوسرا حرف مفہوم ہی ہی اور مضیق ہی ہی  
اور اس پر متقدمین اور متاخرین اور اہل ایران اور اہل ہند کو اتفاق ہی قبہ شغلش و  
پوست کی و دوئی کو کہتی ہن اس میں کچھ نال نہ چاہئے تم اپنی تکمیل کے فکر میں رہا کر و رہا رہا  
پر اعتراض نہ کیا کہ والد عامیر محمد می کی نام بر خوردار ہتا رخط آیا حال معلوم ہوا  
میں اس خیال میں تھا کہ ان کا کچھ حال معلوم کروں اور کتیاں الگ نہ رکھتا آئی او میں او کو

او سکو میر سرفراز حسین کی مقدمہ میں کہہ لوں تو اس وقت تباہی خط کا جواب  
 چونکہ آج تک اوز کا خط نہ آیا میں سوچا کہ اگر اسی انتظار میں رہوں گا اور خط کا جواب پہنچے گا  
 تو میرا پیارا میر مہدی خاں ہونگا ناچار جو کچھ انور کا حال سنایا وہ اور کچھ اپنا حال +  
 لکھتا ہوں ہر چند مینی دریافت کرنا چاہتا مگر حکیم میر محمود علی کا وہاں پہنچنا اور یہ وہاں  
 پہنچنے کی بعد کیا طور قرار پایا کچھ معلوم نہیں ہوا صرف خبر واحدی کہ انکو راجہ صاحب  
 اجنٹ سی اجازت دیکر بلایا ہی کہتے ہیں کہ صاحب اجنٹ الورنی راجہ کی بائیں اور عاقل  
 ہونیکے رپورٹ صدر کو بھیج رہی کیا عجیب ہے کہ انکا راج انکو بلجائی کہتے ہیں کہ راجہ نے  
 اہل خط کی فرائض شکایت حاکم سی کی تھی جواب پایا کہ وہ لوگ مفید اور بد معاش ہیں  
 اور تباہی برادری کی لوگ ان سے ناخوش ہیں انکی آئی میں فساد کا احتمال ہے  
 و نہ انی بائیں گی مولانا غالب علیہ الرحمۃ ان دونوں بہت خوش ہیں سچا پس سارہ  
 جزو کی کتاب میر حمزہ کی داستان کی اور اسقدر ہجیم کی ایک جلد بوستان خیال  
 الگ ہی سترہ تو بلین باوہ ناکے تو شکخانہ میں موجود ہیں دن بہر کتاب دیکھا کرتے  
 ہیں رات بہر شراب پیا کرتی ہیں پیٹ کسی کا میں مرادش میر بود + اگر جم بنائے  
 سکندر بود + میر سرفراز حسین کو اور میر نصاحب کو اور میر نصیر الدین صاحب کے دعائیں  
 اور دیدار آرزو میں ادا ہا میرا پیارا میر مہدی آیا تو بیانی مزاج تو اچھا ہی ہے ہوشیار  
 رام پور ہی دارسہم در جو لطف بہان ہی وہ اور کہان ہی پاجان المد شہر میں  
 قدم بر ایک دریای اور کسی اور کہانام ہی بی شبہ چشمہ آب حیات کی کوئی سوت او میں  
 ملی ہی خیر اگر روین ہی ہی تو بیانی آب حیات عمر ربہ تاہی لیکن اتنا شیریں کہان ہوگا  
 تباہا خط پہنچا تو دعبت میرا مکان ڈاک گھر کی قریب در ڈاک نشی میرا دوست ہی عرف

لکھنے کی حاجت تھلی کی حاجت بی دسواس خط سجد یا کچی اور جواب لیا کچی بیان کا حال  
 سطح خوب اور صحت مرغوب ہی اسوقت تک مہمان ہوں دیکھوں کیا ہوتا ہی تعظیم و  
 توقیر میں کوئی دقیقہ فرو گذاشت نہیں ہی لڑکی دونوں میری ساتھ ائی ہیں اسوقت اس  
 زیادہ نہیں کہہ سکتا ایضاً اسی جناب میرن صاحب اسلام علیکم حضرت آداب کہو  
 حسب آج اجازت ہی میر مہدی خط کا جواب لکھنی کو حضور میں کیا منع کیا کرنا ہوں مینی تو  
 یہ عرض کیا تھا کہ اب وہ تندرست ہو گئی ہیں بخار جانا رہا ہی صرف بحسن باقی ہی وہ ہی ضم  
 ہو جای گی میں اپنی ہر خط میں انکی طرف سی دعا لکھ دیتا ہوں آپ بہر کون تکلیف کریں نہیں  
 میرن صحت او سکی خط کو ائی ہوئی بہت دن ہوئی میں وہ خطا ہوا ہوگا جواب لکھنا ضرور ہے  
 حضرت وہ اپنی فرزند ہیں آپ سی خطا کیا ہو گئی بیامی آخر کوئی وجہ تو بتاؤ کہ تم مجھے خط لکھنے  
 سی کیوں باز رکھتے ہو سبحان اللہ سبحان اللہ اسی لو حضرت آپ تو خط نہیں لکھتے اور مجھے  
 فرمائی ہیں کہ تو باز رکھتا ہی اچھا تم باز نہیں رکھتے مگر یہ تو کہو کہ تم بھ کیوں نہیں چاہتی کہ  
 میں میر مہدی کو خط لکھوں کیا عرض کروں سچ تو یہ ہے کہ جب آپ کا خط جاتا اور وہ  
 پڑھا جاتا تو میں سنتا اور خطا دہاتا اب جو میں وہاں نہیں ہوں تو نہیں چاہتا کہ  
 مہتا را خط جاوی میں اب پشیمہ کو روانہ ہوتا ہوں میری روان گئے کی تین دن کی بعد  
 آپ خط شوق سی لکھئے گا میان بیہوش کی خبر لو تمہاری جانی سنجانی سی مجھی کیا  
 علاقہ میں بوڑھا آدمی بھولا آدمی تمہاری باتوں میں اگیا اور اچک او سکو  
 خط نہیں لکھا لا حول ولا قوت سنو میر مہدی صاحب ہر کچہ گناہ نہیں  
 یہ اپنے خط کا جواب لکھو تب تو رفع ہو گئے پشش کی رفع ہونے کے  
 حسب رشتاب لکھو یہ میر کا ہی خیال رکھا کرو یہ بری بات ہی گمان

کہ نان کچہ کیا نیکو ملتا ہی نہیں مہار پر میرا گرو گاہی تو عصمت بی بی زہری چادر  
 ہوگا حالات یہاں کی مفصل میر نصاحت زبانی معلوم ہو دیکھو مٹی میں کیا جانوں حکیم میر  
 اشرف میں اور او میں کچہ کو نسل ہو تو یہی ہی پیشینہ رونگی کا دن ہوا تو یہی اگر چاہیے  
 اور پہنچ جائیں تو اول ہی یہ ہو چھو کہ خباب مکہ انگستان کی سالگرہ کی روشنی کی حقل  
 میں مہاری کیا گت ہوئی تھی اور یہ بہی معلوم کر لیچو کہ یہ جو فارسی مثل مشہور کہ دفتر  
 را کا و خوردا سکی معنی کیا میں ہو چھو اور چھوڑیو جب تک نہ تباہیں اور وقت پہلی تو  
 اندھی چلی پہر پہنہ آیا اب پہنہ برس رہا ہی میں خط لکھ چکا ہوں سہ نامہ لکھ کر رکھہ  
 چھوڑو لگا جب ترشہ موقوف ہو جائی گا تو کلیان ڈاک کو لیجائی گا میر سرفراز حسین  
 خود عا پہنچی الد الد تم با پی پت کی سلطان اعلم اور مجتہد العصر نگہی کہو نہا کی لوگ متہیز  
 قبلہ و کعبہ کہنے لگی یا نہیں میر نصیر الدین کو دو عاکہنا مژرا علما والدین خانگی نام  
 سہو عالم دو میں ایک عالم ارواح اور ایک عالم آب گل حاکم اندون عالتو لکا وہ ایک  
 جو خود فرماتا ہی الملک ملن الیوم او پہر آپ جوابے تیا ہی الد الواحد القہار مر خیا  
 عام یہ ہی کہ عالم آب و گل کی مجرم عالم ارواح میں سہا پانی میں لیکن یون ہی ہوا  
 ہی کہ عالم ارواح کی گتہ گار کو دنیا میں پہچکر سزا دیتی میں چنانچہ ۸ سرجب کلتہ  
 کو محکوم و یکاری کے واسطے یہاں پہچا ۱۲ برس حوالات میں رہا واجب  
 ۱۲ سرجب ہجری کو میری واسطے حکم دوام حبس صادر ہوا ایک سیری سے  
 بانوں میں ڈال دی اور دلی شہر کو زندان مقرر کیا اور مجھے اوس زندان  
 میں ڈال دیا سظم و شر کو مشقت ہوا یا برسوں بعد میں جہل خانہ میں  
 بہا گاتین برس ملاو شرقیہ میں بہر مارا یا بیان کار مجھی کلتہ سی پکڑ لائی اور بہر مارا

۵۰  
 محبس میں بہاؤ واجب دیکھا کہ یہ قیدی گریز پائی دو شکر یان اور بر بادین پانچویں سی  
 نگار ناتھ شکر یون سی بزم دار مشقت مقرری اور شکل ہو گئی طاقت ایک قلم زایل ہو گئی  
 بی جیا ہون سال گزشتہ پیری کو زاونہ زندہ این چھوڑ مع دونوں شکر یون کی بہا گامیر ہمد  
 آباد ہوتا ہوا رام پور پہنچا کچھ دن کم دو مہینے وہاں رہا تھا کہ پہر پڑا آیا اب عہد کیا کہ پہر نہ بہا کو  
 بہا گون کیا بہا گئی کی طاقت ہی تو نہ رہی حکم رہائی دیکھتے کب صادر ہو ایک ضعیف  
 ساحمال ہی کہ اسی ماہ ذی حجہ شد مین چھوٹ جاؤں بہر تقدیر بعد رہائی کی تواسے  
 سوا ہی بنی گھر کی اور کہیں بہن جانا مین ہی بعد نجات سیدنا عالم ارواح کو چلا جاؤں گا  
 شعر فرخ آن روز کہ از خانہ زندان بروم سوئی شہر خود ازین دادی ویران بروم  
 میر مہدی کی نام او میان سید زادہ آزادہ دلی کی عاشق ولدادہ دہی ہوئی اردو  
 باز اے رہنی والی حد لکھنؤ کو پر کہنے والی نہ دل مین مہر و آرم نہ آنکھ مین حیا و  
 شرم نظام الدین مجنون کہان ذوق کہان مومن کہان خان کہان ایک آزدہ سو خاتوا  
 دوسرا غالب و بچود و مدد ہوش نہ بخوڑی رہی نہ سخدانی کس برقی پریتا پانی ہا  
 ولی و امی ملی بیار مین جانی ملی سوا صاحب پانی بت کی رینون مین ایک شخص مین  
 احمد حسین خان ولد سردار خان ولد دلاور خان اور نانا اوس احمد حسین خان کی علامت  
 خان ولد مصاحب خان اس شخص کا حال از وی تحقیق شرح اور مفصل لکھو قوم کیا ہی عاش  
 کیا ہی طریق کیا ہی احمد حسین خان کی عمر کیا ہی لیاقت ذاتی کا کیا رنگ ہی طبیعت کا  
 کیا ڈھنگ ہی یہاں لکھ اور حد لکھ میر مہدی کی بہائی میر سرفراز حسین  
 کی نام نور چشم راحت جان میر سرفراز حسین جینی رہو اور خوش رہو تہا  
 دستخط حفظی میری ساتھ وہ کیا جو بوی بہر مین نے یعقوب کے ساتھ کیا تہا

اہنا میان یہ ہم تم بودی میں یا جوان میں تو نامین یا ناتوان میں بڑی بیش قیمت میں نصیب  
 بہر حال غنیمت میں کوئی جلا اہنا کہنا ہی شعر یا و گار زمانہ میں ہم لوگ ۱۰ یاد کہنا  
 فسانہ میں ہم لوگ ۱۰ وہی بالا خانہ ہی اور وہی میں ہوں سیر سون پر نظری کہ وہ میر مہدی  
 الی وہ میر سرفراز حسین الی وہ یوسف مرزا الی وہ میرن الی وہ یوسف علیخان الی میری  
 ہونگا نام بنین بیتا بچہ ہی ہو و غنیمت سی کچھ گئی میں اللہ اللہ اللہ ہزار و لکھ میں نام دار ہوا  
 میں مرونکا تو محلو کون روئیکا سوغا غالب و ناپیٹا کیا کچھ اندھا لکھی باتیں کرو کہو میر مہدی  
 سی کہ یہ خط میر امہدیکو پڑھو او اور میرن صاحب کو بلاؤ کل شام کو یا پرسون شام کو میر شرف  
 صاحب میری پاس الی ہی کہتی ہی کہ کل یا پرسون پانی پت کو جانو لگا مینی او کئی زبان کی کچھ  
 پیام میرن صاحب کو بھیجا ہی اگر بیول نجائیکے پہنچائیکے خلاصہ اوسکا یہ ہی کہ صاحب اپن بنین  
 ہی نہو غلام اشرف بنین ہی نہو اگر منظور کچی تو میں صوفی ہوں حمد اوست کا دم بہر نام  
 موجب مصرع کی حمد دل بہت آور کہ حج اکبر بہت ۱۰ تم سی کب انکار کرتا ہوں اگر مرزا  
 گوہر کی جگہ مانو تو خوش اگر غلام اشرف جانو تو راضی را کو اپنی گہر میں باتیں بتاؤ دن  
 کو مجھے جی سیلا و قصہ مختصر او او جلد او سید انور کا جو حال لکھتے ہو وہ سچ ہی راج پوت سیا  
 ہی کچھ کرتی میں مگر مہاراجہ سلمانو کا دم بہر قی میں دن جاتی میں کہ یہ لوگ بہر وہان الی  
 میں کیا مجھ پر ہم ہوئی جھکو کیسا غم موا ہی تم اس جبر کیسے جدا ہو تگو اندیشہ کیا ہی میر قرآن علی  
 صاحب جیسا کہ میں ویسا کرو میر مہدی صاحب را خط پڑھ کر کہیںکے محلو و عابری نکلے ہی پانی میر  
 دعا پہنچی میر نصیر الدین ایک دن میری مان الی ہی ابین بنین جانتا یہاں میں یاد مان  
 ہو تو دعا کہنا میر نصاحب کے نام تو اتنا کچھ پیام ہی دعا سلام کی حاجت کیا دیکھو ہم  
 اہنا نام بنین لکھتی سیلا دیکھیں تو سہی تم جان تی ہو کہ یہ خط کا ہی میر مہدی ملی نام



سید خدکی بنیاد عبارت لکھنے کا دستک تہہ کیا آیا ہی کہ سنی ساری جہان کو سر پر ہٹایا  
 ہی ایک غریب سید مظلوم کی چہرہ نورانی پر مہاسا نکلا ہی ٹکوسر مایہ آرائش گفتا ہم  
 پہنچا ہی میری اونکو دعا پہنچاؤ اور اونکی خیر و عافیت جد لکھو بہان کا بہائی نقش ہی  
 کچہ اور ہی سمجھہ میں کیسے بنیں آنا کہ کیا طور ہی او ایل ماہ انگیزی میں روک ٹوک کے  
 شدت ہوتی تھی انہوں دسویں سی وہ شدت کم ہو جاتی تھی اس مہینی میں برابر ہی  
 صورت پہنچا آج ۲۷ راج کی ہی پانچ چار دن مہینے میں باقی ہیں انچ و سیسی تیزی خدا انچی  
 بند و پر رحم کر ہی جمہیری اللہ ایک اور عنایت کی ہی اور اس غمزدگی میں ایک نہ خوشی اور  
 برہمی خوشی دی ہی تھو یاد ہو گا کہ ایک دستبنو نواب نصرت گورنر بہادر کی تہذیب سحر ہی آج ان دن  
 ہی کہ نواب نصرت گورنر بہادر کا خط تمام الہ آباد سی سبیل فتح آیا ہی وہی کاغذ افتائی ہی  
 انقباق قدیم کتاب کی تعریف عبارت تحسین مہربانیکے کلمات کہی تھو خدا یہاں لامی گالتو  
 اوسکی زیارت کرنا پٹن کی ملنی کا ہی حکم آج کل آیا چاہتا ہی اور پھر تو قمر پرسی ہی کہ  
 گورنر جنرل بہادر کی دنان سی ہی کتاب کی تحسین اور عنایت کو مضامین کی تحریر جا  
 مبرن صاحب کو سلام پہلے لکھ چکا ہوں میرا سرفراز حسین اور میر نصیر الدین  
 کو دعا کہدینا اور بہ خط دکھا دی نا ایضاً بہای ایک خط بہتا را پہلی پہنچا اور ایک  
 خط کل آیا پہلی خط میں کو امر جواب طلب تھا اگرچہ کلکے خط میں صرف کتابوں کی سید ہی لکھ  
 چو کہ دوام لکھنے کی لالی اسو علی ایک لفظ بہتا رہند کا بہتا نذر کرنا پڑا پہلا امیر بہ کہ آج  
 میر نصیر الدین دو پہر کو میری پاس آئی تھی اونکو دیکھ کر دل خوش ہواتے ہی خط میں لکھا کہ  
 میرا سرفراز حسین کو کہتے آئے اور میر نصیر الدین کہتے ہی کہ میں اور وہ ایک دن پانی پت چلے دو دوسرے  
 اور میں اپنا ہاتھ لایا اس کے پیچھے سی پلے وہ فائدہ تو میں نے کتاب لکھی اون تک کیونکر پہنچ گے

پہنچے گی خدا خیر کرے میان لڑکی سنو میر نصیر الدین اولاد میں سے شاہ محمد عظیم صاحب کے  
 وہ خلیفہ تھی مولوی فخر الدین حبیب کی اور میں مرید ہوں اس خاندان کا اس واسطے میر نصیر الدین  
 کو پہلے بندگی لکھتا ہوں اور پھر تنہا رسی علاقہ سی او ن کو دعا لکھتا ہوں صوفی صاحب  
 ہوں اور حضرات صوفیہ خط مرا تب ملحوظ رکھتے ہیں اس کے حفظ مرا تب کنفی رید  
 یہ جواب ہی تھا کہ اس سوال کا کہ جو پہلی خط میں تھے لکھا تھا اب کی خط میں تھے  
 میر صاحب خیر و عافیت کیون نہ لکھے یہ بات اچھی نہیں ہے تو دُر گیا کہ اگر تمہارے  
 خط میں اذ کو دعا سلام لکھو لگا تو اس سے تم کا ہیکو کہو گی پر زاد حبیب نے میر نصیر الدین نے  
 او ن کی بندگی مجھے کہی ہی واسطے خدا کی میری دعا اذ کو کہدینا ایضا بر خور دار نور چشم  
 میر محمد کو بعد دعای حیات و صحت کی معلوم مریبائی تھے بخار کو کیون الی دیا تب کو  
 کیون چڑھنی دیا کیا بخار میر نصاحب کے صورتیں آیا تھا جو تم مانع نہ الی کیا تب اس بن  
 الی تھی جو اوسکو روکتی ہوئی شرفی حکیم اشرف علی ابھی گئی ہیں کہتے تھے کہ میں فی  
 نسخہ لکھ کر آج ڈاک میں بھیجا یا ابھی چونکہ یہ خط بھی آج روانہ ہوتا ہی کیا عجب ہے کہ دونوں  
 خط ایک دن بلکہ ایک وقت پہنچیں دل بہتار واسطے بہت کڑتا ہی حق تعالیٰ تمکو جلد  
 شفا دی اور تمہارے تندرستی کی خبر مجھ کو نائی سنو میان سرفراز حسین ہزار برس میں  
 تھے مجھ کو ایک خط لکھا وہ بھی اس طرح کا کہ جیسا جلال سیر کتابی عم بغیر در شکرست درو  
 وارد پڑتا ہوں اس خط کو اور ڈھونڈتا ہوں کہ میری واسطے کونسی بات ہی مجھ کو کیا یا  
 ہی کچھ نہیں شاید دوسرے صفحہ میں کچھ ہوا و در ظمنا لہجیر ہی رب نامہ میری نام کا آغاز تحریر میں  
 القاب میرا ہر ساری خط میں میر صاحب کا جگہ آیا یہ کیا سیر میں ایسی خط کا جواب کیون لکھتا  
 میری بلا لکھی اب جو تم خط لکھو گی اور اس میں اپنی بہا کی خیر و عافیت رقم کرو گے

اور میرن صاحب کا نام اور اونکی لئی سلام تک ہی اوس میں نہوگا تو میں اوس کا جواب کہوں گا  
 کہوگا اور ان میان پیر متنی میر شرف علی کو کیا کہا کہ ہمیں سنا کہ چچانی اوس کا مرزا بنوگا  
 اوس نے یہ قول یہ ہی کہ میری دونوں بہنیں اور پانچ بھائی بھانیاں پانی پت میں ہیں کیا چچا  
 معلوم ہوگا کہ کونسی ترکی مری کاش اوسکی باپ کا نام کہتے تاکہ میں جانتا کہ کونسی بیانی مری  
 ہی میں کہ نام لیکر روڈن اور کسکی فاختہ دو اوان اس میں حق بجانب اوس معلوم  
 ہی توضیح بقید نام لکھو ایضا میری جان سنو داستان صاحب کشترباد دہلی یعنی خباب  
 سانداس صاحب بادرنی محکو بولایا چخبندہ فروری کو میں گیا صاحب شکار کو سوار ہو کر  
 ہٹی میں اوتا ہوا جمعہ ۲ فروری کو گیا ملاقات ہٹی کرسی دی بعد پرش مزاج کے  
 ایک خط انگریزی چار ورق کا اوتا کر پستی ہی جب پڑھ چکی تو مجھے کہا کہ یہ خط ہی محکو  
 صاحب حاکم اکبر صدر بورڈ پنجاب کا تھا میری باب میں لکھتے ہیں کہ انکا حال دریافت کر کہو موصوم  
 تم سی پوچھتے ہیں کہ تم ملکہ معظمہ سی خلعت کیا مانگتی ہو حقیقت کہی گئی ایک کاغذ آمد ولایت لکھا  
 ہوا وہ پڑھو یا پھر پوچھتے کتاب کیسی لکھی ہی اوسکی حقیقت بیان کی کہا ایک مکتوب حسب  
 فی دیکھنے کو مانگی ہی اور ایک ہکو دینی عرض کیا کل حاضر کرونگا پرنشین کا حال پوچھاؤ  
 یہی گزارش کیا اپنی گھر آیا اور خوش آیا دیکھو میر مہدی حاکم پنجاب کو مقدمہ ولایت کی کیا  
 خبر کیا بولنی کیا اطلاع پرنشین کی پیش ہے کیا مدعا یہ استفسار حکم نواب رنجرل بہادر  
 اور یہ صورت مقدمہ فتح و فروری ہی عرض کہ دوسری دن یک شنبہ یوم تعطیل تھا میں اپنی  
 گھر رہا دو شنبہ ۲۸ فروری کو گیا باہر کی کمری میں بیٹھ کر اطلاع کروالی کہا اچھا توقف کرو بعد  
 ہوتی دیکر کہ کپتان کے چھٹے اونی سوار مانگی جب ساری لکھی باہر نکلی مینی کہا وہ کتاب میں  
 حاضر ہیں کہانشی حیون لعل کو دی جاؤ وہ ادھر سوار ہو گئی میں ادھر سوار کر اپنی مکان پر

مکان پر ایسا شبنم کلمہ پڑھ کر کوہ پر گیا بہت استنباط اور احتیاط سے بائین کرتی رہی کچھ عرصہ  
 گزرنے والی یگیلا ہوا وہ دکھائی ایک خط لکھو صاحب درکن نام کا یگیلا ہوا وہی کہ یہ  
 استدعا کی کہ کتاب کی ساتھ ہی بھیجا جائی بہت اچھا لکھا کہ یہ لیا پر مجھے کہا کہ مہنی ہنداری پر  
 کی باب میں اجرین صاحب کو کچھ لکھا ہی تم اونی سے موعوض کیا میٹر اجرین صاحب پر و صلیا  
 کہ تم کو معلوم تھا گئی ہوئی ہی کل دہائی آج مہنی او کو خط لکھا ہی حبیب اوہ حکم دین گی او کو  
 موافق عمل کرو گا جب لا نیگی تب جانوں گا دیکھو سید اسد اللہ الغالب علیہ السلام کی مدد سے  
 کہ اپنی غلام کو کس طرح سے بچا یا یا میں مہنی تک ہو گا یا سا ہی زہنی دیا پر کس محکمہ سی کہ وہاں  
 سلطنت کا دہندہ میری تصدق کا حکم ہو یا حکام سی محکو عزت و لوائی میری صبر و ثبات کے  
 داد ملی صبر و ثبات ہی اوس کا خشتا ہوا ہتا میں کیا اپنی باپ کے گری لایا ہتا میرا فرزند  
 کو یہ خط پڑا دینا اور او کو اور نصیر الدین چراغ دہلی کو اور میرن صاحب کو دعا لکھا ایضاً  
 میان کس حال میں ہو کس خیال میں ہو کل شام کو میر نصاحب نے مہنی یہاں اونکی سہرا ل  
 میں قصی کیا کیا مہنی ساس اور سالیوں فی اور بی بی فی السوونکی دریا بادی خوشنما  
 صاحب طابین لیتی میں سالیان کھڑی مہنی دعائیں دیتی میں بی بی مانند صورت دیوا  
 چپ چاہتا ہی چنچنی کو لگے نا چارچپ وہ تو عنینت تھا کہ شہر ویران نہ کوئی جان نہ پہچان  
 ورنہ ہمایہ میں قیامت برپا ہو جاتی ہر لکب نیکیت اپنی گہری دھڑی اتی امام خدائے  
 علیہ السلام کا روپہ بازو پر باندھا گیارہ روپہ حبیب راہ دینی لگے ایسا جانتا ہوں کہ میر  
 صاحب اپنی جد نیاز کا روپہ راہ ہی میں اپنی بازو پر سی کہوں لینے اور مٹی صرف پانچ  
 روپہ ظاہر کرینگے اب چھ جونہ تم پر کھل جائیگا دیکھا ہی ہو گا کہ میر نصاحب سے  
 بابت چہا بیگنے اس سی مگر ایک بات اوہی اور وہ محل غوری ساس عزیز ہے بہت ہی

جلیبیان اور قودہ قلاقند ساتھ کر دیا ہی اور میر نصاحب نے اپنی چیمین یہ ارادہ کر لیا ہی کہ  
 جلیبیان راہ میں چٹ کر گئے اور قلاقند تمہاری نذر کر کر تمہارا احسان دہرنگیہ بانی میں نے  
 سی آیا ہون قلاقند تمہاری واسطی لایا ہون زہار نہ باوہر کچھو مال مفت سمجھ کر لی لیجو  
 کون گیا ہی کون لایا ہی کلوایز کی سر پر قرآن رکھو گلہیان کی ہاتھ لگا جلی دسویکے میں ہی  
 قسم کیا ہون کہ ان تینوں میں سے کوئی نہیں لایا والد میر نصاحب نے کسی نہیں منگا یا اور  
 سنو مولوی منظر علی صاحب موری دروازہ کی باہر صد بازار تک اون کچے بیچانی کو گئی رسم  
 متابعت عمل میں اتنی آب کہو بہائی کون برا اور کون اچا ہی میرن صاحب کی نازک خراجون  
 فی کیل رگڑ رکھا ہی یہ لوگ تو ان پر اپنی جان مٹا کر تھی میں عورتیں صدق جاتی ہیں  
 مریار کرتے ہیں مجتہد العصر سلطان العلماء مولانا سرفراز حسین کو میری دعا کہنا اور  
 کہنا کہ حضرت ہم مکتودعا کہیں اور تم مکتودعا و میاں کس قسمی میں پہنسا ہی فقہ پر پڑ گیا  
 کریگا طب نجوم و ہنات و منطق فلسفہ پڑھ جو آد دینا جا ہی خدا کی بعد نبی اور نبی کی لجام  
 یہی ہی مذہب حق و اسلام والا کرام علی علی کیا کرو اور فانیع الہال ہا کر لھیا واہ واہ سیدھا  
 تم تو جرمی عبارت اریانان کرنی لگی نثر میں خود نمایان کوئی لگی کئی دن سے تمہاری خط  
 فکرمین ہون گرجاڑی بی حس حرکت کر دیا آج جو سبب بکچرہ سردی نہیں تو میں خط کہنے  
 قصد کیا ہی گو حیران ہون کہ کیا سحر سازی کروں جو سخن پردازی کروں بہا تم تو اردو فرما  
 قبتل سنگی ہوار و بازار میں نہر کی کناری رہتی رہتی روڈیل سنگی ہو کیا قبتل کسا روڈیل  
 کہنے کی باتیں ہیں تو سنو اب ہتھار دلی باتیں ہیں جو کہ بیگم کی باغ کی دروازہ کی سامنے  
 حوض کی پاس جو کون تھا اوس میں سنگ و خشت و خاک ڈال کر بند کر دیا بتی مارون کے  
 دروازہ کی ماسکی کئی دکانیں دھا کر رہے ہیں چڑا کر لیا شہر کی آبادی کا حکم خاص عام

عام کہ بہنیں ہی پسنداروں ہی حاکموں کو کام کچہ بہنیں کج محل مرزا قنبر مرزا جو ان بخت کی  
 سالی ولایت علی بیگ جی پوری کی زوجہ ان کے الہ آبادی رہائی ہو گئی پادشاہ مرزا جو ان  
 بخت مرزا عباس شاہ زیت محل یہ کلکتہ پہنچی اور وہاں چار پرچہ پانی ہو گئی دیکھیں کیستہ  
 رہیں مالیدن جائیں خلق فی از روی قیاس جیسا کہ دلی کی خبر تازہ نکا دستور ہی یہ با  
 اورادی ہی سواری شہر میں مشہور کہ جنوری شروع سال ۱۲۵۰ میں لوگ غوث شہر میں  
 آیا دیکھی جائیں گے اور پسنداروں کو جو لیاں بہر بہر دیکھی جائیں گی خراج بدہ کا دن ۱۲  
 دسمبر کے ہی اب شبہ کو بڑا دن اور اگلی شبہ کو جو رکھا پہلا دن ہی اگر جیتی ہیں تو دیکھیں  
 کہ کیا ہوا تم اس خط کا جواب لکھو اور شتاب لکھو میر حیاں سرفراز حسین تم کیا کر رہی ہو اور  
 کس خیال میں ہو اب صورت کیا ہی اور آئندہ غنیمت کیا ہی میرا شرف علی صاحب آپ تو  
 دیر سا رہتی پانی بت میں مقیم کیونکہ ہو گئی کچھ لکھتے تو میں جانوں میر نصیر الدین کو صرف  
 دعا اور اشتیاق دیدار میر رضا صاحب کہاں میں کوئی جابی اور غلابا می حضرت آئی سلام  
 علیکم مزاج مبارک کہی مولوی منظر علی فی انکی خط کا جواب بھیجایا نہیں اگر بھیجا تو کیا لکھا  
 میں جانتا ہوں کہ میرا شرف علی صاحب اور میر سرفراز حسین کم اور یہ ستم پیشہ میر مہدی بہت  
 انکی جانب میں گستاخانہ کرتے ہیں کیا کروں میں کہیں تم کہیں ان ہوتا تو دیکھتا کہ کوئی کرتے  
 ہی ادبیان کر سکتے ہیں انشا اللہ تعالیٰ جب یک جان ہوگی تو انتقام لیا جا گا ہی کیونکہ انکی جانوں کی  
 زنا نہ اور کیا دیکھا گی اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ  
 وہ وہ ان چھی طرح ہی حاکموں کی ان انا جاننا تو کری کی تلاش حسین مرزا صاحب بھی میں میں ہوں  
 حکام سی ہٹی میں وہاں کی ہٹ کے درخواست کر رہی ہیں اندونون صاحبوں کی ہٹ  
 میں ایک دھڑلہ محکومتی میں جواب بھیجتا ہوں بہائی لکھنویں وہ امن و امان ہے

کہ نہ ہندوستانی عملداری میں ایسا امن و امان ہوگا نہ اس فتنہ و فساد سے پہلی انگریز حکومت  
 میں یہ چین ہوگا امر اور شرفا کی حکام سے ملاقات بقدر رتبہ تعظیم و توقیر پیش کی تقسیم علی  
 العموم آباد کیا حکم عام ہوگوں کو کمال لطف و مہربانی آباد کرتی جاتی ہیں اور ایک نقل سنو وہاں کے  
 صاحب کشتہ بہادر عظیم فی جو دیکھا کہ عملہ ہندو بہری ہوی میں اہل اسلام نہیں ہیں ہندو کو اور  
 علاقوں پر بھیچا اور انکی جگہ مسلمانوں کو بہرتی کیا یہ تو آفت دلی ہی پر توٹ پڑی ہی  
 لکھنؤ کی سوا اور سب شہر و زمین عملداری کی صورت وہ ہی جو عذری پہلی ہی اب یہاں ٹکٹ  
 چھاپی گئی ہیں مہنی ہی دیکھی فارسی عبارت یہی ٹکٹ آبادی درون شہر دہلی بشرط ادخال  
 جرمانہ مقدار روپیہ کے حاکم کی راہی سے ہی آج پانچ ہزار ٹکٹ چھپ چکا ہی کل اتوار بوم تعطیل  
 پر سون و شنبہ سے دیکھئے یہ کاغذ کیونکر تقسیم ہوں یہ تو کیفیت عموماً شہر کی ہی خصوصاً میرا  
 سنو بامیں منہی کی بجائے سون کو تو ال کو حکم آیا ہی کہ اسد الدخان پسند ار کی کیفیت لکھو  
 وہ بی مقدار اور محتاج ہی یا نہیں کو تو ال فی موافق ضابطہ کی مجھے چار گواہ لگی ہیں سوکل  
 چار گواہ کو تو ال چھوڑے جائیگے اور میری بمقدوری ظاہر کر اُس کی تم کہیں یہ نہ سمجھا کہ بعد  
 مغلے چڈھا ہوا روپیہ مل جاویگا اور آئندہ کو نشن جاری ہو جائیگی نہ صاحب یہ تو ممکن ہے  
 نہیں بعد ثبوت افلاس متحی ہر و لگا چہ مہنیے کا یا بر سز کار روپیہ علی الحساب پانچا میرن صاحب  
 جو بلائی گئی ہیں اوس طلب کے جواب میں ہی کیوں نہیں لکھتے کہ کت میری نام کا حاصل کر کر  
 بھیج دو میں آؤں دیکھو اب س پانچ دن میں سب حال کہلا جاتا ہی یہ سیرافراز حسین کو  
 دعا کہنا اور میری طرف سے لگی لگانا اور پیا کرنا میر نصیر الدین کو دعا کہنا میرن صاحب کو  
 مبارک باد کہنا ایضا کیوں بار کیا کہتے ہوں کچہ آدمی کام کی ہیں یا نہیں تہارا  
 خط پڑ کر دو سو بار یہ شعر پڑا شعر وعدہ و عمل چون شود نزدیک ہا آتش شوق تیز تر گردد

لگو کو مولوی منظر علی صاحب کپاس بیچکر گنایا سجا کہ آپ کہین جانی لگا مین من آنا ہون  
 بہائی اچھی حکمت کی کیا وہ میری بابا کی نوکر تھی کہ میں اوکو بولا تا او نہواں جواب میں گنایا  
 کہ آپ تکلیف نکرین میں حاضر ہوا ہوں دو گتیری کی بعد وہ الٹی او گتیر بات او دگر کی بات کوئی  
 انگیزی کا غدو کہنا کوئی خط فارسی پر ہوا اچھی کیوں حضرت آپ میرے صاحب کو بہین بلاتی  
 صاحب میں تو اون کو کہتے چکا ہوں کہ تم جلی آو اور ایک مقام کا اون کو پتا لگایا کہ وہاں ہر کر  
 مجھ کو اطلاع کرو میں پتہ بولا تو لگا صاحب آپ ہر وائیں گی آخر کار وائیں اجازت لیکر اب  
 لگو کہتا ہوں کہ اون ہی مختصر یہ کلیم کہہ دو کہ بہائی یہ تو مبالغہ ہی روئی وہاں کہا تو بولنے  
 بیان ہو یہ کہتا ہوں کہ عید وہاں کرو تو باسی عید بیان کرو بہ میرا حال سنو کہ بی زرق  
 جینی کا وہب مجھ کو لگایا ہی اس طرف سی خاطر جمع رکھنا رمضان کا مہینہ روزہ کہا کہا کر کا تا  
 آئندہ خدا زراق ہی کچھ اور کہا نیکو غلام تو ہی پس جب ایک چیز کہا نیکو ہوئی اگرچہ  
 غم ہی ہو تو بہر کیا غم ہی میرا سر از حسین کو میرے طرف سی گلی لگانا اور پنا کرنا میرے نصیر الدین  
 کو دعا کہنا اور شفیع احمد صاحب کو اور میرا احمد علی صاحب کو سلام کہنا میرے صاحب کو سلام نہ دعا یہ  
 خط پڑھا دو اور ادھر کو روانہ کرو کیا خوب بات یاد آئی ہی کیوں وہ شہر سی باہر تھیں اور کیوں  
 کیسی بانیکسی راہ دیکھیں شکر میں کرانجی میں جو بہی میں یعنی ڈاک میں آئین بیماروں کے  
 محلہ میں میری مکان زیاد تر پڑین مرزا قربان بیگ کی مکان میں مولوی منظر علی سہتی ہیں میر  
 اونکی مسکن میں ایک میر خیرات علی کی جو علی درمیان ہی ڈاک کو زہنا کوئی بہین روکتا یہ  
 صلاح تو ایسی ہی کہ اگر اس خط کی پہنچے ہی جلد میں تو عید ہی میں کرین المصفا  
 سب بخور دار کام گار میر مہدی قطعہ تھنے دیکھا پچھ میرا حلیہ ہی واہ اب کیا شاعری کی  
 ہی جسوقت مینی یہ قطعہ دہا کی پہنچے کہ اسے لکھا ارادہ تھا کہ خط ہی لکھوں مگر کون فی تیا کہ



کہ دادا جان چلو کیا نایتیار ہی ہیں ہوگ لگی ہی میں خط اور لکھی ہوئی کئی تہی میں کہا کہ  
 اب کیوں لکھوں اوسے کا غم کو خافینہ رکھتے ٹکٹ لگا سنا نہ مکہ کلیان کی حوالہ رکھ میں  
 چلا گیا اور ان ایک چہرہ ہی تھی کہ دیکھوں میرے بہت خفا ہو کر کیا باتیں بنانا ہی سود  
 ہی ہو اتنی جلی ہوئی ہوئی اب تباؤ خط لکھتے بیٹھا ہوں کیا لکھوں یہاں کا خان بانی  
 میرے نصاب کے سن لیا ہوگا مگر وہ جو کچھ تھے سنا ہوگا بی اصل باتیں ہیں پن کا مقدمہ ٹکٹ  
 میں نو اب گورنر جنرل بہادر کے پیش نظر میان کی حاکم فی اگر ایک رو بکاری لکھ کر انہی قمر  
 میں رکھ کر چوڑی میرا اوسمیں کیا ضرر میان تک کہہ چکا تھا کہ دو ایک آدمی الگ ہی دن بتے  
 ہو تو رار گیا میں فی کس بند کیا یا بہر تختہ پر بیٹھا شام ہوئی چراغ روشن ہو انشی سید احمد  
 سرانی کی طرف موڑی پر پٹی میں میں بلیک پر لیا ہوا ہوں کہ ناگاہ چشم و چراغ  
 دو دمان علم و یقین سید نصیر الدین آیا ایک کورا نا تہ میں اور ایک آدمی ساتھ اوسکی  
 سر پر ایک ٹوکرا اور پیر گاہس ہری بچی ہوئی میں فی کہا انا نا سلطان العلماء مولانا  
 سرفراز حسین دہلوی دو بار دے سید بچی ہی باری معلوم ہو کہ وہ نہیں ہی کیے کچھ اور  
 فیض خاص نہیں لطف عام شراب نہیں آم ہی خیر یہ عطیہ ہی بی خلل ہی بلکہ نعم البدل  
 ہی ایک ایک آم کو ایک ایک سر بہر گلاس سجھا ملکو سی بہر اموا مگر وہ کس حکمت سی بہر  
 کہ بیٹھہ گلاس میں سی ایک قطرہ نہیں گرا ہی میان کہتا تھا کہ یہ اسی تہی پندرہ پلو گئی  
 بلکہ ستر گئی تا نو کی برائی اور دین سرت نگر ی ٹو کر میں سی پینک دئی مٹی کہا ہاں  
 یہ کیا کم ہی مگر میں تمہاری تکلیف اور تکلف سی خوش نہیں ہوا تمہاری پاس وہ  
 کہاں جو تھے آم خریدی خانہ آباد دولت زیادہ ملکو ایک انگریزی شراب ہوئی ہے  
 قوام کے بہت لطیف اور رنگت کے بہت خوب اور طعم کی ایسی بیٹھے

یہی جیسا قند کا توام بتلا دیکھو اس لغت کی معنی کسی فرنگ میں نہ ہو گی ہاں فرنگ  
 سرور میں ہو تو ہو مجتہد العصر اور حکیم میر تقی میر علی کو کہ وہ ان کی علم کی گنجی میں اور کئی  
 لکھی کی کتابیں چالیس پچاس روپیہ کو لیکھی ہیں یہ سکر دہا کہہ دینا ۱۲۱۲ البصائر میں جان  
 خدا تجکو ایک سو بیس روپیہ عمر دی پور ہونی آیا ڈاڑھی میں بال سفید لکھی مگر بات سمجھنے  
 نہ آئی ہنشن کی باب میں اور لکھی ہو اور کیا بچا اور لکھی ہو یہ تہ جانشی ہو کہ دلی کے شہنشاہ کو  
 می ۱۸۷۵ عیسوی سی ہنشن ہنن ملایہ فروری ۱۸۷۵ عیسوی بانیون مہینہ ہے چند  
 اشخاص کو اس باب میں مہینے میں سال پہر کار و پیہ بطریق مدحت پیرج مل گیا باقی چہری  
 سو فی روپیہ کی باب میں اور آئندہ ماہ بماء منی کی واسطے ابھی کچھ حکم ہنن ہوا تو اب آج  
 سوال کو دیکھو کہ اس واقعے کو کچھ نسبت ہی یا ہنن یہ حضرت کا سوال میر خرم دلی  
 انہی ہی **۵** چل لبو لالیگے تو گاڑی سی ٹکون راعب سلی بخش خان پچاس روپیہ  
 مہینا باقی ہی باب میں مہینے کی گیارہ سو ہوتی ہیں ان کو چہ سو روپیہ مل کئی باقی  
 درو چہ ہار آئندہ ملنی میں کچھ کلام ہنن غلام حسین خان سو روپیہ مہینے کا  
 ہنن دار باب میں مہینے کی باب میں سو روپیہ ہوتی ہیں اس کے بارہ سو ملی دیوان شہزاد  
 لعل دہدہ سو روپیہ باب میں مہینے کی ہوتے ہیں اس کو اٹھارہ سو ملے متا جامعہ دار  
 روپیہ مہینا کا سکے نمبر سال پہر کے ایک سو بیس لائے آیا اس طرح ہنن ہولہ  
 آدمیوں کو ملا ہے آئندہ کیواسطے کہ کچھ حکم ہنن مجکو پہر مدحت ہنن  
 ملا جب کئی خط لکھی تو اخیر خط پر صاحب کشن بہادر نے حکم دیا کہ باقی  
 کو بے بطریق مدحت ہنن سو روپیہ مل جائیں میں نے وہ سو روپیہ نہ ملے  
 اور پہر صاحب کشن بہادر کو لکھا کہ میں ماسہ روپیہ آٹھ انہ مہینا باقی والا ہوں

سال بہر کی ساوہی سات سو روپیہ ہوتی ہیں خشت پدارون کو سال سال بہر کار روپیہ ملا محکو سو  
 روپیہ کیسی ملتی ہیں بل اور دن کے چھپے ہیں سال بہر روپیہ ملجائی ہی ہیں کچھ جو اینٹیں ملا آباد کیا  
 یزدنگ ہی کہ دھندور اوٹو اکر ملک چمکرا جرن صاحب در بطریق اک کلکتہ جلی گئی دئی کے  
 حتمقا جو باہر پڑی ہوئی ہیں منہ کول کر گئی اب جب وہ معاودت کرینگے تب شاید آباد  
 ہو کی یا کوئی اور فی صورت نکل آئی میر مرزا حسین اور میر نصیر الدین اور میرن صاحب کو  
 وعظ پور چین ۱۲ ایضا سید صاحب نہ تم مجرم نہیں گنہگار تم مجبور ہیں ناچار جواب کہانی  
 سنو میری سرگذشت میری زبانی سنو جواب صدھے خان بی عادات برس کے قید  
 ہو گئی تھی سو ان کی تفصیر معاف ہوئی اور انکو رہائی ملی صرف رہائی کا حکم آیا ہے  
 جہاں گیارہ کی زمین داری اور دئی کے املاک اور جس کے باب میں هنوز کچھ حکم نہیں ہوا چاہا  
 وہ رہا ہو کر میر تہہ ہی میں ایک دستک مکان میں ٹھہری ہیں میں مجبور اس خبر کی استماع کی  
 ڈاک میں پہنچ کر میر تہہ گیا اذ کو دیکھا چار دن وہاں رہا بہر داک میں ملنی گھر کیا دن اور پانچ آئے  
 جانیکے یاد نہیں مگر ہفتہ کو گیا سنگل کو آیا آج بدھ دوم فرستی محکمو آئی ہوئی نو ان دن تہی ظار  
 میں تھا کہ متہا خطا نوا د کا جواب لکھا جای آج صبح کو متہا خطا ایا دوپہر کو میں جواب لکھا ہوا  
 سوزا سر شہر میں ایک نیا حکم ہوتا ہی کچھ سمجھ میں نہیں آتا ہی کہ کیا ہوتا ہی میر تہہ ہی اگر  
 دیکھا کہ یہاں بڑی شدت ہی او پہرہ حالت ہی کہ گورون کے پاسانی پر قناعت نہیں ہی  
 لاہوری دروازہ کا تہانہ دار نوڈیا بچا کر ٹرک پر بیٹھا ہی جو باہر ہی گوری کی انکھ بھا کر آیا  
 او کو پکڑ کر حوالات میں پہنچا دیا ہی حاکم کی بیٹیا پانچ بیٹیاں گئے ہیں یاد و روپیہ چیرا نہ لیا  
 جاتا تہہ دن قید رہتا اس علاوہ تپا میں پر حکم ہی کہ دریافت کو کون لی ملک مقیم ہے  
 اور کون ملک رکھتا ہی تہا نو میں نقشی مرتب ہوئی تھی یہاں کا جامعہ دار میری پاس ہی آیا

ایا مینی کہا جاتی تو مجھی نقشی میں نہ کہ میری کیفیت کی عبارت الگ لکھ عبارت یکہ اسد ہر  
خانہ نشہ دار نشہ اے سی حکیم بیالی والی کے بیالی کی جو ملی میں ہر شاہی نہ کا لوگ وقت ہن  
کہیں گیا نگورون زمانہ میں نکلا اور نہ نکلا لگیا کر نیل برون صبا بہادر کے زبانے حکم ہر  
اوسکی اقامت کا مدد ہر ایک کسی حاکم فی وہ حکم نہیں بدلا اب حاکم وقت کو اختیار ہی یرون  
بہ عبارت جماعت ان فی محل کی نقشی کے ساتھ کو توالی میں ہیجری کل سے یہ حکم نکلا کہ لوگ  
شہر سے باہر مکان وکان کیون بتاتی ہیں جو مکان بن چکی ہیں او نہیں دیا دواور آئندہ  
کو مخالفت کا حکم سنا دواور یہ شہر ہے کہ یا پنچہزار ٹکٹ جہاں گئی ہیں جو مسلمان شہر  
میں اقامت چاہے بقدر مقدور اوسکا اندازہ قرار دینا حاکم کے راہی پر ہے روپیہ دی  
ٹکٹ لی گھر برباد ہو جا آپ شہر میں آباد ہو جا آج تک یہ صورت ہی دیکھئے شہر کے بستی کے  
کون مہورت ہی جو رہتی ہیں وہ بھی اخراج گئی جاتی ہیں یا جو باہر رہی ہوئی ہیں وہ شہر ہن  
آتی ہیں الملک لدوا حکم لدو حشم میر سرفراز حسین اور سربخودار میر نصیر الدین کو دعا اور  
جناب میرن صاحب کو سلام بھی اور دعا بھی امین سی وہ جو جا میں مقبول کر لین ۱۲ مضیغ  
میر مہدی جنینی رہو آفرین خدا ہر آفرین اردو عبارت لکھنے کا کیا اچھا دھنک پیدا کیا ہی کہ محکو  
ٹکٹ آنی لگا سندوق کی تمام مال و متاع و زر و گوہر کی لوٹ پنجاب حاٹھ میں گئی ہی یہ طرز  
عبارت خاص میری دولت ہی سو ایک ظالم پانی پت انفاداری کی محکمہ سنی دالا لوٹ لی گیا  
مگر مینی اوسکو بجل کیا لدبرکت دی میری نشن اور ولایت کی انجام کا حال کما حقہ سمجھو ولا محمد  
الطاف خفیہ ایک طرز خاص پر تحریک ہوئی نواب کو زرخزل پیدا دئے حاکم پنجاب کو لکھا کہ حاکم  
دہلی ہی فلانی شخص کے نشن کی کل چڑھی ہوئی روپیہ یک شت پانچویں اور آئندہ ماہ چاؤ پچ  
سننے کی روٹ منگو اگر اپنی منظوری لکھ کر ہر پاس ہیجور دنا کہ ہم حکم منظوری دیکر ہر پاس

پہچین سوبان اوسکی تعمیل قوراً بطرز مناسب ہو گئی کم دیش دو مہینے میں روپیہ سب  
 لمبائی گا اور ان صاحب کتبہ زبہادرنی یہہ ہی کہا کہ اگر کم ضرورت ہو تو سو روپیہ فی سے  
 تنگو لو میں فی کہا صاحب کیسی بات کہ اور کم کو بیس دلکار روپیہ بلا اور چھٹی روپیہ دلو اتے  
 ہو فرمایا کہ تنکو اب چند روز میں سب روپیہ اور اجرا کا حکم لمبائی گا اور دن کو یہہ  
 بات برسوں میں میرا نیگی میں چپ ہو رائج دو شنبہ یکم شجان اور مفتحم مارچ ہی وہ  
 پہر ہو جائی تو اپنا آدمی مدہ رسید پہچکر سو روپیہ تنگالون پر بار ولایت کی انجام کی توقع  
 خدا ہی سے ہی حکم تو اسی حکم کے ساتھ اوسکے ریوٹ کرنیکا ہی آیا ہی مگر یہہ ہی حکم ہی کرنا  
 راہی لکھو اب دیکھئے یہہ دو حکم یعنی حاکم دہلی اور حاکم پنجاب اپنی راہی کیا لکھتے ہیں حاکم پنجاب  
 گورنر بہادر کا یہہ ہی حکم ہے کہ تینوں تنگا کر اور تھر دیکھہ کر سکو لکھو کہ دو کیسے ہی اور تھر  
 کی لکھا ہے چنانچہ حاکم دہلی فی ایک کتاب مجھے ہی کہہ کر نا گئی اور مینی دی اب دیکھوں حکم  
 پنجاب کیا لکھا ہی اسوقت تہا را ایک خط اور یوسف مزار کا ایک خط آیا مج کو با تین کرنے  
 کا مزا ملا تو دو دن کا جواب ابھی لکھ کر روانہ کیا اب میں روئے کہانے جانا ہوں  
 میرا فرزند حسین میرن صاحب میر نصیر الدین کو دعا ۱۲ ایضاً مارڈالا  
 یا تیرے جواب لکھی نے اس چیز کچر فزار کا براہو مہنے اس کا کیا لگا رہا تھا  
 ملک اور مال جاہ و جلال کچھ نہیں رکھتے تھے ایک گوشہ و گوشہ تھا چند غفلت  
 نوا ایک جگہ نہیں راہم ہو کر کچھ نہیں بول لیتے تھے شعر سو ہی نہ تو کوئی  
 دم دیکھہ کہ اسی فلک ہا اور تو یہاں کچھ نہ تھا ایک مگر دیکھنا یاد رہے +  
 یہہ شعر خواجہ میر درد کا ہے کل سے مج کو میکش بہت یاد آتا ہے سو صاحب اب  
 تم بتاؤ کہ میں تنکو کیا لکھوں وہ صحبتیں اور تقریریں جو یاد کرتے ہو

اور تو کچھ بن نہیں آئی مجھ سے خط بہ خط لکھواتے ہوا انہوں نے پیاس نہیں چھینے  
 یہ تحریر تھامنے اور اس تقریر کا نہیں کر سکتے پہر حال کچھ لکھتا ہوں دیکھو کیا لکھتا  
 ہوں سنو نیچے رپورٹ کا ابھی کچھ حال نہیں معلوم دیر آید درست آید بیسے میں  
 تم سے بہت آرزو ہوں میرن صاحب کی تندرستی کی بیان میں نہ اظہار سرت  
 نہ محکومتیت بلکہ اس طرح سے لکھا ہے کہ گویا اونکا تندرست ہونا ممکن ناگوار ہو ابھی لکھتے  
 ہو کہ میرن صاحب دیسے ہی ہو گئی جیسے آگے تھی اور چھپتے کو دقتی بہرتی میں اس کے  
 یہہ معنے کہ ہے کیا غضب ہوا کہ یہ کیوں اچھے ہو گئی یہ باتیں تمہارے ہو کھنڈ  
 نہیں آتے تھے میر کا دو مقطع سنا ہو گا بہ تغیر الفاظ لکھتا ہوں کہ کیوں نہیں  
 کو معتمد جانوں دلی والوں میں ایک بچا ہی یہہ میر تقی کا مقطع یوں ہی +  
 میر کو کیوں نہ معتمد جانیں + اگلی لوگوں میں ایک رہا ہی یہہ میر کے جگہ میرن  
 اور رہا کے جگہ بچا کیا اچھا تصرف ہے اری میان تھے کچھ اور یہی سنا کر یوں  
 مرزا کا خط لکھتے سے آیا وہ لکھتا تھا کہ نصیر خان عرف نواب جان والداؤ کا دایم  
 انجس ہو گیا حیران ہوں کہ یہ کیا آفت آئے یوسف مرزا تو جھوٹ کا سہیکو  
 لکھے گا حذر کرے اونے جھوٹ سنا ہو لو یہہ اب تم چاہو بیٹھے ہو چاہو اپنے  
 کہہ جاؤ میں تو روٹے کھاتے جاتا ہوں اندر باہر سب روزہ دار میں  
 بیان تک کہ بڑا ترکا یا تہ علی خان ہی صرف ایک میں اور ایک میر اپارا  
 بیٹا حسین علی خان یہہ ہم روزہ خوار میں وہے حسین علی خان جبکا  
 روزہ ہر وہی کہلونی منگادو میں بیٹے بجا جادون گا میر فرخوار حسین کو دعا کہنا اور  
 یہہ خط اوکو ضرور سنا دینا بخود دار میر نصیر الدین کو دعا پہنچے الیہا

ایضا خوبی دین و دینار و زری مادیہ شرف علی صاحب لی ہمارا خط دیا وہ جو تہی لکھا تھا کہ تیرا  
خط میری نام کا میری غلام کی ہاتھ جا رہا تھا قصہ تیار ہی کیوں ہے شہرین ہستی ہو جہان دوسرا  
میرے بعد ہی یہی ہو چکا دیکھو کہ میں کب سی ملی میں رہتا ہوں نکوئی اپنا ہم نام ہونی دیا نکوئی اپنا ہم  
عرف بنی دیا نہ اپنا ہم تخلص بہم پہنچایا نقطہ میں کی صورت یہ ہی کہ کو تو اس کی کیفیت طلب ہے  
اوسنی اچھی لکھی کل ہفتہ کا دن ساتویں اگست کی محکوم اجڑن صاحب بہادر بلایا کچھ پہلے اس محل  
کئی ایسا معلوم ہوتا کہ تنخواہ ملی اور جلد ملی تردد اگر ہی تو اس میں ہی کہ ۱۵ مہینے پہلے ہی ملتی  
ہیں یا صرف آئندہ کو مقرر ہوتی ہی غلام فخر الدین خان کی دو ایک روپے بکریاں ہونی میں  
صورت اچھی ہی تھا چاہی تو رہائی ہو جائی صاحب بہنی گہر اگر اوس تحریر فارسی کو تمام کیا  
و فرزند کر دیا اور یہ لکھ دیا کہ یکم اگست ۱۹۰۶ تک مہینہ ۱۵ مہینے کا حال لکھا اور آئندہ  
لکھنا موقوف کیا نکوئی اس سے لکھا تھا کہ تم اپنی اوراق کا فقرہ اخیر لکھ بیجا اب ہر محکو لکھا  
جاتا ہی کہ جلد لکھو تاکہ میں اوسکی نالی کی عبارت تمکو لکھ کر بیجا ہوں مان صاحب میر  
اشرف علی صاحب یہ بھی فرماتی تھی کہ میرا فراز حسین بانی پت آیا جاتے ہیں اگر آجائیں تو  
محکو اطلاع کرنا ۱۲ ایضا سید صاحب ہمارے خط کی آئی سی وہ خوشی ہوئی جو کسی دوست کی دیکھنے  
سی ہو لیکن زمانہ وہ آیا ہی کہ ہماری قسمت میں خوشی ہی نہیں خط سی معلوم ہوا تو کیا معلوم  
ہوا کہ دہائی سودی اندونین دہائی روپیہ بھی بہاری میں دہائی سو کیسی سجان اللہ جو  
اس تہدیت کے پہر ہی کہنا پڑتا ہی کہ روپیہ گئی بلاسی آبرو بھی جان بھی اب میرا فراز حسین  
کو چاہی کہ وزیر صلی جاہلین شاید فی بند و لبست میں کوئی صورت تو کر ہی گئے نکل آئے  
میری دعا کہ وہ اور یہ کہو کہ اپنا حال اور اپنا قصد اپنی ہاتھ سے محکو لکھنیں شہد کا  
حال کچھ معلوم ہوا ہو تو کہوں حاکم خط کا جواب نہیں لکھنا علم میں ہر خد قصص

لفظ خاص کہ جو کہ ہماری خط پر کیا حکم ہوا کوئی کچھ نہیں بتا بہر حال اتنا سنا ہی اور دلائل اور قرائین  
 معلوم ہوا ہی کہ میں بیگناہ قرار پایا ہوں اور دشمنی کشیدہ باد کی ایسی میں شبنم بانیکا استحقاق  
 رکھتا ہوں پس اس سے زیادہ یہ بھی معلوم نہ کیسکو خبر بیان کیا باتیں کرتی ہو میں کہتا ہی کہ اپنے  
 چہرہ تاروتی کہا نیکو نہیں شراب پی کر نہیں جاری آئی ہیں لحاف تو شک کے فکر ہی کتاب میں  
 چہرہ اور لگا منٹے امید سنگ اندر دلی آئی تھی سابقہ معرفت مجھے نہ تھا ایک دست اور کوئی سر  
 گہری آیا اور ہونٹ وہ نسخہ دیکھا چہرہ انکا قصد کیا اگر میں میرا شوگر دیندہ منشی ہر گویا ہفتہ تھا  
 او کو مینی لکھا اوسنی اس اتہام کو اپنی ذمہ لیا سو وہ پہچا گیا ۸ رنے جلد قیمت بھری بچا  
 جلدین منشی امید سنگ دنی لین پچیس سو یہ چھاپی خانہ میں بطریق ہندوی ہجوادی حسب مطبع  
 فی شمول سخی منشی ہر گویا ہفتہ چھاپنا شروع کیا اگر وہ کی حکام کو دکھایا اجازت چاہی حکام نے  
 بلکہ بال خوشی اجازت دی ہاں جلد چھاپی جاتی ہی اوس مجلس جلد میں شاید پچیس جلد منشی  
 امید سنگ محکو دینگے میں عزیز دنگو بانٹ دو لگا پرسون خط لفظ کا آیا تھا و لکھتے ہیں کہ ایک  
 فرمہ چھپا باقی ہی یقین ہی کہ اسی اکٹوبر میں قصہ تمام ہو جائی بہائی مینی امر می شہ ع  
 سی اکٹوبر میں جو کا شہ ع تک کا حال لکھا ہی اور خاتمہ میں اسکی اطلاق دیدی ایسے لکھیں  
 خان کے جاگیر کی مٹی کا حال اور بادشاہ کی روٹکی کا حال کو کر لکھنا او کو جاگیر گسٹ میں  
 ملی ما دقہ اکٹوبر میں گئی کیا کرنا اگر تحریر موقوف کرنا منشی امید سنگ اندر جانچا تھی اگر ختم کر  
 سو وہ او کو سامنی اگر وہ نہ پیچید تیا تو پھر چہرہ انکوں اہل خطہ حال از روی تفصیل محکو کو نہ معلوم چھپتا  
 ہوں کہ دعوی خون پیش کیا جاتی ہیں سو اہو لکھا سو وہ ہوتا ہی بلکہ صاحب کے جی پوڑ میں  
 محکو مٹی ہو گئی گور زیدی نہوی قصاص نیا اب ایک ہندو فی کے خون کا قصاص کون  
 لکھا شعرا می سبز کٹھا از جو رہا بھہ نانی ۴ در کشیں دز گار ان گل خون بہا نذر



چیز جو ہوتا ہی ہو رہیگا بعد وقوع ہم ہی سن لینگے تم اتنا کہیوں دل جلا رہے ہو ۱۲  
 ایضاً میری جان وہ پارس قدیم جو ہوشنگ و مجید و کخسرو کے عہد میں مرج  
 تھی اوس میں خرنجائی مضموم نور قاہر کو کہتے ہیں اور چونکہ پارسیوں کی دید و است  
 دالت میں بعد خدا کے آفتاب ہی زیادہ کوئی بزرگ نہیں ہی اس واسطے آفتاب کو خرنجی  
 اور شید کا لفظ بڑا دیا شید بہ شین مکسور و یامی معروف بر وزن عید روشنی کو  
 کہتے ہیں یعنی بہہ اوس نور قاہر انبیدی کی روشنی ہی خرا اور شید بہہ دونوں  
 اسم آفتاب کی بڑی جب عرب و عجم مل گئے تو اکابر عرب فی کہ وہ منبع علوم ہوئے  
 واسطے البتاس کی خرین و او معدولہ بڑا خور لکھنا شروع کیا ہر ائمہ تباخرین  
 فی اس قاعدہ کو پسند کیا اور منظور کیا اور فی الحقیقت بہہ قاعدہ بہت مستحسن ہے  
 فقیر خرجان بے اضافہ لفظ شید لکھتا ہی موافق قانون عظمی عرب و او معدولہ  
 لکھتا ہی یعنی خرا اور جہان باضافہ لفظ شید لکھتا ہی و مان پیروی بزرگان پارس  
 سب لفظ خور کو بی و او لکھتا ہی یعنی خرنجی خور کا قافیہ و او در بر کی ساتھ جائز  
 اور و ا ہی خود میں نے دو چار جگہ باندھا ہوگا و مان میں ہوا و کیوں کہیوں را چور  
 جاہو بی و او لکھو چاہو مع و او لکھو میں بی و او لکھتا ہوں مگر مع و او کو غلط نہیں تھا  
 اور خور کو کہی ہوا و لکھو نگاہ قافیہ ہوا نہو یعنی نظم میں وسط شعر میں آپری یا شرکی عباد  
 میں واقع ہو خور لکھو نگاہ یہ بات ہی تنکو معلوم ہے کہ جسطح خرنجیہ قاہر کا ہی اس بطر جسم  
 رجمہ قادر کا ہی کہ باضافہ لفظ شید ہم شہنشاہ وقت قرار پایا ہی مجتہد العصر و میر  
 سرفراز حسین کو دعا پہنچے سپر کہتے تہتین و مان کو فی مجتہد العصر لکھتا ہوگا لکھو  
 تنکو کیا میں نے تہتے مان لیا اب کو فی کہی یا لکھی میان بد الدین ہی ایک مہر کہہ او نگاہ

مسخّر جناب مجتہد العصر سرافراز حسین یاس تم یہ مہر خطون پر محض فرمایا کہ  
 کرنے شروع کرنا سب تکو مجتہد العصر کہنے لگین گے حکیم میر اشرف علی کو اور  
 فرزند کو دعا پہنچے میرن صاحب کو دعا پہنچے یہاں میرن اب وہ حسن کا پردہ کھول  
 صافیاں جھوپر لپیٹا ہوں دم بدم ہنگو تا ہوں وہ تو کہاں جو پردہ ہی سہی لپیٹ  
 صافی کو لٹکے کر اور پانیکو بند کر ہی وہ پائے جو میر مہدی اور تم اور حکیم جے  
 بیگمئی ہوا اب کہاں صرف پندرہ دن کچ اور باقی ہی آئندہ خدا راق سے ۱۲ ایضاً  
 ہاں صاحب تم کیا جانتی ہو مجتہد العصر کے مسودہ کو اصلاح دیکر یہی نہ اب اور  
 کیا لکھوں تم میری رسم عمر بنین جو سلام لکھوں میں فقیر بنین جو دعا لکھوں تھا  
 و باغ چل گیا ہی لافانہ کو کر دیا کرو مسودہ کو کاغذ کو بار بار دیکھا کرو پاؤ گے کیا لکھنے  
 تکو وہ محمد شاہ ہی روشن پسند میں یہاں خیریت ہی وہاں عافیت مطلوب ہے  
 خط مہارابت دیکھی بعد پہنچا جی خوش ہوا مسودہ بعد اصلاح کی پہنچا جاتا، برخورد اور سرافراز  
 حسین کو دینا اور دعا لکھنا اور ان حکیم میر اشرف علی اور میر افضل علی کو بھی دعا لکھنا اور  
 سعادت تک یہی کہ ہمیشہ سطر حصے خط پیچھے رہو کیون سچ کہو اگلون کی خطوط کے  
 تحریر کے ہی طرز تے نامی کیا اچھا شدہ ہے جب تک یوں نہ لکھوں وہ خط ہی نہیں چاہ  
 لی اب ہی اب ربی باران ہی نخل بی سوہ خانہ بی چراغ ہی چراغ بی نور ہے ہم جانتی ہیں تم زندہ ہو  
 تم جانتی ہو کہ تم زندہ ہیں ام ضرور کیو لکھ لیا زندہ کیو اور وقت پر موقوف رکھا اور اگر تم  
 خوش ہو اور سطر حلی نگارش پر محضری تو یہاں ہی میں سطین یوسی ہی میں بکدین کیا نماز  
 وقتا بنین پیتے اور وہ قبول نہیں ہوتے خبر غنی ہی نہ عبارت جو مسودہ کی ساتھ لکھی تھے  
 ایک لکھ بھی قصور معاف کرو خدا ہو نصیر الدین اکیا کہے تھی ہر نہ انی فارسی میں کہان لکھی کہ تم

چچا کو یا ملک و بیچ و بون نواب فیض محمد خان بھائی حسن علی خان مرگئی حامد علی خان کے  
 ایک لاکھ تیس ہزار کئی سو روپیہ کی دگر ہی بادشاہ پر ہو گئی گلو دار غم بیمار ہو گیا تھا آج اس نے  
 غسل صحت کیا باقو علی خان کو مہینے پہری تباہی ہی حسین علی خان کی گلی میں دو غم و دو غم  
 میں نہر چھپ جانے کہیں پہا اور اچھا ہی نہ سرنگ لگا کر کوئی مکان اور یا جاتا نہ انہی سرگاتی  
 کہیں دم نہ بتا ہی فی نہ خوشنشان ہی کا غم بڑ گیا ورنہ تہا دل کی خوشی کی اسطے ہی اور لکنا  
 ایضاً سید صاحب کل ہر دن ہر تہا راجہ پنچا یقین ہی کہ اوس وقت یا شام کو میر سرفراز  
 حسین تہا پاس پنچ گئی ہوں حال سفر کا جو کچھ ہی اون کے زبانی سن ہو گی میں کیا لکھوں  
 مینی ہی جو کچھ سنا ہی اونہیں ہی سنا ہی انکا اسطے نا کام پہر نا میری تمنا اور میری مقصود  
 خلاف ہی لیکن میری عقیدہ اور میری تصور کے مطابق ہی میں جانتا تھا کہ وہ ان کچھ ہو گا  
 سو روپیہ نا حق زیر باری ہوئی چونکہ یہ بہ زیر باری میری یہ کہ پر ہوئی تو مجھی شرمساری ہو  
 مینی اس چہا سہہ برین اس طرح شرمساران اور وسیا بیان بہت اوشالی ہیں جہاں ہمار  
 داغ میں ایک ہزار ایک ہی میر سرفراز حسین زیر باری ہی کر تہا اور باکو کیا ہو چتی ہو قدر انار  
 قصا تر کش میں ایک تیرانی تا قتل اسلام ہو اسی سخت کال اسیر اور باکیوں نہ ہوسان اچھ بنے  
 دس س پہلی فرمایا ہی شعبہ ہو چکین غالب ملا میں سب نام ایک گٹ گمانی اور میان  
 کی بات غلط تھی مگر مینی و کیا عام میں ہر زبانی ملاقی نہ سمجھا و اتھی میں سر کر شان تھی بعد رفع فساد  
 سمجھ لیا جا گا کلیات اردو کا چہا پانام ہوا غلبہ اسی غنی میں غایت ہی مہینی میں ایک شجہ سید  
 داگ ملک ہو جا ہی کلیات نظم فارسی کے چہا ہی تہ ہی میر ہو ہی اگر دول نگیا تو وہ ہی چہا یا جا  
 کا قلع بر نا کی خاتم میں کچھ فوائد بر نا ہی کہیں اگر مقد و ساد کر لگا تو میں بہر کثت غیر اسکو چھو لگا  
 لکریہ خیال محال میری مقد و تیرا کیا حال متہد ہر کو معلوم والہ کل قدیر کا بندہ مومن کا علامہ ہر اک

کریم میرا خاوند سخی علمی ارم چہ غم دارم و با آنچہ مدغم ہو گئی سی بہتات دن پڑا زور شور تا برسوں پہنچا  
 مرزا ولد خواجہ الامح اپنی بی بی بچو نکلی دلی میں ان کا کل انکو دوسکا تویر سکا بیت مہینہ کر مر گیا  
 انا لدوانا الیہ رحمن الویرین کے وہاں ہی آگندہ سیکڑ شہر یہ لکھ صاحب مر گیا قحشی، لکھ فہ میر عزیز  
 اور تر قخواہ اور مزاج میں اور مجھ میں متوسط تھا سی جرم میں خود ہو کر مرا خیر یہ عالم سہا سہا کے  
 حالات ہو گیا، ایضا جان غالب ابکی ایسا یا جو گیا تھا کہ مجھ کو خود افسوس تھا یا بچوں دن غدا  
 اب جہاں ندرت ہوں غنی انچہ شہر انک کچہ کہنکا نہیں سی، محکم پہلے نارنج سی امداد لکھ میر عزیز  
 الدین آئی کئی بار مینی ڈاکو دیکھا نہیں ابکی بار دروین مجھ کو غفلت بہت ہر اکثر احباب کے انکی خبر نہیں  
 ہوئے جیسے اچھا ہوا ہوں سید صاحب نہیں آئی تمہارے انکو نکلی غدار کی وجہ سے ہی کہ جو مکان دلی میں  
 دہائی گئی اور جہاں جہاں سرکین ٹھکین جتنی گرد اوڑی اوسکا اپنی ازراہ محبت اپنی انکو عزیز  
 حکم دی بہر حال اچھی ہو جاؤ اور عہد او مجتہد عصر میر میرا فرحین کا خط آیا تھا مینی میر صاحب  
 از روڈ کی خوف سی اوسکا جواب نہیں لکھا یہ قعودن دونوں صاحب کو پڑا دینا کہ میر میرا فرحین صاحب  
 اپنی خط کی رسید سی مطلع ہو جائیں اور میر صاحب میری پاس نفرت پر اٹھائی جا میں، ایضا  
 جان غالب تمہارا خط پہنچا غزل اصلاح کی بعد پہنچتے ہی سہ ہر کسی بوچھا ہوں وہ کہاں  
 مصرع بدل نہیں سی یہ شعر کس تہ کا ہو گیا ای ہر مہند تچہ شرم صین آئی ع میاں سید اہل دلی  
 کی زبان آری اب اہل دلی نایند دین یا اہل حرفہ میں یا جا میں یا نجابی میں یا گوری میں نہیں ہو گیا  
 زبان کی تعریف ترابھی لکھنوی آبادی میں کچہ فرق نہیں آیا یہ تو جاتی رہی باقی ہر فن کی کامل گو  
 موجود ہیں جنکی مٹی پر دھوا اکہاں لطف وہ تو اوسے ملک میں تھا اب یہ خیر تنگی جو ملی میں وہ بہت  
 وسعت ملی ہوئی بہر حال میگندہ مصیبت عظیم یہ کہ قاری کا کنواں بند ہو گیا لال دگی کی کنوین  
 کہہ کر ہو گئی خیر تمہاری مانی مٹی گرم باقی لکھا ہی برسوں میں سوار ہو کر کنوین کا حال معلوم

اپنی گیارہا سجد جامع ہوتا ہوا راج گھاٹ دروازہ کو چلا مسجد جامع سی راج گھاٹ دروازہ  
 تک بی سبالغہ ایک صحرائی و دق ہی انیسون کی دہیر جو پڑی مین وہ اگر اور نیچائین  
 تو ہو کامکان ہو جامی یاد کرو مرزا گوہر کی باغیچہ کی اس جانب کو کئی بانس نشیب تھا  
 اب وہ باغیچہ کی صحن کی برابر ہو گیا یہاں تک کہ راج گھاٹ کا دروازہ بند ہو گیا فصیل  
 کی کنگوری کہلی ہی مین باقی سب ان گیا کستھیری دروازی کا حال تم دیکھ گئے  
 ہوا باہنی شرک کی واسطے کلکتہ دروازہ سے کاہلی دروازی تک سیدان ہو گیا  
 پنجابی کٹرہ دہوبی وارہ راجی گنہ سعادت خان کا کسرہ جرنیل کی بی بی کی حویلی  
 راجہ اس گودام والی کی مکانات صاحب ام کا باغ حویلی انین سی کیسیکایا نہیں  
 ملتا قصہ مختصر شہر صحر ہو گیا تھا اب جو کھوی جاتی رہے اور پانی گوہر نایاب ہو گیا  
 تو یہ صحرا صحرای کر بلا ہو جامی گا اللہ الدلی نہ رہے اور دلی والی اب تک یہاں  
 کی زبان کو اچھا کہتے جاتی ہیں واہ رحی حسن اعتقاداری بندہ خدا ردو بازار نہ رٹا رد  
 کہان دلی والد اب شہر بنین ہی کنپچا فونی ہی نہ قلعہ نہ شہر نہ بازار نہ نہر اور کا  
 حال کچھ اور ہی عجیبی اور اتفاق کیا کام الگ نذر پڑے کا کوئی خط بنین آیا تا ہر اوزکی حسب  
 بنین ورنہ وہ مجبوز و رخط لکھتا رہتا میرا فرار حسین اور میر نصاحب نصیر الدین کو دعا  
 کہنا ایضا یہاں کیا پوچتے ہو کیا لکھتے دیکھتے ہنہ منہ کئی شہر گامون پر قلعہ چاندنی  
 چونکہ زندہ بازار مسجد جامع کا ہر خستہ سیر جنا کی پل کی ہر سال میلہ ہول انوکھا یہ پانچون باہر  
 اب بنین پہر کہو دلی کہان ان کوئی شہر قلم و ہند میں اسنام کا تھا نواب گوہر خیل بہادر  
 دسمبر کو بیان داخل ہون لگی دیکھئے کہان اوڑھتے مین اور کیونکر دربار کرتے مین آگے  
 کی دریاو مین سات جاگیر دار ہی کہ انوکھا لگ دربار ہوتا تھا جہر بہادر گدہ بیب گدہ

کدہ خرچ نکر دو جانہ پاٹو دمی کو مارو چار معدوم محض بن جو باقی رہی او بھین سی وجا  
 و ہو بارو تحت حکومت مانسے حصار پاٹو دمی حاضر اگر مانسے حصار کی صاحب کلکٹر بہادر  
 اون دونوں کو بیان لی آئی تو تین رئیس مرنہ ایک رئیس دربار عام والی مہاجن  
 لوگ سب جو اہل اسلام میں سی صرف تین آدمی باقی بن میر تہہ میں مصطفیٰ خان سلطان خاں  
 مولوی الدین بلی مار دین سگتے یا موسوم بہ اسد تینوں مردود و مطرود و محروم و جو  
 شہر تو رہے جیکہ ہم جام و بوبہر ہو گیا آسمان سی بادہ گھام گربساری + تم آئی ہو چلی  
 آو جان نثار کی چستہ کی شرک خان چند کی کوچکے شرک دیکھ جاؤ بولاقی سلیم کی کوچی  
 دہنا جامع مسجد گرد ستر ستر گول میدان لکھناس جاؤ غالب افسردہ دل کو دیکھ جاؤ  
 جاؤ چلی جاؤ مجتہد العصر میر سراز حسین کو دعا حکیم الملک حکیم میر شہر فعلی کو دعا  
 الملک میر نصیر الدین کو دعا یوسف ہند میر افضل علی کو دعا ۱۲ ایضا میان کیوں  
 نا پاسی و خفا شناسی کرتی ہو چشم ہمارا ایسے خبر ہی کہ جسکے کوئی شکایت کر ہی تہا راتو  
 چشم ہمار کی لایق کہاں چشم ہمار میر رضا صاحب قبلہ کی آنکھ کو کہتے ہیں جسکو اچھی چھی غارت  
 دیکھتے رہتے ہیں تم گوار چشم ہمار کو کیا جانو خبر نہ ہو چکی اب حقیقت مفصل لکھو تم تو بزرگ  
 عادت رکھتے ہو عوارض چشم سے لکھو کیا علاقہ میری خوشیم کی آنکھ کیوں دکھی اور یہ بال  
 بچ کیا جو اسکی خلاف کہی او سکو غلط جاننا مینی خط متین خاکبر مین لکھانے لکھا ہتا  
 کہ بعد عید میں دھان آونگا محکو خط پہنچے میں تامل ہوا لکھتے کچھ ہو کرتے کچھ ہو تخواہ کی  
 سنو تین برسکے روپی دو ہزار دو سو پچاس ہو می سود و خرچ کی چو باقی ہی وہ کہے دیا  
 سو عملہ فدا کئے مذہبی مختار کا د و ہزار لایا چونکہ میں اوس کا قرضدار ہوں روپیہ  
 اوسنی انہی گھر میں رکھی اور مجھے کہا کہ میرا حساب کچھ حاکم دو سو لاکھ بیکارہ سو کوئی گھر

حساب کی کچھ اور پر گیارہ سو کل میٹن کہتا ہوں گیارہ سو بائیس دی نو سو پچاس دی تھی لیکن  
 دی وہ کہتا ہی بندہ سو محکود و بان سو مات تم بوبہ جیگا اسٹ جامی گات پچہ ہاتہ اگے  
 خزانہ سی روپیہ گیا ہی مینی آکھہ سی کیا ہو تو انگین ہو میں باب رگہی پت رگہی چار سو  
 موت آگنی دوست شاہ ہو گئی میں جیسا رنگا ہو کا ہوں بہتیکہ پچو رنگا ایسا ہی ہو رنگا میرا  
 دارو گیر سی پچا محجرہ اسٹ ای ای ان پسو رنگا ہاتہ نا عطیہ ای ای ہی حاکم شہر کندی کم شخص  
 پنس نانی کاسحی تنین حاکم صدر محکو پنس دلوای اور پورا دلوای میرخصا کو دعا کہتا ہوں اور  
 کے خبر پوچھا ہوں جواب تلی جواب علی عربی جواب ہونک لکھا وہ مینی ہی لکھا مجتہد العصر کو  
 بندگی لکھوں غا لکھوں کیا لکھوں مینن ہی وہ مجتہد ہوں ہوا کرین میری تو فرزندین میں  
 دعا ہی لکھوں گا اور سیرطرح میر نصیر الدین کو ہی دعا ۱۲ ایضا میری جان نکو تو بیکار  
 میں خط لکھنے کا ایک شغل ہی قلم و دات ای بی اگر خط پہنچا ہی تو جواب نہ شکوہ و شکایت  
 و عتاب خطاب لکھنے لگی کل حکیم میرا شرف علی الی ہی سرمد و اڈالا ہی محققین رسو کم علی  
 کیا ہے مینی کہا کہ سرمد و ابابا ہی تو ڈار ہی رکھو کہنے لگی من از کجا آرم کہ جامہ بندارم والدہ کو  
 صورت قابل دیکھنے کے ہے کہتے ہی کہ میرا محمد علی صاحب کے اور بحال اور برقرار ہی خدا کا  
 سجالا یا کہی تو ایسا ہی ہو کہ کسی عزیز کے ابھی خبر سی جامی میرا سلام کہنا اور مبارکباد دینا  
 خبر دار یہوں بچاؤ تہا شکار تہا تہا بچا کا جواب یہ ہی کہ تہی جو خط محکو پانی پت ہی بچا تہا  
 اور کرمال کی مڑانگی کے اطلاع دی تہی مینی تجویز کر لیا تہا کہ جب کے مال سی خط آریگا تو میں  
 جواب لکھوں گا آج شنبہ ۱۱ اکتوبر صبح کا وقت ہی کہنا نا پکا ہی مینن تبرید پیکر تہا تہا کہ تہا  
 خط آیا اور پڑا اور یہ جواب لکھا کلیان ہما دایا کو خط دیکر ڈاک گھر روانہ کیا ہو تہا راکھ  
 بچا یا بچا تہا کہ رو تہا ہی سی کہ رو کہ تہی کرمال پہنچا خط لکھنے میں کیوں دیر کے اور مان یہ کیا

ہی کہ بہت دلتی میر نصیر الدین کا نام مہارمی قلم سی لکھتا نہ اوکے خیر و عافیت نہ اوکی سبک  
 اگر وہ مجھ سے تھا میں تو اوکی بندگی نہ لکھتے خیر و عافیت تو لکھتے یہ بتیں اچھی نہیں میرن صاحب کے  
 باب میں حیران ہوں تنہا تنہا ساتھ لگی میں والدہ اوکی پانی پت میں میں ہاں کوئی کلن  
 لیکر والدہ کو دین بلائیں گے یا خود بعد چند روکھ بیان آجائیں گے یہ دو باتیں جواب طلب  
 میں میر نصیر الدین کی بندگی نہ لکھتے کا سبب میر رضا صاحب کے بود و باش کی حقیقت لکھو یا میر  
 شبن اوکا ذکر نہ کروا کر ٹیکے تو ٹکو اطلالی دی جائیں گے شہر کی آبادی کا چرچا ہو کر یہ کو مکان  
 لگے چار سو پانچ سو گرا باد ہوئی تھی کہ بہرہ قاعدہ مت گیا اب خدا جانی کیا دستور جاری ہے اسی  
 کیا ہو گا سلطان العلماء مجتہد العصر مولوی سیدکراز حسین کو اگرچہ نظر اوکی مداح علم عین  
 بندگی چاہی مگر خیرین عزیز داری و لگا لگی راہ سی دعا لکھتا ہوں میر رضا صاحب کو دعا اور بعد  
 کی بہت سا پیار میر نصیر الدین کو زیادہ کیا لکھوں ۱۲ ایضا و حضرت کیا خط لکھا ہے  
 اس خرافاتی لکھنے کا فائدہ بات اتنی ہی ہے کہ میرا لنگ محکوم لا میرا چھونا محکوم لا میرا جام محکوم لا  
 میرا بیت انخلا محکوم لا آکا وہ شور کوئی آئو کوئی آئو فرد ہو گیا میری جان چچی میری آدمیوں کے  
 جان بچے انکون شب من شبست دروزم روزست بہ سہی متنی یہ نہ لکھا کہ میرن صاحب کو  
 میرا خط پہنچا یا نہ پہنچا میں گمان کرنا ہوں کہ نہیں پہنچا اگر پہنچا تو بیت کے خط بہر نظر سی  
 اور میر رضا صاحب کی اصل حقیقت تھی مجھ سے اور اس صورت میں یہ بھی ضرور تھا کہ تم اس بات  
 کی سبب محکومہ روداد لکھتے جو میرن صاحب میں او تم میں پیش آئی پس اگر جیسا کہ میرا گمان  
 نہی خط نہیں پہنچا تو جیسے جانی دو اگر خط پہنچا ہی تو میرن صاحب کے خط کی جواب لکھو میں  
 میرا دم پاک میں کر دیا تھا اب دلوسی میری خط کی جواب کا تفاضل کیوں نہیں کرتے حسن بھی کا پھر  
 ہی نادرا کا اتنا خوف نہیں جتنا حسین آدمی کا ڈر تو مای تم اون سے خواہش وصال کرنے ہوئے



در میری خط کجواب کی باب میں کون ہنیں کہتی نہ صاحب کچہ بات ہنیں میری خط کا  
 جواب اون سی لکھو اگر سچا و بہانہ کا حال وہ ہی جو دیکھ گئی ہو بانی گرم ہو اگر مہین  
 مستولی اناج نہ لگا پچارہ فشی میر احمد حسین کا بیجا بیغی میر ادا علی اشو لکا بدلیا محمد میر شب  
 گذشتہ کو گذر گیا آج صبح کو اوسکو دفن کرائی جوان صائم پر پیر کار مومنین پیش نماز کا ہوتا  
 انا لہ وانا الیہ راجعون مجتہد العصر کا حکم بجالاؤنگا اور نہ رئیس کو بلکہ مدار المہام مرایت  
 کو لکھو نگار رئیس میری سوال کا جواب قلم انداز کر جامی گا اور مدار المہام امر واقعی لکھو بیجا  
 مجتہد العصر کو دعا کہنا اور یہ خط پڑھا دینا میر نصاحب کو دعا کہنا کہ بلا صاحب تنہی کاری  
 خط کا جواب ہنیں لکھا ہم ہے مہناری طرز کا تتبع کرین گی حکیم میر اشرف علی کو دعا کہنا  
 اور کہنا کہ اگر تم میں او میں راہ و رسم تغزیت و تہنیت ہو تو میر احمد حسین کو خط لکھو  
 اور یہ بھی ہی اون کو معلوم ہو کہ حفظ بیان آیا سو اسے قبایل تمہارے ہنیں میں اگر  
 وہاں کچھ حاصل ہو رسائی تو خیر ورنہ یہاں کیوں نہ چلی او شہر میں بھولا ہنیں شکو  
 اسی میر سچان ۴ کروں کیا کہ ہی جھپٹہ قید گران ۴ برسات کا حال نہ پوچھو خدا کا تہر  
 ہی قاسم جانکی گلی سعادت خان کی ہنر ہے میں جس مکائین رہتا ہوں عالم بیگ  
 خان کی کسرہ کی طرف کا دروازہ گر گیا مسجد کی طرف کی والا نکو جاتی ہوئی جو دروازہ  
 ہتا وہ گر گیا سیر بیان گرا چاہتی ہیں صبحکے بیٹھنے کا چوہہ جھکے ہا ہی چہتین چلتی ہو گئی  
 بین مینہ گہری پیر برسی تو چہت کہتا بر سے کتابین قلمدان تہ شہ خانی میں فرشتہ  
 کہین لگن کہا ہو کہین خلیجے دہری ہوئی خط کہان بیٹھو لکھوں یا پنج چاروں سی فرصت  
 سی مالک کا لکھو فکر مرت آج ایک امن کی صورت نظر آئی کہا کہ او میر مہد کی خط کا جواب  
 اور کے ناخوشی راہ کی محنت کشی بہت کی حرارت گرمی کی شرارت یاس کا عالم

عالم کثرت اندوہ و غم حال کے فکر مستقبل کا جہاں تباہی کی سچ اور گلی کا موالی جو کچھ  
 کہو وہ کم ہی بالفعل تمام عالم کا ایک عالم ہی سستی میں کہ نو مبین مہاراج کو اختیار کیا  
 مگر وہ اختیار لیا ہو گا جیسا خدا نے خلق کو دیا ہے سب کچھ اپنی قبضہ قدرت میں  
 رکھا آدمی کو بدنام کیا ہی باری نفع و مرض کل حال بلکہ خدا کی تبت جائے رہی ہوتی تھی  
 جیل ہو گئی ہو میر صاحب کہتی ہیں مصرع تندرستی ہزار نعمت ہی بدی ہی بیش مصرع  
 مرزا قربان علی بیگ ساکن فی کیا خوب بہم پہنچا یا ہی محکوم پسند آیا ہی شعر نگشتی  
 اگر ہو ساک ۴ تندرستی ہزار نعمت ہے ۵ مجتہد العصر میر سرفراز حسین صاحب  
 دعا انا ما میر افضل علی صاحب کیا ان میں حضرت بیان تو اس نام کا کوئی نہیں ہے  
 لکنہو کی مجتہد العصر کے بیانی کا نام میر نصاحب تھا جیسو کی مجتہد العصر کے بیانی  
 میں صاحب کیون نکلا میں مان بیانی میر نصاحب بیلا او کو ۴ مری دعا کہتا ۱۲  
 ایضا شعر ہے می نکند در کف من خامہ دوائے ۴ سردشت ہوا آتش بی دو کجا  
 میر مہدی صبح کا وقت ہی جاڑا خوب پڑا ہی انگلیٹے سانے رکھی ہوئی ہی دو حرف  
 کہتا ہوں آگ تاتا جاتا ہوں آگ میں گرمی نہیں مگر مای آتش سیال کہاں کہ جب  
 دو جوہر پی لئے فوراً رگ و پی میں دوڑ گئی دل تو انا ہو گیا و ع روشن ہو گیا افضل  
 ناطقہ کو تواجد بہم پہنچا ساقی کو تر کا بندہ اور تشنہ لب مای غضب مای غضب ساقی تم  
 نہیں نہیں کیا کر رہی ہو گوزر خیل کہاں اور چین کہاں حصہ دہی کشتر بہادر صاحب کشتر بہادر  
 نواب لفظ گوزر بہادر جہاں شہنشاہ جوابے یا ہو تو اس کا مرافعہ کو غشت میں کوئی ہے  
 تو دربار و خلعت لانی کے میں نکو نہیں فکر ہی انکی حاکم کی میر انام زرد میں نہیں کہاں میں  
 اسانی لفظ گوزر بہادر کیا ہے دیکھئے کیا جواب ہی حال جو کچھ ہو گا لکھنا جائے گا آدہ پور سندھی

یوسف عصر ہی یف کنو سہی اونکی لیجانی ستم پاپر کہا ہی جی اوجہ نہیں کہین حضرت کہہ گئے  
 ہیں کہ میں سادھی سات روپیہ مہینے پیچے جاؤ لگا اب اندکا تھا صابہ جیم بخش ورتا ہی کہتا ہی  
 کہ پوچھا ہاں کو لکھو کہ پوچھی جان ہو کی مرقی میں خراج حلیہ سچو ورنہ ناش کی جائیگی اور نکو گواہ  
 قرار دیا جائی گا بہر حال میر نضا جکی بہ عبارت پڑھو دنیا میر سہر آواز حسین کو دعا میر نصیر علی  
 کو دعا حکیم میر اشرف علی کو دعا یوسف اہفت کشور کو دعا ۱۲ ایضا یہ صاحب چہا د کہو سلا  
 نکالا ہی بعد القاب کی شکوہ شہر و عو کو دنیا او میرن صاحب کہ اپنا ہم زبان کر دنیا میں میر سید  
 نہیں کہ میر نضا صاحب مرا ہون میر مرزا از حسین نہیں کہ او کو پیار کر تا ہون علی کا علم آباد  
 مستعد ہون اوس میں تم ہی الگی کمال ہی کہ میر نضا صاحب محبت قدیم ہی دوست ہون عاتر  
 زار نہیں بندہ مہر و وفا ہون گرفتار نہیں تہہ کہ بہائی فی سخت نشوون بلکہ نعل حسرتش کر  
 رکھا ہی ایک سلام صلوات کے واسطے بھیجا اور لکھا کہ بعد محرم کی میں ہی آؤ لگا مینی سلام رہی جاؤ  
 منتظر رہاؤ گا کہ میں کیوں پہنچوں وہ انگلی تو نہیں آؤ کو دور لگا محرم تمام ہوا آج شنبہ غرہ صفر  
 حضرت کا پتا نہیں ظاہر رسالت فی اتنی ندیا برسا رکنا نام الیا سو پئی تو مجھلا سنو ایک عذر کا نو لگا ایک ہر  
 محروم و لگا ایک فتنہ انہدام مکانات کا ایک آفت و بلی ایک صیبت کلال کی اب یہ برسات جمیع  
 حالات کی جامع ہی آج اکیس دن میں ہی آفتاب طرح نظر آجاتا، جسطرح چیلے جا پڑتی ہی انگو  
 کیجے کہ ہی اگر تار ہی کہا ہی دیتی تو لوگ اؤ کو جگنوں سمجھ لیتی ہیں اندھیری تو نہیں چور کو نہیں نے  
 ہی کوئی دن نہیں کہ دو چار گھر کی چور کیا حال نہ شا جائی مبالغہ نہ سمجھا ہر زمانہ گر گئے  
 سکرو و ن آدمی جا بجا دکر مر گئی گلی گلی ندھی برہی ہی قصہ مختصر وہ ان کمال تہا کہ مہینہ  
 نہ برسات آج نہ پیدا ہوا یہ بن کال کہے بانی ایسا رسا کہ بوی ہو ہی دابہ گئی جنوں نے  
 بھی نہیں بویا تہا وہ بونی ہی سہ کئی میں لیا دتی کا حال سکی سوا کوئی نہ بات نہیں ہی خباب

غباب میر نصاحت دعا زیادہ کیا لکھون ۱۲ ایضا میر جی بن تو کیا کہہ رہا ہی بینی سے  
 سنا سو یوانہ صبر و تسلیم و توکل و رضا شیوہ صوفیہ کا ہی مجھے زیادہ اسکو کون سمجھے گا جو تم  
 مجھ کو سمجھاتی ہو کیا میں یہ جانتا ہوں کہ ان گزروں کی پرورش میں کرتا ہوں استغفر اللہ لا حول  
 الوجود الا اللہ یا تم یہ سمجھے ہو کہ میں شیخ چلی کی طرح یہ خیال باندھتا ہوں کہ مرغی مول نولگا  
 اور اس کے اندی بچی بچکر بکری خرید نولگا اور پھر کیا نولگا اور آخر کیا ہوگا باہمی یہ یعنی اپنا  
 راز دل سے کہا تھا کہ آزدیون تہی اور اب نقش باطل ہو گیا ایک حسرت کا بیان تہا نہ خوش کا  
 دیکھا اس نشن قدیم کا حال میں تو اس گناہ تہ دہوی بیبا ہوں لیکن جب تک حجاب پادشہ کین  
 اور کیونکر چلاؤں حاکم اکبر کی آئینے خبر گرم دیکھے کب آئی فی تو مجھے ہی دربار میں بولائی یا نہ بولائے  
 خلعت ملی یا نہ ملی یہ سچ میں ایک اور چہ اُپرا ہی اوکو دیکھ لوں اور پھر صرف اس کا انتظار نہیں کر  
 مرحلہ کی طی ہونیکی بعد چنگ ملنے نکلنے کا تردد بدستور ہو گیا یکے کے نو کیونکہ بنیادوں کہ یہ سب امور  
 ملتوی چھوڑ کر نکل جاؤں پس جاری ہوئی یہی تو سوارام کو کہیں ہنگام نہیں ہو مان تو  
 جاؤں اور ضرور جاؤں تین برس ثبات قدم اختیار کیا اب انجام کار میں اضطراب کیا وجہ  
 چکے ہو ہو اور مجھ کو کسی عالم میں نگین اور مضطر گمان کر دو ہر وقت میں جیسا مناسب تھا ہی  
 نگین آتا ہی صاحب میر نصاحت جو دو سطریں دستخط خاص لکھیں تہیں دالہ میں کچھ نہیں  
 سمجھا کہ یہ مقدمہ کا ذکر ہی منشی ہر گوپال تفسہ تخلص کے نام شعر کہنو عالم مجھے  
 اس مرد نوائی میں محافہ آج کچھ در میری دلیں سو ہوتا پد بندہ پرور تمکو پہلی یہ لکھنا  
 جاتا ہے کہ میری دوست قدیم میر محمد حسین صاحبی صحت میں میر اسلام کہنا اور یہ کہنا  
 اب تک جیتا ہوں اور اس زیادہ میرا حال مجھ کو ہی معلوم نہیں مرزا خاتم علی صاحبہر خاں  
 میر اسلام کہنا اور یہ میرا شعر میری زبان پر رہنا شعر شرط اسلام بود وورش ایمان نخب

ہی تو غائب ز نظر مہر تو ایمان من است ۱۱ تہا کے پہلے خط کا جواب لہجہ بھاتا تھا کہ اس کے دودن  
 یا تین دن کی بعد دوسرا خط پہنچا سو صاحب جس شخص کو جس شغل کا ذوق ہو اور وہ اس میں  
 بی تکلف لے کر ہی اس کا عیش نہ دہی تہا کہ تو بہر مضر و بظرف شعر و سخن کی تمہاری نفس شہرت  
 اور حسن طبع کی دلیل ہی اور یہانی یہ جو تہا کہ سخن گسری ہے اس کے شہرت میں میری  
 بھی تو نام اور ہی ہے میرا حال اس میں اب یہ ہے کہ شعر کہنے کی روش اور اگلی کہے  
 ہوئی اشعار سب بھول گیا مگر ان اپنی ہندی کلام میں سی ڈیر شعر یعنی ایک مقطع  
 اور ایک مصرع یاد رہ گیا ہی سو گاہ گاہ جب حل اولیٰ لکھا ہی تب دس یا پانچ باہر  
 مقطع زبان پر آ جاتا ہے شعر زندگی اپنی ہی دہستہ جو گندمی غالب ۱۲ ہم ہے کیا  
 یاد کر نیکی کہ خدا کہتے تھی وہ ہر جب سخت گہرا ہون اور نگ آتا ہون تو یہ مصرع  
 پڑ کر جب ہو جاتا ہون ۱۳ اسی مرگ ناگہان تجھی کیا انتہا ہے یہ کوئی نہ سمجھو کہ میں  
 اپنی بی سلفی اور تباہی کی غم میں مر رہا ہون جو کہہ چکے ہو اور کیا بیان تو معلوم مگر  
 بیان کھیر اشارہ کرتا ہون انگریزی کی قوم میں سی جوان رو سیاہ کالون کے  
 کا ہاتھ سی قس ہوئی اور سین کوئی میرا امید گاہ تھا اور کوئی میرا شفیق اور کوئی میرا دوست  
 اور کوئی میرا ریا اور کوئی میرا شاگرد بند و ستارہ میں کچھ عزیز کچھ دوست کچھ شاگرد کچھ معشوق  
 وہ سب کے سب خاک میں مل گئی ایک عزیز کا نام کنا سخت ہوتا ہی جوانی عزیز دن کا ماتم دار ہو اس کو  
 درست کیونکر نہ دشوار ہوا ہی تھی یا میری کہ جواب میں مرد گاتا تو میرا کوئی رونی والا ہی ہو گا اتنا  
 لہہ دانا ابہر جون ۱۴ مزار احاطہ علی مہر تخلص کے نام شعر بہت سی غم گیتی شرب کم  
 کیا ہی علام ساقی کو ترہون مجھ کو کم کیا ہی سخن میں خامیہ غالب کے اشعار انانی یقین ہے کہ جو بھی لکھتا  
 اب وہیں دم لیا علاوہ محبت کو تو حق لکھتا اور چونکہ علاء صاحب نے لکھے کہ جو جا کر ایک بات کہہ سکا ہون کہ

بیتانی اگرچہ سبکو عزیز ہی مگر شنوائی ہی تو آخر ایک چیز ہی مانا کہ دشمنی و سکی جا رہی ہے  
 ہی یہی ہی دلیل اشنائی ہی کیا فرض ہی کہ جب تک بد و اید نہ ہو پانی کو بیگانہ نہ کیجئے  
 البتہ تم تو دوست درینہ بین اگر سچین سلام کی جواب میں خط بہت بڑا احسان ہی خدا کی  
 وہ جس میں مینی آپ کو سلام لکھا تھا آپ کی نظر سی گذر گیا ہوا چنانا اگر نہ لکھا ہو تو اب مزا  
 نقتہ سی لیکر پرہ لیجیگا اور خط کی لکھنے کی احسان کو اس خط کی پڑہ لینی سی جواب  
 کیجے گا ہی میجر جان جا کو ب کیا جوان مارا گیا ہی سچا اس کا یہہ شیوہ تھا کہ  
 اردو کی فکر کو مانع آتا اور فارسی زبان میں شعر کہنے کی رغبت دلو تا بندہ یہہ  
 اوہن میں ہے کہ جبکہ میں مانتی ہوں ہزار باد و ست مرغی کو با و گردن اور کس  
 فریاد گردن جوں تو کوئی غم خوار نہیں اور گردن تو کوئی عوادار نہیں غزلین آپ کی  
 دیکھیں سبحان اللہ چشم بد و وارد کی ساہ کی تو سالک ہو گویا اس زبان کی  
 مالک ہو فارسی سی ہی البتہ خوں میں کم نہیں شوق شرط ہی اگر کسی جا دگی لطف با دگی میرا تو  
 بقول طالب آملی اب یہ حال ہی بیت لکھنے چنانا بیتم کہ کوئی دہن پر چہرہ  
 زخمی بود و بہ شدہ جبانی بغیر خط کی بھیجی محکو لکھا ہو تو کیوں کر محکو اپنی خط کی جواب  
 کی نہ تمنا ہو پہلی تو اپنا حال لکھئے کہ میں فی سنا تھا آپ کہیں صدقہ میں پہر آب اکبر آباد  
 میں کیوں خانہ نشین میں اس نہ گامہ میں آپ کی صحبت حکام سی کی سی ہی ۱۲ راجہ بلوان سنگہ  
 حال ہی لکھنا ضروری کہ کہاں ہیں اور وہ دوہڑاڑ تھینا جو اد کو سرکار انگریزی سی ملتا تھا  
 اب ہی ہٹا ہی یا نہیں ۱۲ نامی لکھو کچھ کہلے کہ اس بہارستان پر کیا گذری مولانا  
 ہوئی اشخاص کہاں گئی خاندان شجاع اللہ ولہ کی زن و مرد کا انجام کیا ہو قبلہ و کعبہ حضرت  
 مجتہد العصر کی سرگذشت کیا ہی گمان کرنا ہوں کہ بہ نسبت میری تنکو کچھ

زیادہ کہی ہوگی امیدار ہوں کہ جواب پر معلوم ہی وہ مجھ پر بھول تری تباہ کن مبارک کنیری  
 بزار سنی یادہ نہیں معلوم ہوا ظاہر اسے قدر کافی ہوگا ورنہ آپ یادہ لگنی ہزار تفتہ کو دعا گئے  
 گا اور اوکمی اور خٹکے پہنچنے کے اطلاع دیجیسی گلچس میں آپ کے خط کی اور ہوش نوید لکھی تھی وہ  
 ایضاً بندہ پرور آپکا مہربانی نامہ آیا آپکی مہر انگیز اور محبت آمیز باتوں فی غم بیکے بیویا کیا  
 و بیان لڑا ہی کہاں دستبونی نسبت کیواسطے یہ فیضاً دہنوندہ لکالا، آفرین صد ہزار اور  
 تیرا مصرعہ اگر ہوں ہو تو فیکر کی نزدیک بہت مناسب ہے غم نامہ خود سال خلیش ادق تان ہزار  
 تفتہ کا خط تار سے آیا اوکمی رگ کی بالی چھی میں آپ گہرائیں نہیں وہ انہی کی یائینی میں اگر تیر  
 بغیر اوکمی آرام نہیں تو اوکو یہ غیب تہہ کار چین کہاں ۱۲ اصحاب بندہ اثنا عشری ہوں مطلب  
 کے خاتمہ پر بارہ کا ہندسہ کرتا ہوں خدا کری یہ اہی خاتمہ اسی عقیدہ یہ سویم تم ایک آقا کے  
 غلام میں تم جو جیسے محبت کردگی یا میرے غمگاری میں محنت کردگی کیا تلو غمخیز جانوں جو تمہارا  
 احسان انون تم مرا پامہ و وفا ہو والدہ اسم با سہمی ہو ۱۲ مبالغہ اس کتاب کی تصحیح میں اس واسطے  
 کرتا ہوں کہ عبارت کا دہنگ نہا ہی صحیح کا درست پڑنا برمی بات ہی اگر غلط ہو جا تو بدہر حیات  
 نری خرافات ہی باری بسبب التفات بہامی منشی نبی بخش خدا کی صحت الفاظ سی خاطر جمع ہے  
 متوقع ہوں کہ وہ تکلیف سہین اور ختم کتاب تک توجہ میں منشی بنو نراین خدا فی کاپی میری  
 کہ جسے تہی سطح میری پندانی چنانچہ اوکو لکھہ بیجا ہی اگر ہو سکی تو سیاہی فرا اور یہی رنگت کے  
 ابھی ہو ۱۲ حضرت چار جلدین پہانگی حکام کو دو لگا اور دو جلدین ولایت کو بیچو لگا والدہ اللہ  
 ہی اور کیا اعتماد ہی زندگی پر یہ حال یہ ہوئے اور شاید اب ہی ہو کہ ان جہد جلد کی تخریر  
 اور ارشاد لکھا و آیا اور بہامی صاحب اور او لگا فرزند رشید منشی عبد لطیف اور منشی بنو  
 نراین یہ چاروں صاحب ابہم ہوں اور یہ جلاس کن سل یہ امر تجویز کیا جاو کہ کیا کیا جائے

دو درویش کتاب بھی یادہ کا مقصد یہی نہیں ہاں یہ ممکن ہی کہ چار جلد میں چہرہ و پیہ میں اور  
 دو جلد میں چہرہ و پیہ میں تیار ہوں پہر سوچا ہوں کہ یا رب! ریش کی گنجائش کہاں نا چاہی  
 کتابوں کی جلد دیرہ دیرہ روچیکہ اور دو کتابوں کی جلد تین تین روچیکہ بنائی جائی قصہ  
 مختصر کچھ کیا جاسا بھی کہد یا جا کہ تیری امی نسل میں مقبول اور صرف جلدوں کی تیاری  
 موئی بارہ روپیہ پیچیدی ۱۲ مطالبہ مقاصد تمام موئی اور ہم تم بزبان قلم باہم درگ  
 کلام موئی ۱۱ ایضاً یہاں صاحب روی تحریر مرزا آفتہ ایک چہرہ کتابوں کی تزیین کی طرح  
 متوجہ ہونا معلوم ہوا پہر ہوائی ششی بنی بخش صاحب نے دوبار لکھا کہ میں با جال لکھتا ہوں  
 مرزا حاتم علی صاحب فی لکھا ہوگا یا رب نوکی و خط الگ مرزا صاحب فی اگر لکھا ہوتا تو او خط  
 کیون نہ آتا اپنی حسن تقادوسی یوں سمجھا کہ لکھنا یہ مقصداں یکدی ہی جیسا کہ نام سمجھ لے  
 تو محکو لکھنا کیا ضروری اگر اسکو کیا کروں کہ جواب طلب باتوں کا جواب نہیں مطبع اخبار قبا  
 عالم تاب میں یکم ستمبر ۱۳۶۷ حال حسی حکیم حسن بعد جان کا نام لکھو ادینا اور دو نمبر لکھا لکھا  
 بیچو ادینا اور آئندہ ہر ہفتہ اسکے ارسال کا طور ہوا ادینا کیون جیسا یہ امر ایسا کیا شواہد کیا کہ پی لکھا  
 اور اگر دشا ہوتا تو اسکی اطلاع دینی کیا دشوار تھی ہی شکایت نہیں کرتا تو چہتا ہوں کہ آبا یہ  
 ہو مقصد شکایت میں یا نہیں مرزا آفتہ کی ایک خط میں یہ قصہ لکھ چکا ہوں کیا ام نہیں  
 فی ہی وہ خط کو نہیں پڑا یا ہر چند عقل و ذرا ہی کوئی درنگ کے وجہ خیال میں نہ آئی اب حصول  
 مدعا سی قطع نظر میں یہ سوچ رہا ہوں کہ دیکھوں چہرہ میں نے بعد بدن بعد اگر مرزا صاحب  
 خط لکھتی ہیں تو اس امر خاص کا جواب کیا لکھتے ہیں میں ہی شاعر ہوں اگر کوئی مصنف  
 ہوتا تو میری ہی خیال میں آجاتا کوئی عذر ایسا میری ذہن میں نہیں آتا کہ قابل سماع کے  
 ہو میں ہی تو دیکھوں تم کیا لکھتے ہو ۱۲ ایضاً شعر ابلا دہ فی میں تان بخش ہر خط نام



و چشم افزین دام بہ کل دو شبندہ کا دن ۲۰ ستمبر کی پہلی صبح کو میں فی الکوٹہ کا کیت نامہ  
 لکھا اور بزرگ داک میں بیچ دیا و پھر کو داک کا ہر کارہ آیا مہار خط اور ایک مرزا قفہ  
 خط لایا معلوم ہوا کہ جس خط کا جواب میں آپ سی لکھتا ہوں وہ نہیں پہنچا کچھ نہ کوہی شرمندہ  
 اور کچھ خط کی نہ پہنچنے سے حیرت ہوئی دوپہر ڈپٹی مرزا قفہ کی خط کا جواب لکھ کر نکلتے  
 لگا بکس میں سی وہ تہاری نام کا خط کل آیا اب میں سمجھا کہ خط لکھ کر بھول گیا ہوں اور  
 داک میں نہیں پہنچا اپنی سیان کو لغت کی اور چپ ہو رہا متوقع ہوں کہ میرا تصویر مٹا  
 ہو بعد چاہنی عفو جرم کی آپ کی کل کے خط کا جواب لکھتا ہوں ۱۲ سبحان البدر جلد ون کے  
 ارشیں کی باب میں کیا اچھی فکر کی ہی میری دل میں ہی ایسے ہی ایسی باتیں بتیں بقدر  
 ہی کہ متلع شاموار ہو جائیگے اما مرہہ اگر ہو جائی گا تو حرف خوب چک جائیں گے  
 اسکا خیال اون چار جلد وینت ہی رہی بارہ روپیہ کے ہندوی پہنچتے ہی وہیہ  
 وصول کر کر مجھ کو اطلاع دیجیگا ورنہ میں مشوش رہوں گا ۱۲ حضرت یہاں دو خبریں  
 ہیں انکی بائیں آپ تصدیق چاہتا ہوں ایک یہ کہ لوگ کہتی ہیں اگرہ میں اشتہار جا  
 ہو گیا ہی اور دہندہ بت گیا ہی کہ کہنی کا ہنک ٹوٹ گیا اور بادشاہ عمل ہندوستان میں ہو گیا  
 دوسرے خبر یہ کہ جناب اومشین صاحب یاد رگورنٹ کلکتہ کی چیف سکرٹری راکر آباد کی لغت  
 گورنر بہادر ہو گئی خبریں دونو اچھی ہیں خدا کری ہم ہوں اور سچ ہوا انکا ایک لکھنے پر مخصر ہی  
 ہاں صاحب ایکبات اور ہی اور وہ محل غور سے میں فی حضرت ملکہ مظہر تلکٹ نامکی مدح میں ایک  
 قصیدہ اندوٹو میں لکھا ہی تہنیت فیم ہند اور عکدار سی ساتھ بیت منظوم یہ تھا کہ کتاب کے  
 ساتھ قصیدہ ایک رکاعہ مذہب پر لکھ کر بچوں پر یہ خیال میں آیا کہ دس سطر کی سطر کتاب لکھے  
 گی ہی یعنی چاہا ہو ہی ہی اگر یہ چہ صفحے یعنی تین ورق اور چپ کر اون کتاب آغا میں

آغاز میں شامل جلد ہوجائیں تو بات چھی ہی اب اور منشی ہی بخش صاحب اور مرزا منشی  
 منشی شیدو زین صاحب کے ہیکر اسکا طور درست کریں اور پھر محکو اطلاع دیں تو میں مٹوہ  
 ایک ہی پاس ہی چھ دن جب کتاب چھپ چکی تو یہ چھپ چکا دو باتیں ہیں ایک تو یہ کہ چھپنے  
 کے اور لگایا جائی پہلی کتاب دو سو روپہ کہ اسکے سیاہ قلم کی لوح الگ ہوا اور پہلی  
 پر جس طرح کتاب کا نام چھاپتی ہیں اس طرح یہی چھاپا جائی کہ قصیدہ درمخ جاب ملکہ  
 خلد الملکہ ویر نام کچھ ضرور نہیں کتاب کے پہلے صفحہ پر تو ہوگا ۱۲ ہندو کی رسید اور اس کا  
 کا جواب باصواب عینی نوید قبول جلد لکھی ۱۱ ایضاً یہاں یہاں خدا تمکو دولت و اقبال و ازون  
 عطا کری اور ہم تم ایک جگہ رہا کریں خدا کری قصیدہ چھاپی کی منظوری اور ہندو کی رسید  
 کو یا صفر کی مہینے میں عید آئی ہندو کا روپیہ چھاپو تب شکو او اور کتابوں کی و حین اور  
 موافق اپنی راہی کی ہوا ۱۲ اب آپ دو ورقہ کا ڈاک میں پہنچا مو تو ف رکبیں اور کتابوں کی  
 درستی پر بہت صرف رکبیں قصیدہ کے مسوہ کا ورق مرزا آفتہ کی خط میں پہنچ گیا ہوگا  
 آپ نے اور مرزا آفتہ نے اور بہائی منشی نبی بخش صاحب نے قصیدہ کو دیکھا ہوگا قصیدہ  
 کا شامل کتاب ہونا بہت ضرور ہی پر دیکھا جاہی صاحب بیع کو کیا منظور ہی اگر وہ کاغذ  
 کی قیمت کا غدر کر نیگی تو ہم پانچ سات روپیہ اور یہی اول کا بہرہ بر نیگی ۱۲ جناب پد منشن  
 صاحب بہادر سی میں صورت آتا ہین کیسے مینی او کو کہہ میں دیکھا ہین خط ملکی میری انکی  
 ملاقات ہی اور نامہ و پیام کی یوں بات ہی کہ جب کوئی نواب گورنر خیر بہادر جنت ہو  
 اور نواب بھٹ گورنر بہادر اگر ہجواتا ہوں اور صاحب سکرتیر بہادر گورنمنٹ کا خط  
 لی آتی ہیں تو میری طرف سے ایک قصیدہ بطریق تذرجا نامی بی ذریعہ جناب صاحب بہادر  
 اوسکی رسید میں بسیل ڈاک یا تا ہوں جب جناب لارڈ کنگ بہادر فی کرسی گورنری پہنچا

تو میں نے موافق دستور کے قصیدہ داک میں پہنچایا اور شش صاحب پرچیف سکرٹری کا جو محکوم  
 آیا انہوں نے باوجود عدم سابقہ معرفت میرا القاب بڑھایا قبل ازین خالص صاحب بیار مہربان دو  
 میرا القاب تھا اس قدر شناس فی الزراہ قدر فرمایا صاحب شفق بیار مہربان مخلصان کہا  
 اب فرمائی اؤ کو کیونکر اپنا محسن اور مرلی نجانوں کیا کافر ہوں جو حسان مانوں بر خود ار  
 مرزافضہ کو دعا کہتا ہوں یہاں اب میں اسکا منتظر رہتا ہوں کہ تم اور مرزا صاحب مجھ کو لکھو کہ  
 صاحب سبنو کا چہا پتا نام کیا گیا اور قصیدہ چہا پکرتہدین لگا دیا گیا مادہ تاریخ میں کیا برائی  
 ہی جو تمہارے جیندہ بات آئی ہی کہ مجھے بار بار پوچھتے ہو مادہ چہا ہے فقط لکھ دو اور خاتمہ کتاب  
 بریگا دو ایک قطعہ مرزا صاحب کا ایک قطعہ تمہارا یہ دو تو قطعے ہیں اور اگر وہاں کوئی اور قطعہ  
 شاعر ہوں تو وہ ہی کہیں اس عبارت سے یہ نہ سمجھا کہ روی سخن ساری خدائی کی طرف  
 ہی بلکہ خاص یہ اشارہ بہائی کی طرف ہے مولانا حقیر کو تو چہا بہا بین جامی اور اولکھانا  
 یہی اس کتاب میں پہلی ہے اس خط کو لکھ کر بند کر چکا تھا کہ داک کا ہر کارہ میری مشفق منشی شبنو  
 زین صاحب کا خط لایا بابو ہی قصیدہ کا مسودہ پہنچ گیا اور منشی صاحب نے اسکا چہا پنا  
 قبول کیا یہ تشویش ہے رفع ہو گئی آپ ادن ہی میرا سلام کہی گا اور یہ کہی گاع شکہ  
 رافت ہائی تو چند انکہ رافت ہائی تو یہ اور یہ اؤ کو اطلاع دیجی گا کہ اخبار کا لفافہ ہر گرجکو  
 نہیں پہنچا اور نہ کیا امکان تھا کہ میں اوسکے رسید نہ کہتا ایضا بہا صاحب انکی خامہ سبار  
 کے سریر نائون کی لوح طلائی کا اوزہ میان تک پہنچایا بلکہ محکوم ادن کی بوخون کا ہر خط  
 طلائی لائند شعلہ آفتاب نظر آیا کیا پوچھتا ہی اور کیا کہتا ہی محکوم تو مجھ سے اس مصرع کے  
 مصرع خاموشی از شنائی توحش شنائی تہ دل میں خوش ہو کر چہا بہا ہی حضرت روح  
 کو ایک موقع ضرور مجھ کو انکی حکم کا بجالانا منظور ہے اس مذکر کی پہنچنے کے بعد جب کوئی

کوئی اولیٰ کا غایت نامہ لکھا تو بندہ درگاہ کج گستر کا جو ہر دکھائی گا اوس نظم میں ایک ذکر  
 خیر سے آجائی گا اب یہ تو فرمائی کہ مدت انتظار کیا انجام پائیگی اور کتابت روا لگی کی جز مجھ کو  
 آئیگی آپکے فرد تو جہہ کا سب طرح یقین ہی سیاہ قلم کے پانچون و حین ہی اگر بن گئی ہوں تو  
 کچھ عجیب نہیں ہی جلد و لکنا البتہ جہاں کی ختم ہو موقوف ہی معلوم تو ہوتا ہی کہ بہائی  
 بنی بخش صاحب اور ہماری شفقت غشی نشوونما میں صاحب کی ہمت و سکی جلد انجام ہوئی پر صرف  
 ہی یا رب اسی اکتوبر کی مہینے میں یہ کام انجام پا جائی اور چالیس جلد و لکنا ہمارے میری پر  
 آجائی ۱۲ میرا قصہ کو کیا دن اور کیا لکھوں مگر دعا دون اور دعا لکھوں صاحب آپ سب  
 نکر و کام میں تعجیل کر دے اسی زفر صفت سحر درجہ پاشی زود باش خدا کر می نثر کی  
 تحریر انجام پائی ہو اور قصیدہ کی جہاں ہی کی نوبت آگئی ہو قصیدہ کا نثر سے پہلی لگانا  
 راہ اکرام و اعزاز ہے ورنہ شرمین اور صنعت اور نظم کا اور انداز ہی یہہ اسکا ویا جہ کن  
 ہو بلکہ صورت ان دونوں کی اجماع کی یوں ہو کہ سر رشته آمیزش تو دیا جائی اور قصیدہ  
 اور دستنوی بیچ میں ایک ورق سادہ چھوڑ دیا جائی ۱۲ راہی امید شکہ کا کوئی خط اگر  
 اندو سی آیا ہو تو مجھ کو پہی آگئی دو چاہو ہمیں ابتدا کرو اور ایک خط اذکو لکھوں اور اسکا  
 پرداز اسات پر رکھو کہ اب وہ کتاب میں تیار ہو نیکو آئی میں آپکی خدمت میں کہان بھیجے جائے  
 اور کیا تا لکھا جائی یہ خط جواب جواب طلب ہو جائی گا اور اذکو جواب کہنا پر لگا ۱۲  
 ایضاً مرزا صاحب مینی وہ انداز تحریر ایجاد کیا ہی کہ مراسلہ کو مکالمہ بنا دیا ہے  
 ہزار کوس سے زبان قلم باتیں کیا کرو ہجرت میں وصال کے مرے لیا کرو کیا تم نے مجھے بات  
 کرنے کے قسم کھائی ہی آتا تو کہو کہ کیا بات تمہاری جین آئی ہی برسوں ہو گئے کہ تمہارا  
 خط نہیں نہ آئی خیر و غایت لکھے نہ کتابوں کا پورا ہوا یا مان مرزا آفتہ نے ہنس سے

یہ جزدی ہی کہ پانچ ورق پانچ کتابوں کی آغاز کی اوکو دی آیا ہوں اور ادھونوں فی سیاہ  
 قلم کی جو جو کئی تیاری کی ہی یہ تو بہت دن ہوئی جو تھے محکو خردی ہی کہ دو کتابوں کی طلاق  
 لوح مرتب ہوگی ہی ہر باب دن دو کتابوں کی جلدیں بنجانی کی کیا جزی ہی اور ان پانچ کتابوں کی  
 تیار ہونی میں درنگ کس قدر ہی مہتمم مطبع کا خط پر سون آیا تھا وہ لکھتے ہیں کہ تہاری جلد  
 کتابیں بعد منہائی یعنی سات جلدوں کی اسی ہفتہ میں تہا پر پاس پنج جانیکے اج حضرت ارشاد  
 کرین کہ یہ سات جلدیں کب تک ہی ہر چند گارے گردن کی دیر لگانی ہی تم ہی مجبور ہو کر آیا کہہ  
 لکھو کہ انکھوں کی نگرانی اور دل کی پریشانی دور ہو خدا کری اور ہفتیس جلدوں کی سات  
 یا دو تین روز کی پہنچے یہ سات جلدیں آپکی غمناکی ہی آئین تا خاص عام جا بجا بھیجے جائیں میرا  
 کلام میری پاس کہی کچھ نہیں ریاضیاء الدین خان اور حسین میرا جمع کر لیتی ہی جو میں کہا ہوں  
 فی لکھ لیا اور دنوں کی گہرست گئی ہزاروں روپی کی کتاب خانی بر باد ہوئی اب میں اپنی  
 کلام کی دیکھنے کو ترستا ہوں کسی دن ہوئی کہ ایک فقیر کہ وہ خوش آواز ہی ہی اور مرمر  
 پرواز ہی ہی ایک غل میری کہیں ہی لکھو الا یا اوسنی وہ کاغذ جو محکو دکھا یا یقین سمجھنا  
 کہ محکو رونا آیا غل محکو پہنچتا ہوں اور صلہ میں اسکی اس خط کا جواب چاہتا ہوں غل مرد  
 منت کش دانہ ہوا میں نہ اچھا ہوا برانہ ہوا جمع کرتی ہو کیوں رقیبون کو ایک تاشا ہوا  
 لکھ ہوا نہ ہر فی ہی کہ دستانی ہی دیکھ دل دستان روانہ ہوا ہی میرا گرم اوکھی آئی کی  
 آج ہی گھر میں بوریانہ ہوا نہ ختم گرد بگیا ہونہ تنہا کام کر کر گیا روا ہوا کتنی سیر  
 میں تہا کہ رقیب کا میان کہا کی بی مرزا نہ ہوا کیا وہ غرور کے خدای ہے  
 بندگی میں میرا ہلا ہوا جان دی دی ہوئی اوسے کے ہتے حق تو یوں ہی  
 کہ حق ادا نہ ہوا کہ تو میرے کہ لوگ کہتے ہیں آج غالب غنزل

سرانہوا ۱۲ ایضاً بہا صاحب مطبع میں سی سادہ کتابیں یقین ہی کہ آج کل  
 بیچے جائیں اور پس و پیش سات جلدیں آپ کی بنوائی ہوئیں ہی ائین بالفعل ایک عقدہ  
 سرشتہ خیال میں پڑا ہی یعنی از روی اخبار مفید خلائق ذہن لڑا ہی کہ اس ہفتہ میں خبا  
 او منٹین صاحب بہادر اگرہ آئیگے اور سادہ نصٹ گورنری پر اجلاس فرمائینگے اس وقت  
 میں اغلب ہے کہ ولیم مور صاحب بہادر ان کی جگہ چیف سکریٹری بنائینگے پھر دیکھئے کہ یہ  
 محکمہ نصٹ گورنری میں اپنا سکریٹری کو بنائینگے میر منشی اس محکمہ کے تو دوسری منشی  
 غلام غوث خان رہینگے دیکھئے ہمارے منشی مولوی قمر الدین خان کیا ہاں  
 رہینگے ہر حال آپ ہی یہ استدعا ہی کہ پہلی کتابوں کا احوال لکھئے اور پھر جدا جدا جواب  
 پر سوال کا لکھئے جب تک او منٹین صاحب بہادر چیف سکریٹری تو یہ خیال میں تھا کہ او  
 نڈا اور نواب گورنر جنرل بہادر کی نڈر عینے دو کتابیں مع اپنی خط کے اونکی پاس  
 پہنچو لگا اب حیران ہوں کہ کیا کروں آیا انکی جگہ سکریٹری کون ہوا اور یہ جو نصٹ گورنر  
 ہوئی تو او ہوں فی سکریٹری کو کیا میر منشی نصٹ گورنر کا کون رہا اور گورنر جنرل  
 کا میر منشی کون ہی جو آپ کو معلوم ہو وہ اور جو معلوم ہو وہ دریافت کر کے لکھی قمر الدین  
 خان کا حال ضرور منشی غلام غوث خان کا حال ضرور بہائی میری سر کی قسم اس خط کا جواب  
 ضرور لکھنا اور مفصل لکھنا اور ایسا واضح لکھنا کہ مجھ کا ذہن اچھی طرح اوسکو سمجھنے پر آمادہ  
 کیا لکھوں ۱۳ ایضاً بہائی جان کل جو جمعہ روز مبارک سعید تھا گویا میری حق میں ہذا  
 عید تھا چار گہری دن رہی نامہ فرحت فرجام اور چار گہری کی بعد وقت شام بہت  
 سات جلدوں کا بارسل پہنچا ہواہ کیا خوب بر محل پہنچا ہوا دیکھو موافق اوسکے نسخے  
 آرزو بہائی بہت محال ہے میرے آرزو ایسے بر آئے کہ وہ برتر

از دھم و خیال سے یہ نہایت تو میری تصویر میں ہی نہیں گذرتا تھا میں تو صرف اس قدر خیال کرتا  
 تھا کہ جلد میں بند ہی ہوئی ہوگی لوحین زرین اور پانچ کی لوحین سیاہ فلم کی ہوں گے والنگر  
 تصویر میں ہی گزرتا ہو کہ کتاب میں اس قسم کی ہونگی جب تک جہان ہی تم جہان میں رہو ایمہ اہل علم  
 اسلام کی اماں میں رہو میرا مقصد یہ تھا کہ ایک کتاب مثل ادن چاری کے بن جامی نہ یہ  
 کہ دو کتابوں کا سازنگ کہلائی اب میں حیران ہوں کہ آیا شمار ایمہ نہ ادن بارہ رو پو نہیں  
 برکت دی یا کچھ ہتھارار پو یہ صرف ہوا دو بار سلو کا محمول دو حیرت نولیکا محمول تین کتابوں  
 کی لوحین طلائی یہ ساری بات اس وسیع میں کس طرح بن آئی اور کیونکر معلوم کر دن کس سی  
 پوچھوں خدا کر ہی تم تکلیف کرو اور اس امر کی اظہار میں توقف نہ کرو حقیقتی آدمی کو بغیر حال  
 معلوم ہو ہی آرام نہیں آتا جہان مجتہد دینی اور روحانی ہوں وہاں تکلف کام نہیں آتا  
 زیادہ اسی کہ شک گذار ہوں اور شرمسار ہوں کیا لکھوں ع چارہ خاموشیت خیر اگر تھکھیا  
 گذشتہ ایضاً بندہ پر دراپکا خط کل پہنچا آج جواب لکھتا ہوں داد دینا کتنا کتاب  
 لکھتا ہوں مطالب مندرجہ کا جواب کا ہی وقت آتا ہی پہلی تم سے یہ پوچھا جاتا ہے کہ برابر  
 کسی خط میں نہ کو غم داند وہ کا شکوہ گذار یا یا ہی پس اگر کسی بیدار پر دل آیا ہی تو شکایت  
 کی کیا گنجائش ہے بلکہ یہ غم تو نصیب مستان درخشاں فراموش ہے بقول غالب علیہ الرحمۃ  
 بیت کیکو دیکھی دل کوئی تو اس بے فغان کیوں ہو نہ ہو جب دل ہی پہلو میں تو پہر نہ میں  
 زبان کیوں ہو ہی ہے حسن مطلع یہ فتنہ آدمی کی خانہ دیر انیکو کیا کم ہمسع ہوا تو در  
 جبکا دشمن اور کا آسمان کیوں ہو ہا افسوس ہی کہ اس عشق کے اور اشعار یاد نہ آئی  
 اگر خدا نخواستہ باشد غم دنیا ہے تو بہا ہی ہمارے ہمدرد ہو ہم اس توجہ کو فراموش  
 اوٹا رہی میں تم ہی ادباً اگر مرد ہو بقول غالب مرحوم شعر دلا یہ درد و

دروالم ہی تو مختم بھی کہ آخر نہ گریہ سحر ہی نہ آہ نیم شبی ہی نہ سحر ہوگی خبر ہو گئے اس  
 زمین میں وہ شعر یعنی تمہاری دستے دلی مکان کوئی بہتین بہتر جو اکہوین بہتین رکھوں تو دوتاہوں نظر  
 ہوگی کتنا خوب ہی اور دکایا اچھا ہی اسلوک قصیدہ کا شتاق ہوں خدا کی جلد پہا پہا تو  
 ہماری دیکھنے میں ہی آئی کیا کہنے بدلا کہنے یہ زمین ایک بار یہاں طرح ہوئی تھی مگر جبر اور ہی تھی  
 اشعار رکھوں جو حال تو کہتے ہو مدعا کہنے بہتین کہو کہ جو تم بین کہو تو کیا کہنے رہی بجان تو قاتل  
 کو خون بہا دیجئے کہ کئی زبان تو خبر کو مر جا کہنے سفینہ جبکہ کناری پہ الگا غالب خدا ہی کیا  
 وجہ بنا خدا کہنے اور وہ جو فحاشی فحاشی فحاشی فحاشی فحاشی فحاشی فحاشی فحاشی فحاشی فحاشی فحاشی  
 مینی کلکتہ میں کہا تھا تقریب یہ کہ مولوی کرم حسین صاحب ایک میری دوست تھی ادھون نے  
 ایک مجلس میں چلنے ڈنی بہت کہو اورے ریشہ اپنی کف دست پر رکھ کر مجھے کہا کہ اسکے کچھ شبہات  
 نظم کیے مینی وہاں بیٹھے بیٹھے نو دس شعر کا قطعہ لکھا دیا اور صلہ میں وہ ڈنی اون سے  
 لی اب سچ رہا ہوں جو شعر یاد آتی جاتی ہیں لکھا جاتا ہوں قطعہ ہے جو صاحب کے کف دست  
 پہ بہ چکنی ڈنی پر زیب تیا ہی اسی جقد اچھا کہنے خامہ انگشت بندان کہ اسی کیا کہنے  
 ملاحظہ سر گریبان کہ اسی کیا کہنے آخر سوختہ فیس سے نسبت دیجی خالی شکین رخ دل  
 بیٹل کہنے حجر الاسود دیوار حرم کچھ عرض نافہ آہوئی بیابان ختن کا کہنے صومعی میں  
 اسی شہر اسی گریہ نماز مسکدہ میں اسی خشت خم قبہا کہنے مسی ماودہ مرا انگشت حسیان  
 کہنے سرستیان پر نیراوسی مانا کہنے غرض کہ میں بائیں پہنچان میں اشعار سب کب  
 یاد آتی ہیں اخیر کے بیت یہ ہی اپنی حضرت کی کف دست کو دل کچھ قرض اور اس  
 چکنی سبار پکو سودا کہنے اور حضرت اپنی خط کے جواب نے انجام پایا اب میرا درد  
 دل سوز و غم و ریشہ شینو زین فی میری دو خطوں کا جواب نہیں لکھا اور وہ خطوں جو



ہی تم او کو میری دعا کہو اور کہو کہ میان میرا کلام بند ہی اوس مطلب خاص کا جواب  
 جلد لکھو فیے اگر وہ کتاب بن چکی ہی تو جلد پہنچو اور اگر ادسکے بسینے میں دیر ہی ہو تو  
 یہ لکھو پہنچو کہ وہ سیاہ قلم کی لوح کی ہی یا طلائی ۱۱۱ ایضا خدا کا شکر بجا لاتا ہوں کہ  
 آپ کو اپنی طرف متوجہ پاتا ہوں مرزا آفتہ کا خط جواب فی نقل کر کر پہنچو باہی مینی منشی شیو  
 نسا بن کا بیجا ہوا اصل خط دیکھ لیا ہی اگر تم مناسب جانو تو ایک بات میری مانورقات  
 عالمگیری یا انشا خلیفہ اپنی سامنی رکھ لیا کرو جو عبارت اوسین سی پسند آیا کری وہ  
 خط میں لکھ دیا کرو خط مفت میں تمام ہو چا یا کر لگا اور تیار ہی چھلکی آنی کا نام ہو چا یا کر لگا اگر  
 کہی کوئی قصیدہ کہا اوسکا دیکھنا شاید اخبار پر موقوف راجع برات عاشقان شاخ  
 آہو ۱۱۱ واقعی جو اخبار اگر وہ سی فلی آتی ہیں وہ سیکر سامنی پر ہی جاتے ہیں صاحب شہ  
 ہیں آؤ اور محکو تباؤ کہ یہاں جو بار سیون کی دکانون میں فریج اور شام میں کمی و جن  
 دہری ہوئی ہیں یا ساہوکاروں کی اور جو ہر لون کی گہر روپیہ اور جو اہر سے بہری ہوئی  
 ہیں میں کہان وہ شراب بینی جاؤ لگا اور وہ نال کیونکر اوٹھاؤ لگا پس اب زیادہ تر  
 نہ بنائی اور وہ قصیدہ محکو پہنچائی میں فی کتابین جابجا بسیل یا پرسل ارسال  
 ہیں اگرچہ پہنچنے کے خبر پائی ہی مگر نوید قبول ایہی کہیں سی ہنیں اُنکے ہے شہر  
 رات دن گردش میں ہیں سات آسمان ۱۱۱ ہور بیگا کچہ نہ کچہ گہرائیں کیا دیکھنا بیانی اس  
 غول کا مطلع کیا ہی شہر جو رسی بازائیں پر بازائیں کیا کتے میں ہم محکو منہ دکھلائیں  
 کہا ۱۱۱ سوج خون سری گندہ کیوں نجای ۱۱۱ آستان یا رسی اوٹھہ جائیں کیا لاگ ہو تو اوسکو  
 ہم سمجھیں لگا ۱۱۱ جب نہ کچہ نہ کچہ ہی تو دھوکا کہائیں کیا پوچھتی ہیں وہ کہ غالب کون ہی ۱۱۱  
 کوئی تباؤ کہ تم مہلائیں کیا غول ناتما ۱۱۱ ہی لکھ کر کیا فکری شمارہ میں نشان اور پرتی میں محبت

تو گد زما ہی گمان اور نہ تم ہر مین ہو تو ہمیں کیا غم جیہ و تنگی بی بی ایگلے بازار سے  
 جا کر دل و جان اور لوگوں کو ہی خورشید جہاں تاب کا دھوکا ہر روز دکھانا ہوں  
 مین ایک دلخیز ہنسان اور ابروی ہی کیا اوس نگاہ ناز کو پیوند ہی تیر مقرر گر اسکے  
 ہی گمان اور یارب وہ نہ سمجھ مین نہ سمجھینگے میری بات بیوی اور دل او کو جو نہ  
 دی مجھ زبان اور ہر چند سبکدست ہوئی بت شکنی مین ہسم مین تو ابی راہ  
 مین ہی سنگ گران اور پاتی مین جب اہ توجڑہ جاتی مین نالی ہر کہتے ہی میرے  
 طبع تو ہوئی ہی روان اور مریا ہوں اس اواز پہ ہر چند سر اور جانی ہر جلاؤ کو لیکن  
 وہ کہی جا مین کہ مان اور مین اور پی دنیا مین بخور پست اچھی کہتے مین کہ غلب  
 کا ہی انداز بیان اور دوشنبہ کا دن ۲۰ دسمبر کی صبح کا وقت ہی انگلیں رکھے  
 ہوئی ہی اک تاپ رہا ہوں اور خط لکھ رہا ہوں یہ اشعار یاد آگئی تمکو لکھ رہی ہوں  
 ایضاً بہائے صاحب تمہارا خط اور قصیدہ پہنچا اصل خط تمہارا الفاظ مین لپیٹ کر زنا  
 لفظ کو پیچیدہ تاکہ حال او کو مفصل معلوم ہو جائی بعد اس روپڑ کی تمکو بہتیت دیتا ہوں  
 یہ وردگار بہ قصیدہ ایام اظہار بہ پیش اند اقبال تمکو مبارک کہی اور منصب کا حطیر  
 اور مہاراج عظیم کو پہنچا دی واقعی کہ منے ٹری جرأت کی فی الحقیقت اپنی جان پر کہتے  
 تھے بات پیدا کی مگر اپنی مردی و مردانگی سی دولت کا مات نامع نیکنامی اس ہی بہتر  
 دنیا مین کوئی بات نہیں اب یقین ہی کہ خدمت مصطفیٰ علی او جلد ترقی کروا دیا کہ سال  
 آئندہ تک چشم بد و صد الصدور ہو جاؤ اللہ اللہ ایک و در زمانہ تھا کہ محل فی تھا را  
 ذکر مجھے کیا تھا اور وہ اشعار جو تمہاری حسن کی وصف مین لکھی تھی تمہارے کی لکھی  
 ہوئی مجھ کو تمہاری بیادیت زمانہ کہ طرین کیا مریہام الی جانی مین انہا امدت کو وجہ انہا بگاڑا کہ تم

حسین اور یحییٰ بن زکریا کے قلم یکساں ہو جائی زبان بر سر گفتار کی ۱۲ انشا اللہ خان ہی قصیدہ  
 مینی دیکھتا مٹی بہت بریکر لکھا ہی اور اچھا سامان یاد دہائی زبان پاکیزہ مضامین چھوٹی محاکے  
 محاکے مطالبہ بیان دل نشین ہی زیادہ کیا لکھوں ۱۲ ایضا خود شکوہ دلیل رفع آزار  
 پس است آید زبان ہر آنچہ از دل برود بندہ پرور فقیر شکوہ ہی برائیں نامتاگر شکوہ کی فخر  
 ہو سوک میری کوئی نہیں جانتا شکوہ کی خوبی یہ ہے کہ راہ رست سی موہنہ نور می اور معجز  
 دوسری کی واسطے جواب گنجایش پھوڑی کیا میں یہ نہیں کہہ سکتا کہ محکوم کا فرخ آباد جانا  
 معلوم ہو گیا تھا اس واسطے کہ خط نہیں لکھا تھا کیا میں یہ نہیں کہہ سکتا کہ مینی اس عصیہ  
 کئی خط بھجوائی اور وہ اولیٰ پہر آئی اب شکوہ کا ہیکو کرتی میں اپنا گناہ میری ذمہ ہر گز  
 میں نہ جاتی وقت لکھا کہ میں کہاں جاتا ہوں نہ وہاں جا کر لکھا کہ میں کہاں پتا ہوں کل  
 اکا + مہربانی نامہ آج میں فی اسکا جواب بھجوا لکھنے اپنی دعویٰ میں صادق ہوں نہیں اس  
 درد مند کو زیادہ ستانا اچھا نہیں مزار آفتہ سی آپ فقط انکی خط نہ لکھنے کی سبب گراں  
 ہیں میں یہ یہی نہیں جانتا کہ اون دنو میں کہاں میں آج تو کھلت علی اللہ سکندر آباد خط  
 پہنچا ہوں دیکھوں کیا دیکھتا ہوں ۱۲ ایضا شہر شریعہ اسلام بود و در شریعہ ایمان بالغیب  
 اسی تو غائب نظر مہر تو ایمان من است ۱۲ حلیہ مبارک نظر افروز ہوا جاہتی ہو کہ مزار الویسی علی  
 خان عزیز فی جو کچھ تھے کہا اور کا نشان کیا ہی کہی مینی بزم اجاب میں کہا ہو گا کہ مزار حاتم  
 علی کی دیکھنے کو جی چاہتا ہے ستا ہوں کہ وہ طر حدار آدمی ہیں اور بہائی تمہاری طر حدار  
 ذکر سنی مغل جانی ستا تھا جس زمانہ میں کہ وہ نواب حامد علی خان کی نوکر تھی اور ادھن مجب  
 میں فی لکھانہ ربط تھا تو اکثر مغل سی بہر دن اختلاط ہوا کرتی تھی اور سنی تہا شرعی تہا  
 کی جی محکوم کھائی میں بہر حال تمہارا حلیہ دیکر تمہاری کثیف قامت ہونی پر محکوم رشک

رشک آیا کو اسطے میرا قد ہی دراز عین انگشت نما ہی سناری گندمی رنگ پر رشک آیا  
 کو اسطے کہ چپ میں جیتا ہوا تو میرا رنگ چٹائی تھا اور دیدہ و رنگا و سکی تالیش کا کر تو تھے  
 اب جو کہی مجھ کو وہ اپنا رنگ داتا ہی تو چہاتی پر سنا پیا پہ چاہی ٹان مجھ کو رشک آیا دینی خون  
 جگر کہا یا تو اس کلمہ پر کہ ڈاڑھی خوب کہی ہوئی ہی ہ مزی یاد آگئی کیا کہوں پر کیا گذر  
 بقول شیخ علی خیرن شہر تاد ستر سم بود دم چاک گر بیان ہتر زندگی از خرقہ ایشیمہ ندارم  
 جب ڈاڑھی ہو چھین سفید بال آگئی تیری من جنونی کی نامدی گاؤں پر نظر آئی لگی اس  
 بر بکر یہ ہوا کہ الیکسی دو دانت ٹوٹ گئی نا چار سی ہی چوڑی اوڑاڑھی ہی مگر یہ یاد رکھو  
 کہ اس بوٹھی شہر میں ایک آدمی ہی عام ملا حافظ باطلی بچہ بند ہو سقہ ہتیارہ جو لاہر  
 کبڑہ موہنے پر ڈاڑھی سر پر بال فقیر فی جہان ڈاڑھی رکھی مادی من سر نہ ایا لا حول  
 قوۃ الا باللہ اعلیٰ اعظم کیا کہ ہا ہون صاحب بندہ دست بنو خباب شرف الامرا جاب فرید  
 اوسین صاحب نفٹ گورنر بہادر عرب و شمال کی نذر سیجی ہی سواؤ کا فارسی خط حورہ  
 وہم مایج شتل برتین و آفرین و اظہار خوشنودی بطریق ڈاک گیا پر مینی تنیت میں نفٹ  
 گورنر کی مقصیدہ فارسی سیجا اوسکے رسیدین نظم کی تعریف اور اپنی رضامندی پر متضمن خط  
 فارسی بسیل ڈاک مرقومہ چہا دم گیا پر ایک مقصیدہ فارسی ملح اور تنیت میں خباب ایش  
 منکر لصاحب نفٹ گورنر بہادر پنجاب کج دت میں بوہطہ صاحب کشت بہادر دہلی سیجا پتا  
 کل اور کا مہری خط بذریعہ صاحب کشت بہادر دہلی آگیا میں کی باعین ابی کچہ حکم نہیں  
 اسباب توقع کی فراہم موتی جاتی میں در آمد درست آید آماج کہا ہی نہیں ہون اوہ  
 گوشت ذکوا در پاو بہ شراب انکو علی جاتی ہی شعر ہر ایک ثابت بہ کہتے ہو تم کہ کیا ہے  
 متین کہو کہ یہ انداز گفتگو کیا ہے ہا اگر تم فقیر سیجی میں اور اس غل کی طاعت ذوق بکا

تو بہ غزل سخط سی پہلی پہونچ گئی ہوگی رہا سلام وہ اپنی چا و نیگے ۱۱ ایضاً اجنب  
 مرزا صاحب ایک نام اقرار نامہ ہو چکا میں نے پڑھا یوسف علی خان عزیز کو پڑھا دیا اور ہونے  
 جو جس کے سامنے اس مرحومہ کا اور آپ کا معاملہ بیان کیا لیغے اس کے اطاعت اور تمہاری  
 اس سے محبت سخت ملال ہوا اور سچ کمال ہوا اسنو صاحب شہرا میں فردوسی اور  
 فقرا میں حسن بصری اور عشاق میں مجنون یہ تین آدمی تین میں سر و فزا پریشوا  
 میں شاعر کا کمال یہ ہی کہ فردوسی ہو جاوی فقیر کی انتہا یہ ہی کہ حسن بصری سی ہو گیا  
 عاشق کی نود یہ ہی کہ مجنون کی ہر طرحی نصیب ہوئی لیلی اس کے سامنی مری ہی تمہاری  
 محبوبہ تمہاری سامنی مری بلکہ تم اس سی بڑھ کر ہوئی کہ لیلی اپنی گھر میں اور تمہارے معشوقہ  
 تمہارے سامنے مری بیٹے مغلچے ہی غضب ہوتی میں جس پر مرنی میں اسکو مار کہتے میں میں  
 مغلچہ ہوں عمر بہر میں ایک بڑی تم پیشہ دوسنی کو میں نے ہی مار کہہا ہی خدا ہوں دونوں کو  
 بخشے اور ہم تم دونوں کو ہی کہ زخم مرگ د دست کہانی ہوئی میں مغفرت کری چاہیں ۱۲  
 بیایس برس کا یہ واقعہ ہی یا آنکہ یہ کوچہ چھٹ گیا اس فن سی میں بیگانہ محض ہو گیا  
 لیکن اب ہی کہی کہی وہ ادائیں یاد آتی ہیں اور کا مزار زندگی یہ نہ ہو نو لگا جانتا ہوں  
 کہ تمہاری دل پر کہا گزرتی ہوگی صبر کرو اور اب نہ گامہ سازی عشق مجازی چھوڑ دینے  
 سخی اگر عاشقی کئی جوانی عشق محمد لبس است و آل محمد اللہ بس ماسوی ہوس ۱۳  
 ایضاً مرزا صاحب ہکو بہ باتیں پسند نہیں پیٹہ برس عمر ہی بچاؤ برس عالم رنگ و بو کی  
 سیر کی ہی بعد ازیں شباب میں ایک مرشد کامل فی یہ نصیحت کی ہی کہ ہکو ہندو دوع منظر  
 ہم نام فسق و فجور نہیں پیٹو کہا و مری اور اوگر یہ یاد رکھو کہ مصری کی کہی ہو شہد کی کہی نہ ہو  
 نصیحت برعل ہا ہی کی مرزا کا وہ غم کری جواب یہ مری کی شکیالی کہ مرنے چھا آزاد کیا شکر بجا لاؤ

لکھا اور اگر ایسی ہی اپنی گفتاری ہی خوش ہو تو جہاں نہی نہا جان ہی میں جب بہت  
 کا تصور کرتا ہوں اور سوچتا ہوں کہ اگر مغفرت ہو گئی اور ایک قصرا اور ایک حور ملی آفات  
 عباد وانی ہی اور اوی ایک نیکبخت کی ساتھ زندگانی ہی اس تصویر سی جی گہرانا ہی اور  
 کچھ موبہ کو آنا ہی ہی وہ حور جبرن ہو جائیگی طبیعت کیون نہ گہرائی گی وہی زعفرین کاغ  
 اور وہی طوبی کی ایک شاخ چشم بد و دور ہی ایک حور بہائی ہوش میں آؤ کہین اور دل لگاؤ  
 بیت زن نوکنامی دوست دہر بارہ کہ تقویم پارینہ ناید لکھا مزار منظر کی اشعار کے  
 نقین کا سدس دیکھا فکر سراپا پسند ذکر ہمہ جہت ناپسند اپنی نام کا خط مع ادن اشعار کی  
 مزار اوسف علیخان عزیز کی حوالہ کیا ۱۲ کو می نواب محمد علیخان صاحب کی خدمت میں سلام عرض  
 کرتا ہوں پروردگار اؤ کو سلامت رکھی امو لوی عبدالوہاب صاحب کعبہ اسلام دم دیکھی مجھے فکر سے  
 عبارت میں خط لکھوایا میں منتظر تھا کہ اب لکھو جائیگے وہ عبارت جناب قبلہ و کعبہ کو دیکھنا نیک  
 مزاج اقدس کی خیر و عافیت مجبور تم فرمائیں گے میں کیا جانوں کہ حضرت میری وطن میں جلوہ افروز  
 ہیں ع بار درخانہ و مار و جہان سیکر دیم اب مجھے ادن ہی یہ استدعا ہی کہ دستخط خاص  
 سی مجھ کو خط کہین اور لکھنؤ نہ جانی کا سبب درجناب قبلہ و کعبہ کا حال جو کچھ معلوم ہو وہ ذکر  
 میں درج کریں ۱۲ ایضاً صاحب سیری عہدہ وکالت مبارک ہو موکلون سی کام  
 کیا کبھی پرلن کو تسخیر کیا کبھی مثنوی پوہنچی جھوٹ بولنا میرا شاعر نہیں کیا خوب لہا پر  
 ہی انداز اچھا بیان اچھا روز مرہ صاف جیشیون کا استغاثہ کیا کہوں کیا مرادی ہا  
 ۱۳ بگم صاحب پستو میں پہنچا چہا بگم فی سحیرت کرایا اس مثنوی فی الکی تلو  
 کو تقویم پارینہ بناو یا ۱۲ بیان بخشایش ہم گنہہ گارون تک کیوں پہنچی گا گریان اس آہ  
 کسی سستی کر بت گناہگار زند بخش کا متوقع ہوں میں آتک ہی نہیں سمجھا کہ نسخہ نظم ہی نہیں

اور مصنون اور کالی بھی مزار یوسف علیہ السلام دس دس مہینے ہی مع عیال و طفل اس میں  
 مقیم ہیں ایک ہندو امیر گھر پر کتب کا سطر کر لیا، مہری سکن فی باس ایک مکان کر ایہ کوئی لیا  
 ہی اور میں رہتی ہیں اگر ان کو خط بھیج تو میری مکان کا پتہ لکھ دینا اور یہ بھی ایک معلوم ہی کہ میری  
 خط کی ہر نامہ پر خط کا نام لکھنا ضرور نہیں پھر کا نام اور میرا نام قصہ تمام ہاں یا غریز کی خط پر میری  
 مکان کی قریب کا پناہ دے دو روز شعل مہر کو دیکھ رہی ہیں اکثر تہارا درخیز تہا ہی تو اب ہر وقت  
 یہ دین شریف رکھتی ہیں رات کو تو پہر چہ گھر کی فشت ہر روز رہتی ہی ہی ہیں سی اور ہر کتب کو  
 گئی ہیں مکو سلام کہتے ہیں اور شعل مہر کی مداح اور بیان نجات کی شاق ہیں ۱۲ ابواب  
 النور الدولہ بہاؤ شفق کی نام شعر سرگز نیر و انک دلش زندہ شد عشق ہشت  
 است برجیدہ عالم دوام ماہ خداوند نعمت کج و شنبہ ۱۲ مضامین اورہ فروری کی ہی ہفت  
 کہ بارہ پرتین بھی ہیں عذوفت نامہ پہنچا اور ہر پڑا اور جواب لکھا داک کا وقت نہر مخط کو معون  
 کر رکھا ہوں کل شنبہ ۱۲ فروری کی داک میں ہجو ادو گسا سال گذشتہ میں مجھ پر بہت سخت گذرا  
 ۱۳ مہینے صاحب اشیا اوہتا و شوار تہا چلنا پھر ناکیا نہ تپ کھانسی نہ سہاں نہ فالج نہ لقوہ نہ  
 سب بدتر ایک صورت پر کدورت یعنی احراق کا مرض مختصر یہ کہ مہری پانون تک بارہ پور  
 ہر پورہ ایک زخم ہر زخم ایک غار ہر زخمی مبالغہ ۱۲ ۱۳ پانی اور پاؤں ہر مہر درکار و در  
 مہینے بخور و خواب سہا ہوں اور شب روز بقیاب اتین یون گذری ہیں کہ اگر کبھی انک گھ  
 گئی دو گھری غافل رہا ہوں گاکہ ایک آدھ پوری میں بیس دہی جاگ اوہتا تر پا کیا پھر  
 پھر ہوشیار ہو گیا سال پہر میں سی تین حصے دن یون گذری پھر تخفیف ہوئی لگی دوز  
 مہینے میں لوٹ پوٹ کر اچھا ہو گیا نئی میری روح قالب میں آئی اجل نے میری سخت  
 جانی کی قسم کھائے اب اگر یہ تندرست ہوں لیکن ناتوان اور ست ہوں

ہوں جو اس کہو بیٹھا حافظہ کو روپیٹھا ہوں تو اتنی دیر میں ادھما ہوں کہ صلی دیر میں ایک خط آتا  
دیوار ادھی اکی پرشس کی کیوں نہ قربان جادوں کہ جب تک میرا زمانہ سنا میرا خبر نمی میری مرگ  
کی مجھ کی تقریر اور شدہ میری یہ تحریر ادھی بچہ اور ادھی جھوٹ در صورت مرگ ہم مردہ  
اور در حالت حیات نیم زندہ ہوں شعر در کشاکش ضغفم نگلہ روان از تن + ایکہ من بچہ  
میرم ہم زمانہ تو اینہا ست اگر ان سطور نقل میری مخدوم بولوی غلام غوث خان بہادر  
میرشی نصنت گورنری غوب و شمال کی پاس بسیج بچکا نواد کو خوش اور محبو ممنون کچکا  
خواجہ غلام شجیب کے نام قبلہ کہی آپکو بہی خیال آتا ہی کہ کوئی ہمارا دوست  
غالب کہلاتا ہے وہ کیا کہتا ہے بیٹا ہی اور کیونکر جیتا ہی بنن قدیم اکیس مہینے سی بند اور بن  
سادہ دل فتوح جدید کا آرز مند اس نینکا احاطہ پنجاب کے حکام پر ہمارا سواد لکا بہ شیعہ اور یہ  
شعار ہی کہ نہ روپیہ دیتی بن بخواب مہر کرتی بن نہ عتاب جزا و س قلع نظر کی اب بنی  
اور کے شہ اسے بموجب تحریر وزیر عطیہ شاہی کا امیدار ہوں تقاضا کرتی ہوئی شرمادون اگر  
کہہگار ہوں کہہگار نہ رہتا تو گوئی یا یہاں سے سے مرزا سب پر کہ میں میگناہ ہوں مقید اور مقبول  
نہو مینی آب پنا گواہ ہوں بیگاہ گورنٹ کلکتہ میں جب کہ فی کا غلبہ ہوا ہی تعلیم حیف سکر تر  
بہادر اسکا جواب پایا ہی ابی بار دو کتا میں سچین ایک پیش کش گورنٹ اور ایک نیشہا ہی نہ  
اوسکی قبول کی اطلاع نہ اوسکی ارسال آگاہی نہ جناب لیم میر صاحب ہا در فی ہی عنایت نہ فرما  
اوسکی ہی کوئی تحریر محکومہ آئی یہ سب ایک طرف اب جزین میں مختلف کہتے ہیں کہ حیف سکر تر  
بہادر نصنت گورنری میری یہ کوئی نہیں کہتا کہ اوسکی جگہ کوئی نہ صاحبانی شان حیف سکر تر  
ہوئی شہوت کہ جناب لیم میر صاحب ہا در صدر بورڈ میں تیراٹ لیٹی یہ کوئی نہیں بتاتا کہ  
نصنت گورنری کی سکرتری کا کام کس کو دی گئی یا کچا حال کوئی نہیں کہتا کہ آب کہان میں



ہاں از روی قیاس چنانکہ کہ آب دسی منصب اور اسی دفتر میں شاد و شادمان ہیں  
جواب نصیحت کی سکر تر ہوی ہو نگئی اونی علائقہ رہتا ہوگا میو صاحب بہادر سی کا ہیکو  
لنا ہوتا ہوگا نصیحت گور نری اور صدر پور دیہ دونوں محکمے آدہ آباد گئی یا آنگی بہ حال  
آب اب کیون اگرہ کو جانگی نواب گورنر جنرل بہادر کی روانگی کی ہی خبر میں اختلاف ہے  
کوئی کہتا ہی کہ ۲۰ جنوری کو گئی کوئی کہتا ہی فردی میں کچ فریادگی میں تو او دہر سے  
یہی بات دہو بیٹھا ہر طرح اپنی تمت کو رو بیٹھا مگر یہ جانتا ہوں کہ حقیقت واقعی کیا  
ہو حقہ اطلاع حاصل ہوتا کہ تسلی خاطر اور تسکین دل ہو اگر ان مطالب کا جواب مجمل بلکہ مفصل  
نہ دیر بلکہ جلد مرحمت کیجیگا تو گویا محکوموں کی بھجکا زیادہ اس سی کیا لکھوں ایضاً  
پیر و مرشد یہ خط ہی بالکرامت ہی صاف صفائی صغیر و کثیف جبکہ علامت ہی مدعا ضرور  
التحریر اور اندیشہ نشان سکون دانگیہ اگر یہ خط کل نہ آجاتا تو آج خط کیونکر لکھا جاتا  
سبحان اللہ حبدن بیان محکومہ مطلب خطیر در پیش آیا ہی اوسی دن آپ نے وہاں خط لکھا  
کو قلم اوٹھا یا ہی اچکے عارف کامل کیونکر لکھوں اور کیا لکھوں دلی اگر لکھوں مدعا بیان کرنا  
ہوں مگر یہ گمان کرتا ہوں کہ یہ خط پہنچنے نہ پائیگا کہ وہ راز سیرتہ آپ پر کھل جائیگا یعنی  
یکشنبہ ۲۸ نومبر کو دو خط اور دو پارسل ایک دستہ کا ایک جلد اور ایک میں تین عجائب  
ڈاک روانہ کر چکا ہوں خطوں کا چوتھی یا پانچویں دن اور پارسلوں کا چھٹی دن ساتویں دن  
پہنچا خالی کر رہا ہوں پارسلوں کی عنوان پر خطوں کی معیت رقم کی ہی اور خطوں کی سکر  
پر پارسلوں کی ارسال کی اطلاع دی ہی تین کتاب دلی پارسل اور ایک خط پر جناب چیف سکرتر  
یہاں اور اول کا نام نامی ہی اور ایک کتاب دلی پارسل اور ایک خط پر جناب چیف سکرتر یہاں دوم کا  
نام نامی ہی پہنچا جن خطوں اور پہنچ گئی ہوں کہنا ہے بلکہ چوتھوں کہ اگر نہ پہنچے ہوں تو غصہ اگلا

کی یہ پہنچ میں کچھ شک نہیں جواب امر اٹھویں دفتر میں اور سکا پتا آج تک نہیں یارب کار  
 سپرد ازان ڈاک ڈاکو نہ بن جائیں اور میری ان دونوں اور پارلمون کو با حسیا پھینچا  
 صرف غایت کی گنجائش تو آپ جب پائیں کہ وہ خط اور پارسل پہنچ جائیں گے ابھی تو ایسی  
 محکموں کی نہ پہنچنے کا سوال ہی کس واسطے کہ جتیک آپ اطلاع ندین گی ان کی نہ پہنچنے کی  
 ابھی خبر مجھے تک پہنچنے محال ہے ہر حال یہ نیاز نامہ جہن پہنچنے اور اسکے دوسرے  
 دن جواب لکھنے جیسا میں نے جلد لکھا ایسا ہی آپ پہی شتاب لکھنے ایک ہی غایت  
 میں کوئی امر ایسا تھا کہ جواب لکھا جائے یا اس باب میں کچھ اور عرض کیا جاویں  
 کی روانگی کا خط جب آگیا تو بار کو پوچھا یا جائیگا جناب منشی نواب جال صاحب اور جناب  
 منشی اظہار حسین صاحب میں اور آپ میں اگر رابطہ بی تکلف ہو تو اون دو صاحبوں کی  
 خدمت میں میرا سلام نیاز پہنچانی میں نہ توقف ہو مع تم سلامت ہو قیامت  
 تک ایضا قبلہ اس نامہ مختصر نے واہ کیا جو بارہ ابر کشت خشک سی  
 کر ہی لیخے خط اور پارسل پہنچ جانا ایسا نہیں کہ اس کی خبر پاکر سخت کی رسائی کا پاس گنڈا ہوں  
 یہ مختصر کو لکھ چکا ہوں کہ دوسرا پارسل اور خط مگا اس پارسل اور اس خط کی ساتھ بھیجا گیا ہی دیر گزشتہ  
 توقع کا خیال دوسری پارسل کو کس واسطے کہ اس خط میں حکم اعظم نام کی عرضی موقوف ہی جاتا ہوں  
 کہ محکمہ ایک ایک ایک دن پارسل اور دونوں تھا ایک دن بھی ہو لگی گردل نہیں ناسا اور کتا ہر  
 کہ مانو گا جتیک کہ مختصر اس مرتبہ سے معلوم کر رہے گینگے اب چاہیے اور یہ دل سودا رہے میں اس کی  
 پارس کر نیوالا اور اس کی جگہ کا گذر کر نیوالا کون ثانی ہے کہ اب بکھہ سکتی ہیں بلکہ یہی ہے  
 بھر جالی کو سستی میں کی خط کا امیدار ہوں نہیں اپنی حسن طبع کا شکوہ راز ہوں یا نہیں بیگاہہ کا  
 ہی رونق دستور قدیم کے خط کا امیدار ہوں یا نہیں اپنی حسن طبع کا جواب بنا جلد عرض

محکو جلا لیجکا نو مارو کا خط ایک مضمون کی بات یہی بیا گیا ایضا قبلہ حاجات عطف نہ کر کے  
 انی سی آپکا یہی شکر گزار ہوا اور اپنی بخت و قسمت کو یہی آفرین کہی اور ذرا کی کار پر داند و پیکہ ہی  
 احسانا مابری و دونو بارسل اور دونو فانی پینچیکے شہر ناناہال دوستی کی بردہ ۱۱ حالیا فریم و شعی  
 یہ کتاب جمرسل ایک مطالعہ میں ہی پھر بہ نسبت اس دوسری کتاب کے قسمت اچھی ہی یعنی خود  
 ملاحظہ فرما یہی مین اور اگر کہین کچھ پوچھا ہو گا تو یقین ہی کہ انہی پوچھنے کے دوسری کتاب کیسے  
 محکو کیا دکھائی ہو گا اسکی دیکھنے کا حکم ہوا ہی وہ اہل علم و فضل میں سی مین لیکن یہ طرز تحریر یہاں  
 نہیں کہتا کہ نادری گریگانہ و ناہشنا ہی خدا کری وہ جو اسکی سر پر مامور مین ان اوراق  
 کو مشورۃ آپکی دیکھا کریں اور کہین کہین آپی پوچھ لیا کریں کیونکہ لکھون نہیں لکھ سکتا م  
 کچھ جانتی ہو چہاں گنجائش پاؤگی جیسا مناسباً نوگی جو کچھ کر سکو گی وہ کرو گی و مارو کو  
 خط مکالم احتیاط روانہ ہو گیا خاطر اقدس جمیع رہی جو البطلین یادہ حدادب ۱۱ ایضا جانب  
 عالی آج دو شنبہ ۳ جنوری ۱۳۱۶ کی ہی پر دن چڈنا ہو گا لہر گہر رہا ہی تر شہر ہو رہا ہو رہا ہو رہا  
 ہی مینی کو کچھ مدینین ناچار روکھا کی ہی عیبت افق با پر زار یہ مین مہی ۱۱ سفالیہ جام مز  
 از می تہی ۱۱ عزم زدہ درد مند بیٹھا تھا کہ ڈاک کا ہر کارہ تمہارا خط لایا نہ نامہ کو دیکھ کر اس سہ  
 سی کہ دستخط خاص کا لکھا ہوا ہی بہت خوش ہوا خط کو پڑھ کر اس دوسری حصول عا ذکر کی  
 حاکو تہا افسردگی حاصل ہوئی شہر ماخانہ رسیدگان ظہیم ۱۱ پیغام خوش انویا رانیت ۱۱ اسی افری  
 مین جی چاہا کہ حضرت با تین کردن با آنکہ خط جو البطلین تھا جواب لکھی لگا پہلی تویہ سنی کم آپکی دوست  
 کو آپکا خط پہنچ گیا گزردہ دو بار محکو لکھ چکا ہی کہ مین جواب اور کا نشان مرقومہ لفافہ کی مطابقت  
 ڈاک مین پہنچ چکا ہون جواب انجواب کا منتظر ہون ۱۲ آپ جانتی ہیں کہ کمال یاس مقصدہ ستغنا  
 پس اب اس زیادہ یاس کیا ہو گی کہ اب یہ مرگ جتنا ہون اس کچھ مستغنی ہوتا جلا ہون دو دہا

ڈالنی بر سکی زندگی اور ہی طرح گزرجای گی جانتا ہوں نہ ٹھکانے ایسی کہ یہ کتاب ہی نہ کا  
 زمانہ کون بنا سکتا ہی چاہی انہام سمجھے جائے اوام سمجھے میں پس برس یہ قطعہ لکھ لکھا  
 قطعہ من کہ باشم کہ جاودان باشم چون نظری ناند و طالع بد و در بونید در کد این  
 سال ۱۲ مرد غالب ہو کہ غالب مرد ۱۲ اب بارہ سو چھتر میں اور غالب مرد کی بارہ سو تتر  
 اس عرصہ میں جو کچھ سرت پہنچے ہو پہنچے ورنہ پر ہم کہاں ایضا قبلہ حاجات قطعہ میں  
 جو حضرت فی الہام دہج کیا ہی وہ تو ایک لطیفہ سبیل دعا ہی گران یہ کشف یقینی ہی  
 محذوم کی روشندی اور دیرینی ہی کہ جو سوالات یعنی ۳۴ جنوری کو کسی ان کی جواب  
 ۲۷ کو لکھ کر بھیجی کیونکر کہوں کہ روشن ضمیر ہو اگرچہ جوان ہو مگر میری پر ہو خلاصہ تقریر  
 یہ کہ بتوین کو آخر روز میں خط ڈاک میں بھیج لایا اور اکتیونیکو ڈاک کا ہر کارہ ہر دن جدا  
 تہا رخط لایا سوالات میں ایک سوال کا جواب باقی رہا ہی یعنی جناب دانشتین حساب ہا در  
 جلیہ ۴ چیف سکرٹری گورنٹ گلگتہ کون ہوا یہ دلیں پچ و ما باقی رہا کتابکے باب میں جو کچھ لکھا  
 واقعے کہ یہ درست اور بجای جو کچھ واقع ہوا او کو مفید مطلب فہم کن لیکن اگر حاجات  
 پاؤں تو اسی باب میں بہ عرض کردن کہ پیش گاہ گورنٹ میں توسط چیف سکرٹریا دسالت  
 اور فنٹ گورنر بہادر حال دو مجلد پیش کی ہیں ایک رگورنٹ اور دوسری کیو اسطے یہ  
 سوال کہ میری عزت بڑی جلدی اور یہ مجلد حضور حضرت شانتا ہی میں بھیجی جا ہی چھا  
 گورنٹ میں نو مولوی اظہار حسین حساب کا وہ اظہار ہی نہر سلطانیک رسال و عدم  
 ارسال میں کیا دبار و مدہر و نسخی جوان و نون صبا جوئی پیشکش مقرر ہوئی اونین ہی ایک  
 بعد کی حاکم اور فنٹ گورنر ہوئی رد و بدل نفیرن و آفرین کچھ ہی نہیں قیاساً جو چاہوں  
 سو کردن یقین کچھ ہی نہیں ۱۵ ستمبر ۱۲۷۵ کا لکھا ہوا حکم وزیر عظم کا دلایت کی ڈاک

میں مجبور آیا ہی کہ اس مقصد کی صلہ و جائزہ کیواسطے کہ جو توسط لارڈ الٹن رسالے کے  
 پہنچایا ہی خطاب خلعت و تاج کی تجویز ضروری جو حکم صادر ہوگا سائل کو توسط گورنمنٹ  
 اسکی اطلاع دینی ضروری یہ حکم مرقعہ ۱۵ دسمبر ۱۸۵۷ء آخر ضروری شدہ میں پہنچا یا فوراً  
 مایچ اپریل خوشی اور توقع میں گذری فی فی شدہ میں فلک کے یہ ختمہ اوٹھایا اب اس کتاب اور  
 دوسری قصید کی جانچ نظر کرنا یہ سب کہ سائل حکم ولایت کو یاد دگڑنا اور گورنمنٹ  
 سی تحسین طلب ہے جیساں سی نوید تحسین نہیں تو ولایت کو نذر کی ارسال کا ہی یقین نہیں  
 تحسین و آفرین سی گزرا نذر کی ولایت جانیکا یقین کیونکر حاصل ہو جہاں یہ تفرقہ اور یہ  
 اتفاقی اور یہ دشواری اور یہ شکل ہو چیں اٹا کہ نواب گزیر خاں بیاد اور نواب یقین  
 گورنر بیاد اور حاکم صدر بورڈ کو ایک ایک علیحدہ جدا جدا لکھوں پہر یہ سوچا ہوں کہ اگر  
 لکھو ان فارسی لکھوں اور دونوں صورتوں میں لکھوں کل کا پہنچا ہوا خط اور یہ احکا خط  
 تو ہی کہ دونوں معاً ایک وقت میں پہنچیں وہ تو جواب طلب نہیں اسکا جواب لکھی اور بہت  
 لکھے ایضاً جناب عالی ایک شعرا و تاد کا دست تحویح حافظ جلالا ہی شعر ظالم تو میری سادہ  
 دلی پر تو رحم کراروٹھا تھا تجھے آپ ہی اور آپ میں کہ مینی ازراہ تصرف اس شعر صورت بدل  
 والی شعر ان لفریبوں لکھوں اور سپہ پیا گیا روٹھا جو بی گناہ تو غدر میں گیا ہم اخوان  
 مدین سی ہو تمہارا آرزو کی اور نیکی مہربانی ہی خوشتر ہی مان حضرت کہے منٹے ممتاز علی خان  
 کی سعی ہی شکر گہی وہ مجموعہ اردو چھپے یا چھپا ہی رہیگا احباب اسکی طالب ہیں بلکہ بعض  
 فی طلب کو بسر حد تقاضا پہنچا دیا، میرا حال سنی لارڈ کینگ صاحب کے بعد فتح دہلی  
 میرا قصیدہ مجبور آپس بسجدا صاحب سکرتری مجھے کہہ دو کہ تم ایام عزیز میں بادشاہ  
 باغی کے مصاحب ہی اب گورنمنٹ کو متھے راہ و رسم امیر شش منظور ہیں

ہنہین ناچار چپ موہر باجیا ہون لارڈ الچین صاحب بہادر کی وقت میں پہر موافق معمول  
 قصیدہ شملہ کی مقامات پر پہنچا یا ملاقات تصور خجیب دستور قدیم جیف سکر تہ بہادر کا خط  
 لکھا وہی انسانی کا عذ وہی القاب ہی تحسین کلام وہی انہماک خوشنودی اب جو یہ  
 امیر کبیر دیرامی قلم و ہند وہی میں خدمت دیر نہ بجایا ۱۲ فروری ۱۹۱۲ء حال کو قصیدہ  
 مع عرصہ خدمت ارسال کیا آج تک کہ ۷ مارچ کی ہے جواب ہنہین پایا باوجود سوابق معرفت  
 رسم قدیم کا عمل میں نہ آنا خاطر انشوب کیوں نہ ہو مصرع بیدل نیم منور بہ بینیم چہ می شود  
 ایضاً پیر و مرشد کوئی صاحب فہمی کلکٹر بین کلکٹر میں مولوی عبد الغفور خان اوزکا  
 نام اور نسخہ اوزکا تخلص ہے میری اوزکی ملاقات ہنہین ہنہون فی اپنا دیوان چہا پر کیا  
 موسوم بہ دفتر بی مثال مجبو پہچا اوسکے رسید میں یہ خط بینی اوزکو لکھا جو کہ یہ خط مجموعہ  
 نشر اردو کی لایق ہی ایک ہی پاس ارسال کرتا ہوں اور ان حضرت وہ مجموعہ چیدگا بالفتح  
 یا چیدگا بالضم چیب چکا ہو تو حق التصیف کی جتنی حدیں منشی ممتاز علی خاں صاحب  
 کی بہت اقصا کر لی تھیں پوچھی و السلام ۱۲ مولوی عبد الغفور خان نسخہ  
 کی نام جناب مولوی صاحب قبلہ یہ درویش گوشہ نشین جو موسوم ہے الدار تخلص غالب  
 کمرت حال کاشکرا اور ایندہ افیشم غایت کا طالب دفتر بی مثال کو غصیدہ کبریٰ و مہربت عظمیٰ حکم  
 یاد اور گناہا پہلے اقل ملازمتی کاشکرا اور اکرنا ہوں کہ حضرت فی اس سچیمز سچیدان کو قابل  
 خطاب لایق عطا کی کتاب جان میں مسرع کو ہنہین خوشامد میر خنہین دیوان فیض عنوان ہم  
 با سبھی دفتر بی مثال اسکا نام بجای انفا مقبہن معالی بلند مضمون حمدہ بندش دل بستہ فخر  
 نوک ہلان کلمہ انہی میں بیا دی گئی ہیں شیعہ امام بخش طرہ صدیکہ موجود اور ناہموار و شونکی  
 ناختمی آپ ہی بریکر بصیغہ ساجدہ بیابانہ نسخہ میں تمام انوار و دربان مکرر یا شکر و ہندوں

خاکساری ابتداء میں تیرہ روز زبان میں سخن سرائی کی ہی پہلے اوسط عمر میں نادیدہ ملی  
 نوکر ہو کر چند روز اسی روشنی خامہ فرسائی ہی نظم و نثر فارسی کا عاشق اور ایل ہون  
 ہندوستان میں رہتا ہوں مگر تیغ اصفہان کا گہا ایل ہون جہان ملک در چل سکا فارسی بان میں  
 بہت کچھ لکھا تھا کسی فکر نہ اردو کا ذکر نہ دنیا میں توقع نہ خفیہ کی امید میں ہوں اور اندوہ کا  
 جاوید صبا کہ خود ایک قصیدہ لغت کی تشبیب میں کہتا ہوں شہر چشم کشو اندک درامی از  
 زائیدہ نا امیدم در زلفہ نثر سارہ ایک کم تر برس دنیا میں رہا اب اور کہاں ملک ہونگا  
 ایک اردو کا دیوان ہزار بارہ سو بیت کا ایک فارسی کا دیوان اس ہزار کئی سو بیت کا تین  
 رسالہ ترکی یہ پانچ نسخی مرتب ہو گئی اب اور کیا کہوں گا صبح کا صلہ غلا غزل کی داد دینی  
 ہرزہ کوئی میں ساری عمر گنوائی بقول طالب آملی عیدہ الرحمۃ شعرا ز گفتن چنان  
 بستم کہ کوئی + دہن بر چہرہ زخمی بود پشید + سچ تو یوں ہی کہ قوت ناطقہ پر وہ تصرف اور  
 قلم میں وہ در در زنا طبیعت میں + ہزار میں وہ شور زنا بچاں بچاں بر سکی شوق کا ملک کچھ  
 باقی رہ گیا ہی اوس سبب فن کلام میں گفتگو کر لیتا ہوں حواس کا ہی بقیہ ہے قصیدہ کی  
 معروض گفتار میں مطابق سوال و جواب تیا ہوں روز شب فکر رہی ہی کہ دیکھتے وہاں کیا پھر  
 آتا ہی اور یہ بال بال گہگا رہندہ کیونکر نخبنا جاتا، حضرت سی یہ تہاس ہی کہ آپ خواہد  
 مادی اور محکوم ارسال نامہ سبیل کج مادی ہوئی ہیں جبکہ میں جیتا رہوں نامہ و  
 پیام سی شاد اور بعد میری مرثیہ کی دعائی منقشت سی یاد فرمائی ہی گا و اسلام ابو الف  
 الاحرام ۱۱ ظہیر الدین کی طرف سی اون کی چچا کی نام خباب فیض آباد  
 چچا صاحب قیلہ و کعبہ و دجہان کی حضور میں کوشش و شہنشاہ ہوں اور نہ از رہا  
 اس تو بکی مرحمت فرمائے گا شکر لجا ہوں سبحان اللہ کیا تو ہی جسکے آواز سی عد کا دم نہ

بنده اور رنجک کی رشک سی بھلی کو سنبھ گولہ اور سکا خدا کا قبر و ہوان اور سکا دریا ہی کی لکھی لکھی  
 مستغفر اللہ کیا باتیں کرنا ہوں جہوت سی فخر تیرا ہوں بسی نچک کیا دھوان کیا گولہ کیا چہرہ  
 گراپ یہ وہ توپ کہ بغیر ان عوارض کی صرف ادسکی آوازی ستم کا نہرہ ہو جائی آب بار و دھوا  
 تو رنجک اور می آگ دکھائیں تو دھوان ہو گولہ چہر کچہ اوسین پھرن تو طاپسین کہین نشان  
 صرف آواز پر مدد ہی ہی ترکیب و رینا کار و بازا ایک آواز اور اوسین یہ اعجاز کہ دوست کو فتح  
 کی شکست کی خدا سنا می دشمن نہی تو ہیبت سی اور سکا کلیجہ پھٹ جائی آواز کا صدرا گرو  
 صدای صدوی دونا ہی گرو پھرن یہی کہتی بن آئی ہی کہ صورت کا نمونہ ہی کیا خدا کی قدرت  
 ہی دیکھو تو یہ کسی قدرت ہی توپ کا گولہ توپ ہی سین فرجای اور جو قلعہ اوپر آئی وہ وہ  
 بجائی دانا آدمی زنجیری گولہ اسکو کہتا ہی کہ توپ پھرن سی نکلک پھرو پھرن او بھہر ہنایا ہچہ  
 سبر ہی چچا جان یہ توپ کسی بنائی ہی اور مہاری بات کہانسی آئی ہی جو دیکھتا ہی دھیرا  
 ہوتا ہی اب شہر پھرن ہر جگہ اسیکا بیان ہوتا، حق تعالی شانہ اگرو جاری سہر سلامت لکھی  
 اور ہمیشہ یہ دولت و اقبال و غور و کرامت رکھی، خواجہ غلام غوث بیخبر کی نام  
 بندہ پرور اگر ایک بندہ قدیم کہ عمر بہ فرمان پذیر رہا ہو بڑا پائی میں ایک حکم بجانہ لاوی تو  
 مجرم نہیں ہو جانا مجموعہ شرار و کال الطباع اگر میری لکھی ہوئی دیباچہ پر موقوف ہے  
 تو اس مجموعہ کا چہر چانا یا بالفخر میں نہیں چاہتا بلکہ چہر چانا یا باضم چاہتا ہوں سحر  
 علیہ الرحمۃ فرمائی ہیں بیت رسم ست کہ مالکان تخریر و آزاد کنندہ بندہ پرور آب ہی اوی گرو  
 یعنی مالکان تخریر میں سی میں پھر اس شعر پر عمل کیوں نہیں کرتی حضرت وہ شعر بگیا نے  
 زبان کا کونسا میں صیافت طبع اجا بکی واسطے گلگتہ سی از منان لایا ہوں صحیح  
 ہی سہم گئی تھی ات میں آئینکے سوائی نہیں + قبلہ بندہ ات پھر اس غم سے کچھ کہانی



کہین و سلام با یوف الا قرام ۱۱ ایضا قبہ میرا ایک شہری شہر خوش و کھیل کر رہا  
 منست ۴ ہر دم بہ پیش من یلوس می رسد ۴ یہ حال میرا اور لکھا ہی خارج سی سموعہ  
 کہ میں فی جوا غلاطریان قاطع کی نکال کر ایک شہر موسوم قاطع برمان لکھا ہی اور ایک مجلہ  
 اور سکا عجیب آکھو ہی پیچیدہ ہی آپا دسکی تردید میں کوئی رسالہ کہہ ہی میں اگر چہ یاد نہیں لیکن  
 عجیب آیا ایک مولوی نجف علی صاحب بن باوجود فضیلت علم عربی فارسی فی میں اودن کا  
 نظیر نہیں وہ جو ایک شخص مچھول الحال فی اہل ملی میں سی میری کلام کی تردید میں کتاب  
 کی ہی سی بہ محرق قاطع برمان اودن لکھا اور سکی تو میں اودن کو تفسیر میں دو جو کا ایک  
 نسخہ مختصر لکھا ہی اور ایک طالب علم سہمی عبد الکیم فی سعادت علی مولف محرق قاطع سی لکھا  
 گئی میں اور ایک مختصر اوسنی الفتوا سی علمای شہر مرتب لکھا ہی ایک میری دوست فی بصرہ  
 اوسکو چھپوایا ہی ایک نسخہ اوسکا آج اسی خط کی ساتھ بسبیل پرسل مار سال گیا ہے  
 اس شہر میں ایک سیلا ہوتا ہی ہولہ لون کا سیلا کہلا تا بہادون کہ مینے میں ہوا کرتا ہی امرای ہر  
 سی لیکر اہل حرفہ تک قطب صاحب غانی بن وقتین ہفتہ تک میں رہتی ہیں میں دہنود و دون  
 شہر میں دوکانین بند پڑی رہتی میں بیانی ضیاء الدین خان اور شہاب الدین خان اور میری  
 دونوں ٹرکی سب قطب گئی ہوئی میں اب دیوان غانی میں ایک میں میں اور ایک ارغلا در ایک  
 بیمار شہکار بیانی صاحب بوہان سی آئیں گے تو مقرر آکھو چھ کھینکے بڑی ہمار سی او تری چہوے  
 چہاڑ پر چڑھ گئی عدم سحریر و جبر ہی ۱۱ ایضا میں سادہ دل آزدگی باری خوش ہوں فیض  
 سبق شوق مکر مہو اتہا پیر و مرشد خاہن میں ہوا کرنی یوں نہ چھہ باور نہ آیا بیان تک تو  
 میں ہور و عتاب نہیں ہو سکتا جگہ استعجاب پر محل استعجاب وہ ہی کہ آپکا دوست  
 کہتا ہی کہ میری شئی نواب لغت گورنر بہادر میسے شاکر دین اور وہ قاطع برمان کا

کا جواب لکھ رہی ہیں اولیاء کا یہ حال ہے دای برجال ہم استقیاء کی یہ حکایت ہی حکایت  
 نہیں ہی میں دنیا دار کی لباس میں فقیری کر رہا ہوں لیکن فقیر آزاد نہ شاید کیا د  
 شتر ربیکے عمر ہے بی مبالغہ کہتا ہوں ستر ہزار آدمی نظر سے گزری ہوں گی زمرہ  
 خواص میں سے خوام کا شمار نہیں دو مخلص صادق الاولاد کی ایک سے لوسی سراج الدین  
 رحمۃ اللہ علیہ دوسرا نشتہ غلام عوث سلمہ اللہ علیہ العظیم لیکن وہ مرحوم حسن صورت نہیں  
 کہتا تھا اور خلوص اخلاص اور کمال میری ساتھ تھا اللہ اللہ دوسرا دوست خیر خواہ  
 خلق حسن و جمال چشم بدور کمال مہر و وفا صدق و سفا نور علی نور میں آدمی نہیں ہوں  
 آدم شناس ہوں شجر گہم نقیب ہمیر دہ بنھا خانہ دل ہر فردہ با د اہل ریا را کہ رسیدان  
 رفتہ نہ غایت مہر و محبت جبکہ لکھ کا تھو مالک سمجھا ہوں وہ بہ نسبت اپنے اس قدر تقیر  
 کرتا ہوں کہ پھلے آدمیوں کو اپنے بعد اپنا ماتم دار سمجھا ہوا تھا ایک تو میں رویا اب نہیں  
 امین کا ایک دوست رہ گیا دعا میں مانگتا ہوں کہ خدایا اس کا داغ نہ جھجی دکھا ہوا  
 سامنے مرون بیان میں تہا را عاشق صادق ہوں نہائی ابھی قطب سی نہیں آئے  
 واقع ہر زمان کی دو مجلد اور پیچیدہ لگا ایضا قبلہ میں نہیں جانتا کہ انروزوں میں  
 ہندی آخر شناسوں کی کون سی کہوئی گزرتی ہوئی ہی کہ ہر طرف سی بیخ و حجت کا  
 هجوم ہی مولوی صاحب سی مہری ایک ملاقات جبہ ولی آئی اتنی اور بیخیر اتنی کی گھر میں اور  
 تھے شرفا میں تعارف نہاد محبت اور مروت ہی جسے جاکو مٹا اور مکالمہ اور مشاعرہ واقع ہوا  
 واقع ہوا ہر روز ملاقات سے اوس دن تک کہ حضرت دکن کو روانہ ہوں کوئی امر  
 ایسا کہ باعث ناخوشی کا ہو در میان نہیں آیا اور سیر ہی اس قول کے اس  
 راہ سے کہ مولوی صاحب آپ کی ہم نشین و ہم پٹے اور چہرہ میں آپہن بوندوں

روحانی محقق ہے آپ ہی گواہ ہو سکتی ہیں اگر خدا بخواتم مجاہدین اور شیخ سید ابوبکر  
 کو آپ جدید است اصلاح میں الدائن کی طرف توجہ مولیٰ ابی بنی حال میں حبیب الہی کے ہیں  
 اور ملو دیکھا ہو تو انکسین پھون میں چار برس موفیٰ کہ ناگاہ ایک خط حیدر آبادی آیا اس میں دو  
 غولین خط کا مضامین یہ کہ میں ختار الملک کے دفتر میں نوکر ہوں ایک کا نام حیدر کرنا ہوں غول  
 غولوں اصلاح دیجی اس امر کی دہ ماویٰ میں بریلی اور کھنوا اور گلگتہ اور مٹی اور سورت سی اکثر  
 حضرت نظم و شرفاری و ہندی پہنچتی رہتی ہیں میں خدمت بجاتا ہوں اور وہ صاحب میری حال  
 اصلاح کو دہانتی میں کلام کا حسن و قبح میری نظر میں رہتا اور ہر ایک پایہ اور دستگاہ میں شمع میں معلوم  
 ہوجاتا ہے عادات و عذبات عدم ملاقات ظاہر کی سبب میں کیا جانوں آدم بر سر مدعا منشی  
 حبیب اندر ذکا کی اشعار آتی ہیں اور میں اصلاح دیکر بیچارہ بجا اور دہانت مولوی صاحب کے ایک  
 غول اور کئی آئی اور وہ ہوں فی یہ لکھا کہ مولوی غلام امام شہید اکبر آبادی کی غول پر غول  
 لکھا کہ بیچارہ ہوں مینی حبیب غول کو اصلاح دیکر بیچارہ اور یہ لکھا کہ مولانا شہید اکبر آبادی کا نہیں لکھنا  
 الہ آبادی میں اس کلمہ سے یادہ کوئی بات مینی نہیں لکھی اس میں سے تو میں نے مضبوط ہوں تو میں  
 مستہن ہے اب میں نہیں جانتا کہ منشی صاحب فی مولوی صاحب کیا لکھا اور مولوی صاحب فی آپ کو کیا لکھا  
 ایضا قبل کل خط آیا آج جواب لکھا ہوں پہلی ایک ایک فقرہ لکھ کر اتنا ہنوں کہ پیٹ میں بل  
 شربابین اور انکھ سے آنکھل آئین فقرہ بھابی میں کیا جانی کہان کی حرارت مزاج میں  
 انہی سے فقط کیون صاحب تم فی بود ہوں میں اپنا نام لکھوایا تو مجھ کو لازم ہی کہ میں اپنی کواہوت  
 میں گنوں تمہاری عمر میری نزدیک پچاس سے تجاوز نہو گی اگر تجاوز کیا ہو گا تو دو تین برس  
 وہ تجاوز نہو گا یہاں ضیاء الدین خان اور تم معمر ہو وہ کہ کم پچاس تم کچھ اور پچاس  
 ابھی غم و خون صاحب کو ایک سو پچاس میں شربابین یا کچھ کم سرسبب مابستہ میں نا

بنیاد آب رسیدن لازمی و اور بنیاد آب رساندن مستعدی با جماع جمہور و تعداد زمین ہستی  
 ہمہ معنی استحکام و ہمہ معنی اہتمام و رعورت استحکام نوکد اگر کو ذرا محوطہ ہی اور در صورت  
 اہتمام بطور امواج سیلاب نظر ہی لگی گئی ہوئی و شوعر مفید معنی خزانہ میں تسبیح بنای تیرا  
 و خضر آب رسیدہ یعنی درین ہونے کی حالت آنکہ یقیناً وہ جاودانی ہی سے ہنورت نہ ہوت  
 تیغ تر گشت ہا یا آنکہ تیغ قرہ بی و وزندہ جاوید گوارا اگر تباکت نہ خون ہی تہنہ یعنی شقاق  
 او خون یعنی قتل اور بنیاد آب رسیدن استعارہ ہلاک شہر ہر اسیکہ و محبت آب سنا  
 بنیاد صومعہ شد ہیجان بریاست بنیاد سیکہ و غلط ہر اسیکہ و صحیح ہے حکیم کی دیوان میں بخور  
 یعنی محبت ہر اسیکہ و دناؤی دریا بر در دی صومعہ زرق وریا تباکت محمود اور موجودی  
 یعنی استحکام بنای تخت خان کا کہنا ہی شہر نیت محکم گر رسد بنیاد و دنیا تا آب و چون جہا  
 بنیاد بی بنیاد میدانیم ما صاحب کہتا ہی شہر چگونہ شمع تجلی ز رشک نگار دہ رخ تو خانہ  
 آئینہ را بہ آب رساندہ بنون موقوف غالب کہتا ہی کہ ساندہ کی کلام کی مشاہدہ میں  
 اگر تو ظل ہی تو ہر اربابا تہی معلوم ہوتی ہی مینی سات شعرا میر خسرو غزل پر لکھ کر ایک خط  
 کو دی و مجلس میں کافی لگا اگر آباد و لکھنؤ تک شہر ہو تو وہ غزل چکا مطلع یہ ہی مطلع  
 اور جسم جان نقاب تا کہ این گنج درین خراب تا کہ ایک صاحب اگر ہین اور ایک صاحب  
 لکھنؤ میں معرض ہوئی کہ گنج در خرابہ باید نہ در خراب ہر چند کہا کہ خواہ فرید علیہ اور اصل  
 لغت خراب بی الاصل بہ معنی دیران و دیرانہ ہی جسکی ہندی اور جو معرض مقرر صاحب  
 دیوان میں یہ مطلع لکھا مطلع بہ فکر دل نہ قادی ہیچ باب درینچہ بگنج راہ نہ پر  
 درین خراب درینچہ نواب مصطفی خان بہادر شیفہ کی نام جناب  
 صاحب قبل یقین ہی کہ آب مع انجیرانی دارا اگر راست میں نہ گنجے ہون اور بھیت خاطر

روزہ رکھتی ہوں سواپان کی ادھیال مولوی الطاف حسین کی فریق کی سو کوئی چہرہ  
 ملاں نہو خدا کی تمکو یاد آجائی کہ مفتی جی شگفتی کو شگفت کا فرید علیہ السلام نہیں جانتی تھے  
 سکندر نامہ میں کیا بیت لکھا ہے شگفتے بموطن طواف بہ خان بختن اکشد در گراف +  
 صہبای شفق صبح کو غلط اور اس ننگ کو مخصوص بشام جانتا تھا محمد سعید شرف ماہند  
 کی کلام میں نظر پڑا ہم جو صبح شفق آلودہ شش سرخ و سفید + اب جو فقیر کا یہ مطلع  
 ہوا شعر از جسم بجان نقابت کی + این گنجہ درین خرابت کی + حضرات کو اس میں تامل ہے  
 خرابہ کی جگہ خراب کو نہیں مانتی آیا یہ نہیں جانتی کہ لغت عربی اصل خراب اور خرابہ فرید  
 علیہ ویران لغت فارسی اصل اور ویرانہ فرید علیہ موج لغت عربی اصل اور موجہ فرید علیہ  
 ہی فرید علیہ جائز اور لغت اصلی ناجائز کیون ہو یہ ایک مصرع غذا میں کیک کا ہی مگر  
 بیش مصرع مجھے یاد نہیں اور یہ بھی نہیں معلوم کہ کیک کا ہی مصرع چون مہر در کونم و چون  
 گنجہ در خرابت میں خود کہتا ہوں کہ اسکو غنائون اس آہی کہ میں قابل کا نام نہیں بتا سکتا  
 یہ مطلع مرزا محمد علی صاحب علیہ الرحمۃ کا اور اسکے دیوان میں موجود ہی شعر نظر دل تھا کہ  
 بہ بیچ باب درینج + گنجہ را نہ بردی درین خراب درینج + گنجہ و خراب گنجہ و خراب گنجہ و دران  
 گنجہ و ویرانہ مستعمل اہل ایران ہی اس بات میں مترد ہونا محض عدم ہمتی و اسلامی و سلام صبح شہینہ  
 دہم ماہ صیام سال غافر فی اہل اسلام خواجہ غلام غوث بی خبر کی نام قبل از  
 تمیز ادب کے کہ میں بنا باب رسیدن و باب ساندن کی حقیقت پہنچا و اشعار ساندہ الہکم  
 بسبیل ڈاک پہنچ چکا ہوں آج اسوقت پہنچا ضیاء الدین خان صاحب اہل اور اس میں خاص میں کام  
 کی مادی ہوئی میری تقریر سن کر کہنے لگی کہ آب دریا رسیدن و آب دریا رسیدگی باب  
 مترد میں کہ آیا یہ ترکیب جائز ہے یا نہیں اب میں ہمیشہ ہوا کہ واقعے جو میں نے لکھا وہ

وہ سوال دیگر جواب دیکھتا ہوں سر سکا پر خرف حواس معروض معروض تلف اگر کچھ  
کو غلط سمجھا لیکن جواب غلط نہیں لکھا رسیدن بنا یہ آب ہم بنے استحکام بنا وہم بنے  
انہدام بنا درست فقط آب دربار رسید و ساندک کیفیت سنی نصرتی ہا تہ کی کلیم  
کعبین بہ ترکیب نہیں یکہ پس میں کے صحت اور غلطی میں کلام نہیں کر سکتا جانب غلط میری نزدیک سچ  
ہی آب چٹک کلام اہل زبان میں نزدیکہ لین ہو جائیہ بخانی گا مگر کلام سحر و لٹا و خیرن اور ان کے  
اشمال نظائر کا معتمد علیہ ہی آرزو و واقف او قتل و غیر ہم کا میرا ایک مطلع ہی شعر  
از جسم بجان نقاب تاکی + این گنجہ درین خراب تاکی + ایک گرو و معارض ہو اگر گنجہ کو خراب  
کہونہ خراب میں تیر کر ارب کس کہون خرابہ فرید علیہ خراب ہی مثل ویران و ویرانہ موج  
و موج الحاق نامی ہوزی نعت دو سرا نہیں پیدا ہوا باری صائب کے دیوان میں  
ایک مطلع نظر آیا بیت بقول نقاد می بہ پہ باب درینج + گنجہ راہ نبرد می دیر  
خراب درینج + یہ مطلع لکھکر معروض صاحب کو بوسید یا کہ غالب کو در سرنیدی جوتی  
ہو وہ صائب ہی بوجہ لیجے عارف علی شاہ حسہ اسانی نے انکی اسی مطلع پر شعر  
از جسم بجان نقاب تاکی + این گنجہ درین خراب تاکی + تین اعراض کی ہی پیدا  
نقاب کی ساتھ عارض و رخ کا ذکر ہی ضرور تھا وہ نہیں ہے دوسرا گنجہ تو ویران  
ہے میں ہوتا ہے پیرا و سپرہ تا مسف کیا جو کہتے ہیں تا کے تیسرا ویرانہ کو خراب کہتے  
ہیں نہ خراب اور ان اعراضوں کے بعد اونوں نے انہیں دخل کیا تھا جسم  
بجان حجاب تاکی + گل بربخ آفتاب کے خراب اور حسہ راہ کا جواب تو صاحب  
مطلع او پر کے حظون میں لکھ چکی یہ خط بقیہ اعراضوں کے جواب اور  
دخل کے جی ہونیکے اظہار میں ہے **ایضاً** قبلہ دیکھئے ہم عارف میر

و خود نامہ سے پہلی جواب نامہ کہتے ہیں جن پہول کیا ہوں نمایک کہ کج متیرا دن ہو  
 نیجہ کو میں فی آب دربار رسید کج بحث میں خلاصہ تحقیق کہہ کر ارسال کیا اوس دن  
 شام کو ایک خط آیا بقیہ جواب اب کہتا ہوں نقاب اس شعر میں معنی حاصل ہی کی وجہ فرج کی  
 خصوصیت نہیں دو چیزوں کی بیچ میں جوشی آجای بلکہ اس کے برکریہ بات ہی جو چیز ایک چیز کی مانع  
 نظارہ ہو وہ نقاب ہی اوس شئی مرئی کی رخ کا رخ مناسبت نقاب ہدی اور یہ نقاب حلیہ  
 اور بیخ ہی حجاب کا بیان اوپر ہی یعنی محیل اونا ملا یہ ہونا بشرط عقل سلیم و طبع لطیف طبع سے  
 کل خاک بہ آب نیچہ کو کہتے ہیں درخ آفتاب کہ کہاں پنچی مان گرد و غبار میں قہار جہاں  
 ہی اسکا استعمال از روی حجاب جاری ہی کچھ دور اندہ ناکی یہ بہت لطیف بات ہی یعنی افسوس کیا  
 جاتا، او گنہ کی برکریہ ہو گا لگے غشی غشی ہی ہندین کہ جنگل میں ہون ہی تو یہ چاہتا ہی کہ مدفن  
 سی نکلی اور صرف ہوا و لوگ اوسکی خودی متع پائین بان ایک اور دقیقہ ہی کہ اس شعر میں گنہ  
 اور روح انسانی مشبہ، اور یہ سب جاتی ہیں کہ روح کا تعلق جسم جاودانی نہیں پس کیا  
 قیامت ہی اگر ایک غمزدہ ستم زدہ قطع تعلق روح کا منتظر اور شاق ہو مثلاً ایک سیاح و مجبور  
 حیرت مند کہی کہ اسی وہ دن کب آئے گا کہ میں قیدی نجات پاؤں کتبک سرک کا ٹون کتنا کج  
 او ہاؤں فاخر کلن ایک شاعر ہما شجاع الدولہ و صفالہ دیکھ دین اونی حکم و نظامی  
 خربن کی اشعار کو اصلاح دین ہیں جب ایک ہندوستانی بیچلم ننگ یا یہ ہاتھ نامی عجم کی کلام  
 کو اصلاح دی اگر ایک عالم خراسانی نے ایک ہندی کی مطلع میں لکھ دیا تو کیا قیامت لازم  
 آئی خدا شکر کہ مجھ کو تبریک ہی نہیں پچاس برس کی شش کی بعد استاد و مہیر آیا ہوا ہر زرا حاکم  
 علی مہر کے نام جناب مرزا صاحب نے کا حال تو یہ ہی شعر گہر میں تھا کیا تو  
 تراجم اونی غارت کرنا وہ جو کہتے ہی ہم ایک حسرت تغیر سو ہی بیان دہر کیا ہی جو کہے

تر کی شریک و خیر محض غلطی اگر کچھ ہی تو بدین مٹھی کی چند روز چند گورن ان بار  
 سو شایہا اہل قلم اور اہل قلم فی انصاف دای ہا اگر ایسا بند رہے گا کہ وہ فساد ستیان  
 این اہل قلم ہونا ہر دم جو ہر دستاویز میری ہی دست خدا و قیود و قیود کی ہی ہر  
 محفل کہتے ہی قصیدہ و مثنوی ہی اور کو کچھ علامہ ہما سجان اسٹری قصیدہ دین و دیکھ دیکھ  
 کہ ایشا کو رشک یا مثنوی کی شہار جو مٹی کی کیا کہوں کیا خط و ہما یا بیت خدای میں ہی  
 چاہوں کہ مہر فرغ میرزا حاتم علی جہرہ اگر سی انداز پر شام یا پیگی تو یہ مثنوی کا زمانہ  
 اردو کہلائی خدا کو جیسا کہی ہما رادم غنیمت ہی صاحب میں تم سی پوجہ ہوں کہ میا  
 الشعر میں تھے اپنا خط کیوں جہا یا ہما راتہ کیا آیا سونو تو سی اگر سب کلام اچھا تو تیار  
 کیا ہی خواجہ غلام عوث بیخبر کی نام خانی کل میری شفیق کرم مثنوی نواب جان  
 کلیہ خرائین شریف لائی آپکا سلام کہا معلوم ہوا کہ خواجہ صدر الدین صاحب شکر کی سیاتہ کو  
 میں اور آپ میں اس فضل میں کہ آپسی رائدن آگ بستی ہی اچھا ہوا کہ رحمت سفر  
 اچھی حضرت یہ مثنوی ممتاز علیخان کیا کہی میں سعی جمع کئی اور نہ چھوٹی فی الحال  
 احاطہ میں انکی بڑی خواہش ہی جانتا ہوں کہ وہ آپکو کسان ملین جواب ہوں کہ کہیں کر  
 یہ تو حضرت کی اختیار میں ہی کہ جتنی میری خطوط آپکو پہنچی ہیں وہ سب یادوں سبکی نقل  
 پارسل آپ مجکو بھیجیں جی یون چاہتا ہی کہ اس خط کا جواب ہی پارسل ہو عزم سلامت  
 قیامت تک ایضا حضور ملی خدا کا شکر پر آپکا شکر سجا لا تا ہوں کہ انی خط لکھا اور میرا  
 حال پوچھا یہ پریش حکم نشر کار کہتی ہی اب گ قلم کے خوانہ نہ فانی دیکھو گورن عظم  
 میری تہ میں دربار کا حکم دیا صاحب شہزاد دہلی فی سات جاگیر داروں میں جی میں  
 بقیہ اس خدمت ہی انکو دیاد دیا میں سے میرے کو ہی لاتی ہما یا چند جہاں مجکو حکم نہ پہنچا جیسے تہا



کی تو جواب ملا کہ اب بنین ہو سکتا جب نہ میں مجھ کو زری موی میں اپنی عادت  
 قدیم کی موافق خمیہ گاہ میں پہنچا موی اٹھا حسین خان صاحب یاد دہی ملا چیف سکرتر  
 بہادر کو اطلاع کی جواب آیا کہ فرصت نہیں میں سمجھا کہ اس وقت فرصت نہیں دوسری دن  
 پھر کیا میری اطلاع کی بعد حکم ہوا کہ ایام غدیر میں تم باغیوں کی اخلاص کہتی تھی اب کورٹ  
 سی کیوں ملنا چاہتی ہو اس دن چلا آیا دوسری دن میں فی انگریزی خط او کی نام کا  
 لکھ کر ان کو بھیجا مضمون یہ کہ باغیوں ہی میرا اخلاص منظرہ محض امیدوار ہوں کہ  
 اسکی تحقیقات ہوں تاکہ میری صفائی اور یگانہ ہی ثابت ہو یہاں کی مقامات پر جواب  
 آیا کہ گذشتہ یعنی فروری میں پنجاب کی ملک سی جواب آیا کہ لارڈ صاحب بہادر فرما  
 ہیں کہ ہم تحقیقات کرینگے پس یہ مقدمہ ہوا دربار خلعت پر موقوف نہیں مسدود  
 وجہ لا معلوم لا موجود الا لدولہ لا موثر فی الوجود الا لدولہ اسٹیشن اے میں میری جواب  
 یوسف علی خان بہادر ولی رام پور کہ میری ایشیائی قدیم میں اس سال یعنی سنہ ۱۲۸۷ء میں  
 شاگرد موی ناظم ان کو تخلص یا گیا میں جس عین اردہ کی بھیجی میں اصلاح دیگر مجتہد  
 گاہ گاہ کچھ و پیر او دم سر انارہ سافلہ کی تنخواہ جاری انگریزی پین کھلی موی اونٹ  
 عطا یا فتوح گئی جاتی تھی جب وہ دونوں تنخواہیں جاتی رہیں تو زندگی کا مدار اونکے  
 عطیہ پر نہا بعد فتح دہلی وہ ہمیشہ میری مقدم خوانان رہتے تھے او میں غدر کرنا تھا جب  
 سنہ میں گورنمنٹ سی وہ جواب آیا کہ جو پر لکھ آیا تو میں آخر جنوری میں ام پور گیا جہاں  
 ہفتہ وہاں کر دی آیا یہاں آپکا خط مجھ پہنچا یا استفا کا جواب بھیجا جاتا ہی لکھا بیت  
 بیان شب یہ سیت درو میدی لکھی میدت قبلہ آج کی خوشی اور خوشنودی واسطے  
 روداد لکھا ہو تو یہ سنہ میں لارڈ صاحب بہادر میرے میں دربار کیا صاحب کٹر بہادر دہلی

ابوالحسن کی بہت سی بی بی تھیں کہا میں یہی چوں فرمایا کہ نہیں جب لشکر میرٹھ سے دلی  
 آیا ہوں میں موافق اپنی دستور کی رور و درود لشکر مخیم میں گیا میرٹھ منشی صاحب بھی ملاؤں  
 میں سی بی نام کا لکٹ صاحب کر رہا اور پاس بھیجا جواب آیا کہ تم عذر کی دنوں میں بادشاہ  
 مانگی کی خوشامد کیا کرتی تھی اب گونٹ کوٹسی من منظور ہیں میں گدا می بہرہ اس حکم  
 پر ممنوع ہو جب تھو صاحب بد گونٹ پنچ میں فی قصیدہ صاحب مول قید بھیجا معہ  
 اس حکم کی واپس آیا کہ اب یہ چیزیں ہماری پاس بھیجا کرو میں مالویس مطلق ہو کر  
 بیٹھ رہا اور حکام شہر سی ملتا ترک کیا واقعہ اوخر ماہ گذشتہ یعنی فروری ۱۸۵۷ء  
 میں نواب نصرت گورنر پنجاب دلی آئی اہالی شہ صاحب پی کشن بہادر و صاحب شہ  
 بہادر پاس دوری اور اپنی نام لکھوائی میں تو بیگانہ محض اور مطرود حکام تھا جگہ سے  
 نہ ہر کسی سے نہ ملا اور یہ مہمان ہر ایک گدا گروا شنبہ ۱۷ فروری کو آزادانہ فٹسی میں  
 سنا صاحب کی خیمہ میں چلا گیا اپنے نام کا لکٹ صاحب سکڑ بہادر پاس بھیجا لیا  
 مہربان اگر نواب صاحب کے ملازمت کی استدعا کی وہ یہی حال ہوئی دو حکم جلیق  
 کی وہ غائبین دیکھیں جو میری تصور میں ہیں نہ تین جملہ معترضہ میرٹھ نصرت  
 گورنری ہی سابقہ معرفت تھا وہ بطریق حسن طلب ہی خواہان ہوئی تو میں گرجب  
 حکام مجرد استدعا مجھ سے فی تکلف ملی تو میں قیاس کر سکتا ہوں کہ میرٹھ کی طرف  
 سی حسن طلب ایمای حکام ہوگا ولکر حسن لطاف خفیہ بقیدہ داویہ کہ دو  
 دسم مارچ کو ہوا شہر مخیم حاکم گورنری ہوا آخر روز میں اپنی شفیق قید صاحب مولیٰ ظہار  
 حسین خان بہادر پاس لائے گی قتلگو میں آیا کہ تہا اور بار اوخلت دستور حال برابر ہی تھو  
 نہیں ہو جا کہ ضرر کنو نہ حضرت کہا حکام حال ولایت اگر تہا علما کی کتب غذا گورنری فارسی دلی

اور یہ اجلاس کس کس حکم لکھو یا کہ اسد اللہ خان کا دربار اور منبر اور خلعت بدستور بحال و قرار  
 رہی ہیں پوچھا کہ حضرت یہ امر کس اصل پیشفع ہوا فرمایا کہ سکو کچھ معلوم نہیں بس اتنا جانتی  
 ہیں کہ یہ حکم دفتر میں لکھوا کر ہا دن یا دن اور ہر کور و انہ موی میں معینی کہا یا بیان  
 شہر کار ساز یا فکر کار یا فکر کار یا آزار یا آزار یا آزار یا آزار کو باہر بھی نوٹشٹ  
 گوزر یا درنی محکوم یا خلعت عطا کیا اور فرمایا کہ لا رد صاحب بہادر کی جان کا دربار اور  
 خلعت ہی بحال ہی انبالی جاوگی تو دربار اور خلعت باوگی عرض کیا گیا کہ حضور کے قدم  
 ویکھی خلعت پایا لا رد صاحب بہادر کا حکم سن لیا میں نہال ہو گیا اب انبالی کہاں جاؤں  
 عیدار یا تو اور دربار میں کامیاب ہوؤں گا شہر کار دینا کسی تمام کردہ ہر جہ گیر بد محض گیر  
 ایضا حضرت پیر و مرشد اس سی لگی انکو لکھ چکا ہوں کہ منشی ممتاز علی خان صاحب سے  
 میری ملاقات ہی اور وہ میری دوست ہیں یہ بھی لکھ چکا ہوں کہ صاحب اس ہون  
 اوٹنا بیٹھنا نامکن ہے خطوط لپٹی لپٹی لکھتا ہوں اس عالم میں دیباچہ کیا لکھوں یہ بھی  
 لکھ چکا ہوں کہ لفتہ کو معینی خط نہیں لکھا اشعار کی الی اصلاح و دیدنشا اصلاح جا بجا  
 حاشیہ پر لکھ دیا کل جو غایت نامہ آیا اس میں بھی دیباچہ کا اشارہ و توفیقہ کی خطوط کا حکم لکھ  
 پایا یا چار ستر سابق کا اعادہ کر کے حکم بجا لایا تا میں قاطع بریان پر روشن ہو گا کہ نامہ داوڑ  
 مراد کا ذکر منی اسپر کہ عبد الواسع نامہ سوی فی بی مراد کو صحیح نامہ مراد کو غلط لکھا ہی میں  
 لکھتا ہوں کہ ترکیبیں دونوں صحیح ہیں لیکن ہر اوٹنی کو کہتے ہیں اور نامہ مراد محتاج کو ایک ہی کرد  
 اگر دونوں کا محل استعمال ایک ہے تو میرا مدعا ہی اصل یعنی نامہ مراد کی ترکیب کا علی الرغم عبد الواسع  
 کی صحیح ہونا تو نہیں ہوتا شاعر مراد صاحب شہر نامہ مراد کی زندگی بر خوشی کہان کرداشت  
 جمعیت دل خود را سامان کردست بیان نامہ مراد کی اور بی مراد کی کی معنی کیوں کر دے

اعتناء خواہی اہل توکل خواہی اہل مومل مکتوبین پر کسی کام آسان نہیں ہوتا بلکہ مفسدین  
 سی زیادہ اون پر شکستیں ہیں ہی اہل توکل و مکی صفین اور بین وہ اہل اللہ ہیں مقرر  
 بارگاہ کبریا میں دنیا پر پشت پاماری ہو ہی ہیں کام اون پر کتب شکل تھا کہ اوہنوں کی کو  
 آسان کر دیا نامراد صیغہ مفرد ہی ساکین کا اضافہ ساکین کے شرح ضرور نہیں سختی کشی  
 مینوائی پتہ دستی گدائی یہ اوصاف ہیں ساکین کے ان صفات میں ایک صفت جسمین باچی و  
 وہ مسکین وہ نامراد البتہ ساکین پر نہ ایک کام بلکہ کلام آسان ہیں نہ پانہوس و عزت نہ جہ  
 و کنت نہ کیسے مدعی کیسے مدعا علیہ دن ات میں دوبار و ملی ملی بہت خوش ایک بار ملی بہر  
 حال خوش خدا کی واسطے مولانا صاحب کے شعر میں ہی نامراد مینے کیا ہے پیچہ مراد شدہ باشند  
 کیونکر ثابت ہوتا ہی ساکین کے زندگی جیسا کہ میں اوپر لکھ دیا ہوں آسان گذر فی ہی یا غیا  
 رہا مولوی محوی علیہ الرحمۃ کا یہ شعر میں عاقلان اپنی مرادی ہی خوشی باخبر  
 گشتند از مولای خویش + میں نے مثنوی کی ایک نسخہ میں عاقلان کی جگہ عاشقان  
 دیکھا ہے بہر صورت معنی یہ میں کہ عشاق یا عقلا بعد یا صحت شاقہ ماسوی اللہ اعراض  
 کر کے بی مراد اور بی مدعا ہو گئی بہر پایہ تسلیم و رضا ہی البتہ اس تک کی آدمی کو خدا ہی گویا  
 ہو گئے باخبر گشتند از مولای خویش میان ہی بی مرادی ہی نامراد کی معنی نہیں لئے  
 جاتی گر با ن ع بی مرادی ہوں شان از نیلے بد + دوسرا مصرع ع در لکھی بی مراد  
 داشتی + ان دونوں مصرعوں میں نامراد اور بی مراد کی معنی میں خلط واقع ہو گیا ہے  
 خیر بی مراد و نامراد ایک ہی ہر چند دوسری مصرع مولوی میں بی مراد کی معنی بیجا  
 کی درست ہوتی میں مگر ع من کہ زدم شیوہ من نیست بخت + زیادہ مکرار کیوں کروں  
 معجزہ مصرعہ اول کے کچھ توضیح ہی نہیں کر سکتا نامراد کی ترکیب کی صحت علی الرغم

عبد الواسع ثابت ہو گئی فثبت المدعا کمال یہ کہ مانند ناچار و بیچارہ اور نا انصاف اور  
بی انصاف کی نام اور بی مراد کا ہی مورد استعمال مشترک اور اسلام، الصفا  
سیر و مرشد سہل محتجہ میں کسرہ لام توصیفی ہی سہل موصوفہ اور محتجہ صفت اگر حجب  
ضرورت زن کسرہ لام مشجع ہو سکتا ہی لیکن محل فصاحت ہی اور لام موقوف تو خود لفظ  
قیاحت ہی سہل محتجہ اوس نظم و شعر کو کہتے ہیں کہ دیکھنے میں اسیان نظر آئی اور اس کا جواب  
نہو سکے بالجملہ سہل محتجہ کمال حسن کلام ہی اور بلاغت کی نہایت ہی محتجہ الطیر ہی شینہ  
سعدی کی بیشتر فقری اس صفت پر متعلیٰ میں اور رشید و طوطا وغیرہ شعرا ہی صفت  
تظم میں اس شیوہ کی رعایت منظور کہتے ہیں خود ستای ہوئی ہی سخن فہم اگر خوب لگا  
توفیق کے نظم و شعر میں سہل محتجہ اکثر پایگا **۵** ہی سہل محتجہ یہ کلام ادق مراد بر سزا  
پر ہی تو یاد دہوئی سبق مراد یہ مصرع حیرت اور ہی کلام ادق سہل محتجہ کی منافی ہی  
یہ مراد نہونا اور حافظہ پر نہ چڑھانا ہر سہل محتجہ کی صفت نہیں ہو سکتی کلام ادق  
جبکہ حفظ دشوار ہو شاید کوئی قسم اقسام کلام میں ہو ان کلام ادق کلام مغلق کو کہتے ہیں سو  
کلام مغلق اور کلام سہل محتجہ ضد یکدیگر ہی مغلق اور ادق سہل محتجہ اور سہل محتجہ مغلق اور ادق  
کیونکہ ہو سکیگا اور حافظہ میں محفوظ رہنا کلام مغلق اور ادق کے صفت کیونکہ بزرگی ان کلام مغلق  
عسیر القوم ہو گا نہ ہر ناچاریا گئے سمجھ میں آئیگی سہل محتجہ کی صفت ہتی جو فقیر اور لکھ آیا  
اس شعر ہی مجاہد کہ چہ علاوہ نہیں فہم آب در نیاز سیدن منجے خرابیہ و قیاسی اساتذہ کی کلام میں  
مدنی نہیں لکھا اگر آتا ہو تو درست ہی مان برآب سائید نہا کہ نظام آں در نیاز سید کا مسد منہ ہی بقا  
کی کلام میں آیا ہی لیکن خدا دین ہی ہم منجے ویرانی بناستعلیٰ دوم منجے استحکام بناستعلیٰ کر کا  
لازمی دہو دہی تو رسیدن نہا نہ آت نہ رسیدن آب در نیاز صیبا کہ لغت خان علی لکھا ہے

عیست محکم گردید و بنیاد بنا به آب به چون جناب پنجاه بی بنیاد و میداییم ماهه است و این  
 هونامی که رسیدن بنیاد آب موجب تحکیم می و شلوع و وجود و سیل تحکیم بنیاد و استوار  
 ای حدایت گشته ای بهیچ چگونه شمع تجلی ز رنگ ندارد و نوحه آئینه را به آب رساند  
 حاجی محمد خان قدسی بهیچ بگوش عطایش سازدین خطاب که بنیاد کان آراشد  
 باب ۱۴ به دو نو شعر مفید معنی ویرانی بین قصه مختصر به آب رسیدن بنا برانی خانه و آب  
 رساندن متعدی آن و رسیدن آب در بنانا مسیح بین ای چهار چون او بیاضی و وسطی تمام  
 کو غل صحت می غل بیت اسلام مردان علی خان غیاثی نام خانصاحب عالیشان  
 مردان علی خان صاحب کو فقیر غالب السلام نظم و نثر و یکم کردل بیت خوش بود آج اس فن نیز  
 هم گنیا بود خدا کو سلامت رکبی بهای جفا کی موت مونی من اهل مدی لکن کو بایم اتفاق ای  
 کبھی کوئی نکلی گاه جفا کیا مان نیکامه بین جهان بولتی بین که بهیچ نایا اگر جفا کند کرکین  
 تو کبھین در نه تم و ظلم و سب و بد و نکر او جفا مونت ای بی شبهه و شک اسلام والا کرام ۱۲  
 ایضا خانصاحب شفیق عالیشان کو میر اسلام کل تهار اعنایت نامه پنجا رامبو کافانه  
 آج رام بود کور وانه بود کا غذا شکار بین فی ویکه لیا کبھین اصلاح کی حاجت نهی نادر  
 شعر عینا گزاشی مراناد در چرخ کبھین سی تهار و ج کا هدم نه پیراجا کی مطرب به نادر دل نادر  
 نواصلا اردو کا ذکره کبھی بین فارسی غزل متنی بیفایده لکھی دیکه و جبتی بهیچ مکن کاشیه  
 لکھا سوینی و سرمدین شہار خط کا جواب انہ کیا منشی ل کشو صاحبان الی بهیچ جہت سی ملی  
 خوبصورت اور خوش سیرت سعاد مند اور معقول پسند آدمی بین تھار و ملاح او بین اندکا  
 شاخوان خدا ملک و او کو سلامت رکبی ۱۲ مرزا رحیم بیگ مصنف ساطع  
 بیربان کی نام سجدت مشفق کو می مرزا رحیم بیگ صاحب قلم بلا سر اعظم

بالا نوار سخی چند گفته میشود و صیغه نه در منطق پارسی دومی و همین هندی ساده سر  
 ج طرح توحیدین لغتی نسوی و سندی محکو تحریرین حد و و این نظری غنوم مقابله نیز  
 قصد بجا و نهین تر نام و ستان حکایت می خاتمه بین ایک حکایت می شکوه در دمنده  
 شیوه او بنین معجزه اظهار در اول او می کونی بات جواب طلب بنین احسان چون ک  
 که اپنی منشی سعادت علی بطرح او نام میرانه لکها انو کی حسن ظن کے مطابق محکو معشوق میری  
 اوستا دکان لکها اور اگر ایک جگہ یہ الفاظ کہ بقول غالب کلام حسن در جواب شد ہم هم می او  
 حکم کلمه تو بین رقم کئی مینی اپنی لطف طبع احسن عقیدت سی پہلی فقر کا مفہوم یون اپنی دل  
 نشین کیا کہ حضرت انی محمد حسین دکنی جامع بریان کو موافق میری قول کی حسن ظن کیا یا  
 حسن در جواب شد عبارت می محبت می خاتمه کئی اسی مدح کئی اسی محکو او کتا  
 بسبیل او نیش ہی تمکوا و کا و ب روی نیش ہی دوسری فقر کی مخفیہ برانی بلکہ بی تکلف  
 میر ضمیر میں انی کہ خر سکی مدد دینی سی کوفت حاصل موی او و کوفت باعث در دل ہوئی  
 شد در دین آدمی خجما ہی جلاتا ہی ثانی انی کرانی غل جلاتا ہی جیسا کہ سعدی است  
 کی اوس حکایت میں جکا پہلا مصرع میری شہی ریت نکوت ہمین سو ختم فرماتا ہی علم  
 ناچار فریاد خیر زمر و جات صاحب کیا تم بنین جانتی کیو نکوت بنین جانتی بی شبه جانتی  
 ہوگی کہ اکابر امت کو امور دینی میں کیا کیا ساز عتین ہم واقع موی میں کہ نوبت یہ فقر لک  
 پہنچی ہے اگر فن لغت میں ایک شخص دوسری شخص کا معتقد ہو یا بیان تاک اوسکی شخصیت  
 کی تو اور مدعیان علم و عقل اوس مسکین کی حرکت شد خون کیون ہو جائیں او جت تک اسکا  
 نقش ہستی صفحہ دہری سنائیں آرام تباہین ظلم تو بہر ہی جو کچھ مینی فاطم بریان میں لکھائی  
 اوسکو سمجھتے ہیں و نہ لکھتے ہیں لکھتے ہیں اوسکی شخصیت میں سوال مگر جواب دیکر یہ کہ خارج از

محبت اقبال کی مکرار ہی برہان قاطع والی کی محبت سی دل تھوڑی فرط غیظ و غضب  
 سے بدن رعشہ داری مٹی سعادتی عالمی ناظم سی ستارہی بوجہ باس مصرعہ کی نعم مقصدی  
 طبعیتش انیت ۱۴ ناچار ہی تمکو معرض تحریر میں تھل اور ایل چاہی نہ سخن پروری جانتا  
 میں تو غل چاہی بجب اختلاف طبعیج مانو مانو گر پہلی یہ ہو جانو کہ غالب سوختہ آخر کا رنگ  
 تو سیون کا بائین عقیدہ کیا ہی اگرچہ قاطع برہان میں جا بجا لکھا آیا ہوں مگر انیسویں صدی کی  
 گورکی لکھتا ہوں کہ یہ عقیدہ میرا ہی کہ فرنگ لکھنی والی جتنی گدڑی میں سینہ پی نرا وہیں  
 علم صرف و نحو عربی میں بقدر تحصیل مسلم اور استاد میں علم صرف و نحو کی کتب سی جو  
 ہیں جنسی چاہا ہی وئی استاد سی اون کتب کو پڑھ لیا ہی فارسی کی جو فرنگین حضرت فی  
 لکھی ہیں مطالبہ کس اصول پر مضبوط گئی ہیں اور اوکا علم کس استاد سی حاصل کیا ہی آخر  
 مقاصد صرف و نحو عربی ہی تو صرف مطالعہ کتب سی نہیں نکالی میں پہلی تعلیم و تعلم ہی یہ کتب  
 تو آئندہ جا بجا حوالی میں قواعد فارسی کا رسالہ ابن زبائین سی کئی لکھا ہی اور ان ہوسن شیعہ  
 فرنگ لکھنی والوں کے وہ سا کہ فاضل عجم سی پڑھا ہی شیدا سی ہندی سکر وہی فی حاجی محمد جان  
 قدسی علیہ الرحمۃ کی ایک تحریر اعتراض کیا ہی مرزا جلالا طباطبائی علیہ الرحمۃ نے شیدا کو خط  
 لکھا ہی سر آغاز خط کا ایک قطع جس میں صحرا و دریا فانیہ اور برسانند دلف شعر کا آخر کا مصرعہ  
 تانی یاد رہا ہی عربیے بہاد یو مقوی برسانند خلاصہ مضمون خط یہ کہ توصیف زبان ہنر  
 زبان دان عربیے مقلد اور کالیسیں ایل ایراک حاجی محمد جان کے کلام کو سندرگہ کیجے گئی کہا ہی کہ  
 اوسے لکھا تو فی سناہنین جو عربی و فیضی میں گفتگو ہوئی، اور مومن الدو کہ شیخ ابوالفضل  
 روبرہ دہوی ہی بغات فارسی اور ترکیب الفاظ میں کلام تھا مولانا جمال الدین عرفی رحمۃ  
 اللہ علیہ نے کہا کہ میں نے جیسے پوچس نہا لای اور لفظ نہا لایا ہوں اپنی گہری پرسیوں نے نجات



اور یہی ترکیب سنسار ہوں فیضی بولا کہ جو کچھ تہنی اپنی گہری بڑھپوں ہی سیکھا ہی ہے  
 ہننے خاقانی و انوری ہی اخذ کیا ہی حضرت غنی فی فرمایا کہ قصیر معارف خاقانی و انوری  
 کا ماخذ یہی تو منطق گہری پیرانہ کا ہی ہی تہنیر کیا ہی لاؤں جو دیکھی کہ بہہ حال قلم بردار  
 کی حصہ کیا ہوں کا ہی قیاس مع نفارش کی بیاد دیکھو مجھ کو قدم نہانیکا اختیار دیکھو مانا کہ عمر  
 تحصیل علوم عربیہ میں ادنیٰ کتری حصہ زبان اور ایرانی ہونی میں برابر ہی کیا عوشے  
 کیا انوری کیا خاقانی ایک شیرازی ایک خاوری ایک شہرانی اگر جیسے کوئی کہی کہ غالب ترا  
 ہی مولد ہندوستان ہی میری طرف سے جواب ہے کہ ہند ہندی مولد و پارسی زبان  
 ہر چہ از دست گاہ پاس بہ نغما برزندہ تا بنالم ہم ان جملہ زبانم داوند زبان دانی  
 فارسی میری از بی دست گاہ اور یہ عطیہ خاص من جانب ہندی فارسی زبان کا محکو  
 خدانی دیباہی شفق کا کمال مینی استاد سی حاصل کیا ہی ہند کی شعرون میں باجمی چو  
 تو گلو اور معنی باب میں نیکین بدہ کون الحق کہیگا کہ بدہ لوگ دعویٰ زبان دانی کی بات ہی نہ  
 فرہنگ لکنی الی خدا انکی پیچ سی نکالی اشعار قدما لکنی ہر لئی و اپنی قیاس کی مطابق  
 چل دئی و وہی نہ کوئی ہم قدم نہ کوئی ہمراہ بلکہ سوبہ سو پر گندہ و تباہ رہنما ہو توراہ تباہی  
 استاد ہو تو شعر کی معنی سمجھانی نہ آپ شیرازی نہ استاد و رضانی نہی رگ گردن و خمی  
 دعویٰ زبان دانی میں یہ قول خاص ہے نہ عالم ہے مجموع فرہنگ  
 رگاردن کے محقق ہونے میں کلام ہے یہہ کیا بات ہی کہ جامع برہان کا  
 ماخذ فرہنگ رشید سے وجہ انگیری ہی عبدالرشید کی کیا شیخے اور زبان انجو  
 میں کیا یہ ہے قطب شاہ وجہ انگیری کی عہد میں ہونا اگر فشاں بر سر سے  
 ہے قہر سجادہ جعفر زلمی ہی شریح سیری ہی ایک لطیفہ لکھا ہوں اگر خانا جو

تو خط او ہٹاؤ گی جتنی فرنگین اور جتنی فرنگ طراز میں یہ سب کتابیں اور یہ سب  
 جامع مانند پیاز میں تو بتو اور لباس اور لباس ہم دروہم اور قیاس در قیاس سارے  
 چھلکے جس قدر اور تاری جاؤ گی چھلکو لگا ڈھیر لگ جائیگا مغرباؤ گی فرنگ لکھنی دلاؤ  
 پردی کہو تلی علی جاؤ لباس، لباس دیکھو گی شخص محدود فرنگوں کی ورق گردانی  
 کرتی رہو ورق ہی نظر آئیں گی معنی مہوم طرافت پر تحقیق نہیں ہی آپکی خاطر نہیں  
 کرتا ہوں جو میری دشمن ہی فرنگ لے لیاؤ لگا قیاس جتنی لغات فارسی میں نہ سر غلط  
 ہی البتہ کتر صحیح اور بیشتر غلط ہی خصوصاً دکنی تو عجیب جانا نہ ہی غوی بوج ہی لکل ہے  
 دیوانہ ہی وہ تو یہ ہی نہیں جانتا کہ یا ہی اصلی کیا ہی اور یا می زادہ کیا ہی حیران ہوں  
 کہ اسکی جانب داری میں فائدہ کیا ہی خدا جانتا ہی کہ میں بکرتا ہوں مگر دکنی کی جاس  
 دار دن کا چوزنگ ہوں چھی چا ہوسو کہو اور دن تم کیوں رتی ہو کہ میں جامع لطائف  
 عیبہ کو بٹا کتے ہو کہ میں نگارندہ واقع ہریان سی جگہ رتی ہو جانتا ہوں کہ دکنی کی عبارت  
 کے خامی او سکے رامی کی کجی او سکے قیاس کے غلطے اگر نہ سب جگہ بلکہ بعض جگہ سچ جانتی  
 ہو مگر یہ میں نہیں جانتا کہ اتنی محنت کرنی اور او سکے رفع تخطیہ کی واسطے توجیہات  
 بار دہ دہونڈنی کو واسطے ایسا او سکوں کیا مانتی ہو مجھ یہ جدا نہ آتی ہو مولوی نجف علی  
 میان داد خان جد ابگرتی ہو بہا یہ صاحب لچہ پن پر لگتی گونا رتی ہو سچ ہی نیا لکھ  
 گوش ہی کیسی نہیں سنتا ہی آپکی مقرر کئی ہوئی قاعدہ کی موافق مجلف کتابوں کہ متنی قاطع  
 برہان و دافع ندیان و لفظ عیبہ گوہر گز نہیں دیکھا آورہ و فہوس کے بیان میں مجھے ہ  
 سہو نہو ہی کہ چھی او سکا اتوار و میر دوست میان اود خان شرمساری جو کچھ اس صنف نے  
 اسباب میں لکھا و قول فضیل اور کافی ہی نہیں ملتا نہیں ناظرین کو اختیار ہی گہری کا فی فارسی

نوزن اکبری تحت ہندی الاصل و سکی شرح میں جدا گانہ ایک فصل کلف فارسی کے گور گکار  
 عربی مفتوح اوائی کا نوزن آشتی وضع اور محبی او میری دوست سیف الحق کو دو ہویہ طبع  
 پر ہندو ہوا خوانان پورہ دکنی کو غلط متواتر کی جواز پر اصرار فاعبر و یا اولوالابصار  
 خرد بی و او بے نور اور فرہ مع الواجبہ جذام ایک یزدہ بے پاک اور آدیزہ بے ناپاک ایک  
 اور ہزار ہی غلط سند اور معتدل و منظور گویا یہ صریح جو صحت میں کلمہ جو خدا پر و حکم  
 اسکے نشان میں صادق سمجھ لیا جی شیم بد و درج چاہی کہ او سکی پوچھنی الی و سکی نام کی بعد صل  
 جلالہ لکھیں اور اگر اتنی جرات یکنین تو نظر بہ افادہ و استفادہ غم نوالہ لکھیں تیر سکی عمر کا نون  
 میرا جمعیت کم تقریر زیاد اور پیر خود داری اور کفر نفس اور استغناء داد و ہودہ کنی میں اوقات  
 کہون حرف کردن پانچ لگائی کیونکہ لفظ بلفظ حرف برف کردن لکھا اپنی بنود اور شہر  
 ہے خرد گیری و غیب فی سی چکو نفرت ہی اور حیاتی ہی زیادہ گوئی سی آپکی حسن کلمات طبعات  
 سی قطع نظر کر کے ناظرین منصف کے وجدان پر چور دیتا ہوں اور شکایت موعودہ پہلے امر و  
 لکھ لیتا ہوں صحیحہ بے بے اور آپ نہایت اسکے سپر ہونی میں کیا کلام ہی جو صحیحہ سی و آرا  
 مراد کسی وہ ناقص ہے اور خام ہی کیا عرفی کا شعر و نیکہ خطی لکھا ہوا سیکو نظر کر کے ناظر  
 سی شکرتا را دہن و قاف و قاف و دان جا را لغت کسے طعن کی اندھی تاہی لکھا جانی اور  
 عرفی جیسا شاعر ویدہ در باز پرس میں پڑا جاتا ہوا محب ہر دکنی شین منقوط مع احتیاتی  
 بیابن شینہ گوہر کی ہن شانی کی فارسی بتا ہا ہی عربی میں گہڑی کی ہنہا نیکو صہیل ہنہن  
 دلیل کہتے ہیں صیو نوزن بے عیب و بے بے ہر صدی ہونہاںک و مہید آئیہی میں کیو کر فرہنگ  
 نگار دکنی اور دکنی مددگار دکنی عباس کی و جی سچو اور کیو کر کا متون کی اما کو مصحف مجید  
 طرح و ہر لون یہ توجہ ہو سکتا ہے کہ میں نے آگوداد و رنات فرض کر لیں ہم سب کو بے غرض

برگردن بندگان خراب است مین کو مخاطب بالفقر هر اگر بی فقره پر کج پنهان  
 تبدیل چیم جتانی کون اسمع کتا مین یعقوب کتبغیر لوجو انگیزی زانین عاکوب کهنی مین کمان  
 من کمان تغیر لوجو خضر چ کتبه مین خوتیه مین ککو کو ترجمه طفل نهین مانتی وادیر خاتمه مین بدگ  
 بصیغه جمع کلهواتی هو اقیع یون کج که جو کچه کلهواتی هو بیهیر و بصیرن بلکه از روی سمع کلهواتی  
 خط تمام هو اب ستیخت کی عر سماعت هر لیکن سماعت از روی انصاف بالاطاعت موعضی گذر  
 سی ملی ستیخت پو چیا هیچ ایکی محکم عایه کامرشته دار دایت وادیر یانین سخن فغم و شواریه  
 یانین مین تو گمان کرتا مین که مین نهو دلیل سن لوجو لقیق نهو صیحه مین آواز سب نهات  
 اسکے اقبل اویری عبارت ہی سنائی والی فی نه پری هو کتا ابجده کوسطه که اس عبارت کی  
 کو ملحوظ نه کننا اور محمد اکرم پنجاب کا شعر تو قابل تہات ہنن گرو مانا جال الدین عرفی شیرازی  
 علیہ کا شعر یہ تتبع کا تب غلط کلهواتی لبس ابجده ان مین نہنوخو کی تحریف کونانی ہو املا  
 مین کا بتون غلط کی کیون قابل ہوش و املا و لفظ و معنی مین تعلیق چو کر تحقیق کی کون  
 موقصیر معاف یہ نہتہا و لکام عرفی عالی مراتب ہی بلکه بروی خاتمہ کوفتار کا تب ہی کج  
 ہون کہ نہ محکو مناظرہ کا دلائع نجوم امراض جسمانی و الام روحانی سی فرائع الکی جو عمت ہنن  
 ہتی اور عیب سے توقع مدد گاری ہی تو انیا یہ شعراء و میری و در زبان اور اس ہنجا سے  
 مین زمرہ سنہ فغان برتا ہتا شعر رادن گردش مین مین سات آسمان ہو ہر گاہ  
 کچھ گہر این کیا اے اصلاح حال و حصول مطالب دل بالکوس ہی تو طبیعت ہی  
 کی اس بیت کی ترجمہ سے مانوس ہے شعر عمر پر و کیا کیا مر نیکی ۱۰۰ مگر کی پر دیکھے و کیا  
 کیا کوئی یہ نہ سمجھے کہ ہر ارونبارق کا ہی جب معاش فقر ہو تو ہر غم کیا ہی نہ حساب  
 یہ نایتین جانورن مین کچھ کہا نیا یانی لی لیا او چن مسوے آومی عموماً اور صاحبان

شک ناموس خصوصاً با وجود فرائع معاش ایسی جاگہ از یادون میں مبتلا ہیں کہ کوئی کیا ہی  
 یہ حال تو یا صاحب افہ جانی یا خدا جانی دوسری یہ کار افتادہ کیوں کہی اور بغیر کہے  
 دوسرا کیا جانی مناظرہ کا تو ہرگز ارادہ نہیں اگر مردہ دل نہوتا دو باتیں کہتا زیادہ نہیں  
 وہ یہی نہ از روی بحث و تکرار نہ بہ انداز و استفادہ اظہار سی مقصود نفس اظہار بہ جواب فی  
 مولوی امام بخش کو امام المحققین خطاب یا ہی کتنی محققین نے انکو اپنا امام مان لیا ہی چونکہ  
 نہ اجماع محققین کا ہو گا یہ خطاب اجماع اہل عقل ناجائز و ناروا ہو گا وہ فرمان روانی  
 عہد شہنشاہ کھلائیگا کئی بادشاہ جبکی فرمان پذیر ہو جائیں گی ایک سید فی انبی ترکی  
 کا نام میر شہنشاہ رکھے لیا یہ میر شہنشاہ صاحب کیونکر شاہ جهان و جہانگیر ہو جائیں گے  
 اگر حضرت بقیہ قاف ثانی بصیغہ تشبیہ امام المحققین کہتے تو ایک ناموم آپ موقی اور زین دا  
 مقبولی دوسرا ہوتا سا طح بریان کی تیر ہوین صفحہ کی نوین سطر میں آپ لکھتے ہیں و محضین  
 برفراط و تفریط توضیح را کار بند شدہ اند کہ بدان حرف گیری تواند کرد تواند نوشتن  
 مضارع کی بحث میں ہی صیغہ واحد غائب ہے فاعل چاہتا ہی خواہی عرفہ جیسے احمد محمود  
 خواہی نکرہ جیسے فلان و بہمان کہے یا شخصی مردی یار فی اور اگر فاعل مذکور نہ ہو تو اس  
 صورت میں تو ان کو دچاہی کہ تو ان تالم لیسعی فاعلہ ہی کرامت ہو تو مجھے حاصل نہیں مان  
 از روی حسن عقیدت کہتا ہوں کہ یا آپ یون لکھا ہی کہ کسی میں حروف گیری تواند کرد  
 یا تواند کی جگہ تو ان رستم فرمایا ہی کہی آپ فی بیل کی جو فی کا بوجہ یہ ہے گردن  
 پر رکھ دیا اور میں فی ایک بیل کا بوجہ پشت مبارک سی اوٹھالیا او اسدا لدا و  
 خواہ جلد آ اور انہی عوضی لا حضرت آیا اور عوضی لایا پیسے پانچ کا غزون کی نقین  
 علی الترتیب پڑی جادین ہر شترتہ دار صاحب بکمال امانت و دیانت عوضی دا دین

لعل عبارت برهان قاطع آمده دست بگردان بجزوهای بجزوهای بجزوهای  
 رسول صلوات الله علیه است خصوصاً و تفسیر را نیز گویند که بزرگ مجلس بود و ایشان صد  
 و نینت از او باشند عموماً نقل عبارت قاطع برهان از خامی عبارت چشم به چشم  
 می خروشم که آب ده دست برگ از آب ده که صندل است از دادن و دست که با وجود  
 دیگر مسند را نیز گویند معنی ترکیبی رونق دهنده مسند هر آینه نامسند ابطرف نبوت یار  
 یاد است مضاف نکر دانند مقام لغت فرو نیارند بلکه در معنی اکابر و عید و نیز بی ضافه  
 لفظ امارت و شوکت و مثال اینها نگارند یعنی که تنها آب ده دست فاده معنی شویانند  
 دست می کند روان خود امانتی است قبیح بچاره در نظم و شعر لغت آب ده دست رسالت دیده است  
 و نیزه مضمون لغت اندیشیده است نقل عبارت ساطع برهان آب ده دست خدا  
 نمکند که این اعتراض از جانب مریض من باشد کور سو او همچون گفته باشد بخاطر داشت آن  
 درج کتاب کرد و در نه این کنایه قابل اعتراض نیست چنانچه دست جمله ترکیبی است  
 که در عربی و فارسی معنی نیست مضاف و مضاف الیه که معنی مخدوف باید داشت بلکه  
 کلامی است مستقبل تیرادف بالا دست مضاف و مضاف الیه که معنی صدر و سر و بر و قوم  
 باشد صاحب بد افلا در لغت فارسی این لغت اینند دو کتاب که آداب قیام باشد بهمین  
 صحت بهمین معنی لگاشت در مدار نیز و صاحب شهیدی آورده که آب ده دست بمعنی بزرگ  
 مجلس و معنی ترکیبی آن مدون در صدر و سر و سر قولیه بچاره در نظم و شعر لغت آب ده دست  
 رسالت دیده و نیزه مضمون لغت اندیشیده است انتهی قول جامع این کنایه را در نظم  
 و شری ضافه رسالت دیده است و هم خیال در رشته تحریر کشیده است خاقانی گوید شعر  
 آب ده خجانه مثل ازین بهیج کور نشین بشهره پس گویان خجانه گرامش نمکند

در شرم کنایه ماهی چپه خضر در باب المیم چونید که میگویند که آب ده دست استعاره بر آن حضرت  
 از خاقانی از رکات نیت و ای برین عقیقت که او را به عمیری برداشته و باز به نیت  
 رکات هرگون انداخته نقل عبارت بر مان قاطع ماهی چپه خضر کنایه از زنان و  
 و مان معشوق است قاطع بر مان یارب ماهی چپه خضر کدام لغت است من کتاب منطقیه  
 صورت دیده ام قلندرم چه گوید دیده گوید و در ضمیر میگذرد که ماهی چپه خضر خواهد بود و آن  
 خود مضمونیت بطریق استعاره با کنایه که سخن را بخون جگر خورده باشد تا در نظم و شعر خوشتر  
 آورده باشد پس هر که این اورگفتار خویش آورد سرقه خواهد بود از لغات متقله و کنایه های  
 مشهوره نیت که بکار و بران روزگار آید شیر خدا که ترجمه هدایت گوی یکی از آنهاست  
 جناب لایت نباهت هدایت هر کس در کلام خویش آورده باشد و سرقه نیت دکنی و حجت شیر  
 مع الیای شیر شریک هم حضرت امیر علیه السلام نوشته و آن مضمونی است که خاقانی در قصیده  
 قیسمه بهم رسانده شیر شریزه خود صفته است عام که بر هر درخت و جمیع درختان و هر آن  
 کرده غایت بخت پیشه و نسیان است هر آنکه این صفت را در ایشان است الهی بابت غایت  
 بطریق تنزل گفته است این چنین صفت احم که یکبار خدا در رسول او را به برگزیده  
 چگونه روا تواند بود هم چنین آب ده دست در باب لطف ممدوده احم حضرت ختم المرسلین  
 صلوات الله علیه را داده است و این لطفیت در غایت رکات صفت لفظی غالب  
 کتابی بر مان و کنی که لفظ رکات است که می خواند در آن فصل فصل نوشته  
 احم مقصود ما این است که این چنین مضامین لغت متقل کنایه متقل چرا او را یاد و جز  
 و شرح اشعاری که حاوی این کلمات باشد چرا که اینها را در حدیث بیان الرحمن اب  
 ترجمه با کاندگی لای و معنی فنی لطیف آهای او را که می خواند و در هر صفائی گویند

ترجمہ میری حکمی ہندی ماہدہ اور معنی دھرم و نفع اور معنی ہندو ہی مستقل ہے، ہر کوئی مقام میں  
 بیغے پانی اور دست بیغے ماہدہ اور اسکے ترکیب یعنی آب دست اور اسکی مقلوب یعنی دست آب  
 بیان میں کلام ہی آب دست حرکت سکون و وحدہ عموماً ترجمہ سالہ بدہی اور خصوصاً وضو کہہ کر  
 میں تعظیم کے لئے ہوتا ہے اور کاشعر شہر فی تکلف و توشا کن اگر دل خستہ و کاہست اور غائب  
 ماہست و تخصیص کے لئے نام حتی کی بیت بیت آبدست و نماز باید کرد و دل مقام گذارنا یاد کرد  
 عرف میں آبدست کس معنی کی غنائیکو کہتے ہیں ہم تو اپنا پوچھ کر چپ ہستی میں پس آبدست اور  
 دہ کی معنی منظورانی والا اور ماہدہ و ہولہ والا آب یعنی وفاق در دست یعنی منہ کا بیان احوال  
 محض چل اور صرف اسمال یہہ نویر قول ہی کہ آبدست و رسلت رسول گو کہہ سکتی ہیں ایک ہی آبد  
 قطع آبدہ دست کہتا ہی اور ہم ہنہ کنتی میں مٹی سحاحت علی کہ نہ علم نہ فہم انوی اس قیامت  
 انجانہ را حرم بیگ صاحب شو کے بات ہی تہی اس بیان خاص میں قاطع بریان والی کی قول کو کیوں  
 کر مانا ہی ہی سراسر تہی پردہ شرف الایضاع علیہ السلام کی تزیل اور توہین ہی اور جو ہم کو  
 ایسا کہی و جمع اہل اسلام کی نزد یک مرتد اور مردود و بدین ہی بلکہ مخالفین ہی جو  
 مسلمان اپنی پیغمبر کو رکھی اور سکورا جانین کی ہتھن ہی ہم کو آبدہ دست نام کہنے والا اور لغتہ اللہ  
 و ملائکہ والناس جمعین کا خافانی کی شعر کی کہنے سی انکی مراد ہی یہ شعر قطع بندا و سکا  
 پہلا شعر محکوماد ہی پہلی پوچھا ہوں کہ دست آبدہ کا فاعل اور میں کلام معنی کس کو ہر ماہدہ  
 آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا نشان میں بطریق مذکور یا مقدیر کیاں پایا جب اس مصرع کی سزا  
 مصرع دست آبدہ محاذرش و دست آبدہ پیمر کا نام قرار پایا تو دوسری مصرع کے  
 مطابق مصرع ازرن دہ برج کو ترش ازرن دہ کا خطاب ہی حضرت صادق  
 آیا سبحان الدجھان مصطفیٰ و محبتہ رحمۃ العالمین و خاتم المرسلین انکی تعاب میں ہوا



پہلے آپ کا لقب پھر ایم راجی میں ترک جاہل ہون بجای ہی اگر محکو گالیان از وختی تاب  
 دوگی خدا کیو سٹے پیغمبر کو کیا جواب وگی بندہ پر و خاقانی کا شعر قطعہ بند ہی اور اس شعر  
 کا پہلا شعر ہے اشعار روح از پی ابروی خود راہ خلد از پی رنگ بوی خود راہ دستاب  
 دہ مجاوش از زن دہ برج کو تراش اوپر دونوں مصرعون میں را کا لفظ زاید پہلا مصرعہ  
 تیسری مصرعہ اور دوسرا مصرعہ چوتھی مصرعہ متعلق تیسرے فارسی میں یون ہوتی ہی ہ  
 روح از پی ابروی خود دستاب دہ مجاواران اوست و خلد از پی رنگ بوی خود از زن  
 دہ کبوتران اوست یہ دونوں شعر کعبہ معظمہ کے تعلق میں اور دونوں شینون کے  
 ضمیر بطرف کعبہ اچ اس اہلہا کی تصدیق تھتہ العراقین سی کجی اور بند ہی کی  
 جندی غالب ہے سن لیجی روح اپنی افراش ابرو کی واسطے وضو کا پانی دیتی ہی کعبہ  
 کی مجاؤن کو اور خلد اخذ رنگ بوی واسطے دانا کہلاتا ہی کعبہ کبوتران کو وضو  
 کا پانی دینا اور کبوتران کو دانہ کہلاتا اونی خدمت ہی خدا کی واسطے خدم کوٹن کو  
 خاتم کہتا ہے ہی باندست ہی معہذا خاقانی کی اس مصرعہ سی دستاب دہ یہ کہ کجی بھائی  
 اعتنائی اور غفلت ہی خاقانی فی روح کو ابدست دہ کو فاعل نامنتی ہمیر کو معا اس  
 فعل کا فاعل اور ایک فعل کا دو فاعل ہی متعلق ہونا کیونکر جائز جایا قافلہ شد یعنی قافلہ  
 رفت یعنی قافلہ لا رفت یعنی رسول مقبول رحلت کردہ قاف مع الالف میں کلام او  
 سہن رسول کہی دست اب دہ کی شرح میں تھتہ اور قافلہ شد میں استہرا ہی رہا  
 قاطع والا اگر یہ قاجتین بنین بھائی تو احم ہی اور اگر سمجھ کر کہتا ہی تو کافر مطلق  
 ہے اب میری خوانہ زخم دل کی روانی اور قلم کی خوانہ فشانی دیکھئے مقصرہ مندرجہ  
 حاشیہ ساطع بر بیان کے حق میں کیا فرماتی ہو اور اس فقرہ حیر

کیا فرمائی ہو اور اس فقرہ اخیر کو باز در شیب کاکت سر انداختہ کہ کاکت تباری ہو سونو  
 فخر الفضل و ختم العلما امیر الدولہ مولوی محمد فضل رحمۃ اللہ علیہ نے رد عقائد و  
 میں زبان فارسی ایک سالہ لکھا ہی اور اس کے بعد علیا کی اوسپر مہر میں اوس  
 رسالہ میں جناب مولوی صاحب مرحوم لکھتے ہیں کہ اگر کوئی شخص کہی کہ حضرت کو قوت  
 حجابت بہت تھی حالانکہ یہ امر واقعی ہی یا کہی کہ انکی روایلی ہی اگرچہ اوس وقت میں  
 ہو لیکن چونکہ ایک گونہ سواد اب رانانت ہی حاکم اہل اسلام کو چاہی کہ اس فعل کے قابل  
 کو سزا دی اور اگر حاکم نہ نہ دی تو اہل شہر بر غول حاکم واجب اور اگر اہل شہر ہا کیمن  
 تو وہ شہر دار الحریہ پس موجب فتویٰ علمائے اسلام فقرہ مذکور کا کہنے والا کفر میں نہ آو  
 سی آتہ اور کذب میں سیکلہ کذاب سے سو ہی خیر عقبتے میں وہ خالق کا مقہور اور دنیا میں  
 خلق کا مطعون ہو گا محکوم کیا ہی جمعی تبرینے آتی ہی بعضی بات سمجھی نہیں جاتی ہی خاتمی  
 روح کو آبدست وہ مجاوران حرم کہتا ہی تم کہتے ہو کہ خاقانی دستابہ ہم بغیر صلے  
 اللہ علیہ وسلم کہتا ہی مولوی امام بخش نے لکھتے ہیں کہ یہ بڑا یا اگر طرہ لکھتا ہے  
 نہ بتا یا میری حق میں جو کہتے ہو خود ہی نہیں سمجھتے کہ کیا کہتے ہو میں نے اس کے سوا کہ خاقانی  
 بطریق تنزل گفتہ است اور کیا کہا ہی جو مجھی کہتے ہو وہ ہی ذکر شیر شہر ز غاب  
 میں نہ دستابہ کی باب میں اوسنی جناب امیر المومنین کی واسطے ایک لفظ سہل ہے  
 لکھا میں نے قبول نکلیا اور اس کے قول کا تنزل ظاہر کر دیا آنحضرت کو اوسنے آبدہ  
 درست یاد ستابہ کہاں لکھا اور کیوں لکھتا نہ احمق تہانہ بی ادب جب اوسنی  
 نہیں لکھا تو میں اوس سی کیوں اور کیوں اور کہ اب او مجھانہ کچھ فہم ہوں یہ مخلوق  
 الغضب آبدہ دست کی پردہ ہی کہل گئی بی صدا ذہ لفظ آخر دست بیخہ سند

تا آئینک آئیدہ دست ہاتھ دلفانی والا کہلائیگا مان ایک سی تہنی اوسکو اور نوری  
 ہن ہی میں بطریق ایض و حسن کہتا ہوں یعنی تحت اور اوزرک لاطین کے جلو کی اسطے اور  
 رسادہ و سند امر کی جلو کی واسطے موضوع ہی نظر اس اہل سلطان کو یہ افغانی و رت نہایت  
 فظہ سلطنت اور میر کو زیت بخش مندی اور ایش لفظ امارت لکھو ایسا خصوصاً یہ لایا گیا  
 یکب مٹی ہی تہی انوکھی علامت کو امارت نکات اور فرزہ فقر فخری بلند نہایت سیرخی خود اوند کا  
 حصیر غور گیم دامی صحابہ سطر خاک میں معین مجمع اپنی اور خاوند کو جسے شان میں یہ مصرع اگر چہ  
 محفل ہے مصرع بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر لیکن قول مفید ہی آیدہ دست و زیت  
 بخش سند نہایت سچھون بلکہ مجموع اہل اسلام بشرط فہم صحیح و طبع سلیم گوارا کر نیکی کہ وہ  
 صفت عالم جو دنیا دار و مکی واسطے ہی تہہ دین و دنیا پر صادق آئی دکنی اور اوسکے فضلہ  
 قابل خطاب نہیں ایہا الایخ المکرم فضلہ خوا جواب پس گردان جواب کہ یہ کلمہ متوجہ بآب نہیں  
 یقین کی کہ اپنی آب تو از وی دلالت لفظ و معنی جان لیا ہو گا اور اس فقیر حقیر کو نظر نہ ہو  
 ترک پیشہ اکاہی سیاہ گری سس المحققین خطاب یا ہو گا جانتا اس امر کا کہ آئیدہ دست میں  
 آب پانی اور دست ہاتھ مراد لین تو اوسکو اسم پیر بھننا کتنی بی بی ہی ہو اگر انکو بخشنے تو  
 اور دست بخشنے سند انین تو بی الحاق لفظ نبوت و ہدایت حضرت کو اس ترکیب مشار الیہ بھنا  
 کیسے بوجہ ہی آیدہ دست و زیت بخش سند صفت عموماً مسخاں لدار کی یہاں تک کہ  
 اس اصطلاح سی تعریف کر سکتی ہیں اغان ساہوکاران ملا و مصاکر میں اب قطع کلام کرنا ہوں  
 اور انکو بجال تعظیم سلام کرنا ہوں پیر تحیر کو مسلم کہتی ہو تم جاننا و رسیدہ برابر حاق پیر  
 کرتی ہو تم جاننا و وہ میدان معنی کا شہوار محکو جہد متی لکھا ہی یا کوئی اور لکھتے ہی اگرچہ  
 وہ سب لغو اور جہوت ہی مقول اور راست نہیں لیکن ان کا جہد حشر میں و کی پڑا نہایت نہیں شہر میں

یونین جملہ کل کر دیکم بد تو خضم بابت مزاد دیتی تماشائیں مولوی محمد الرزاق  
 شاہ گری نام محمد کرم منظر لطف و کرم جناب مولوی محمد الرزاق صاحب شریف لکھنؤ  
 کو درویش گوشہ نشین غالب خیرین سلام ابکی غایت نامہ کی ردوسی میں ایک احسان شاہ  
 موسیٰ اکو بدعائیں میں کوین حضرت آجیران موسیٰ ہونگی کہ شخص اتنا فضول اور غریب کیون  
 پہنچے سی اظہار است پذیری اگر گراف میں تو کیا سی بل خاص شی اور دعائیں بھی وہ پہنچے  
 ابکی سب سے میں اپنی ازا بار در جان عزیز تبدیل تر دیک از دیدہ و در نامہ ران بخود  
 میر فاسم علی کا رقعہ اپنی نام کا پایا الہ الدار آب بحث ہوتی تو بہائی جیسا کہ میکو محبو خط لکھتے  
 او میں سی چیتے کہ یہی تھی اس کو خط لکھا ہی ہے اس توضیح کی ابکی تحریر کا جواب لکھتا ہوں  
 آپکا واسطے اصلاح کلام کی وجہ کرنا میری طرف موجب ہری نازش کا ہی میرا طریق اس میں  
 میں یہ بھی کہ جو شعر عری عریہ تہا ہی او سکود ستور میں تیا ہوں اور چنان لفظ کی بنی نقطہ  
 ہوں او کے وجہ خاطر ان کر سکتا ہوں تاکہ آئندہ صاحب کلام او میں تم کی کلام میں خود اپنی  
 کا مصلحت ہی مطلع کا یہ مصرعے سر خوش و سرشار و ستم بلی لسان فارسی میں سرشار صفت  
 ہی پالی کی معنی لفظی اسکے لیر ز لیر شارب کو لیر ز کنو کر کہینگے اور یہ جوار دوست و سرشار  
 حروف المعنی استعمال میں آتی میں امر جدا گانہ ہی فاکین تتبع اردو کا ناجائز زند عالم نور  
 شعر عجم میں غنہ زندی نام و تنگ آہی جیسا کہ استاد کہتا ہی مصرع زند عالم سوزا مصلحت  
 بینی جہ کار حسن مطلع سست تہا میر سدا بدادہ اندر بیشہ بیان است ہی ازلی چون  
 چشم خاک کو حبتن ہی کیا علاقہ نقد جان امہر تجمہ پللی تعقید معنوی ہی طالب عہد  
 بستم طالب عہد است کس نامکد ہی ثان سر خوش عہد است بہ محل و موقع متوقع  
 ہوں کہ میرا یہ رقعہ جو ابکی نام کا ہی جناب میر فاسم علی خان صاحب کو پر تادیبی گا

اور اب جواب بھی خط کہیں تو یہ بھی کہیں کہی گا کہ منظورہ صدائیں میں با ترقی کی اور  
 صدر الصدور ہو گئی اور اگر ترقی نہیں کی تو کیا وجہ ایضا جناب مولوی صاحب مخدوم  
 مولوی محمد عبدالرزاق صاحب شاکر کی خدمت میں بعد سلام یہ اتنا کہ مولوی صاحب عالی  
 شان مولوی مفتی اسد اللہ خان بہادر خدمت میں فقیر کا سلام پہنچائی میں تو آپ سی عرض  
 کرتا ہوں مگر آپ مفتی صاحب سی کہیں کہ محکوم باوجود شدت لسیان الکا تشریف لانا یاد ہی  
 چھاپی کی اجزا اوہنا کر میں فی آپکی سامنی پاک عمل اپنی پر ہی ہی جیسی دوشعر قطعہ بند  
 یہ میں قطعہ از زندہ گوہری چو من اندر نہ نیست و خود را نجا کہ رگدز حیدر فرنگم  
 مقصور فرقه علی اللہیان مخم + آوازہ انا اسد اللہ در فرنگم + خدا کری حضرت کو ہی یہ  
 واقعہ یاد موافقا دہی دلیل مودت روحانی ہی انجی کر می میر قاسم علی خان کو سلام  
 پہنچے سال گزشتہ کی تعطیل کے طرح دلی اگر مجھے ہی بی بی تجلی جائیگا پھر حضرت مکتوب یہ  
 سے کلام ہی اشعار بعد حکمت اصلاح کی پہنچے تین یہ بہتہ میری از رش کی فوق ہی کہ  
 میں آپکی کلام میں دخل تصرف کروں بندہ نواز زبان فارسی میں خطوط کا لکھنا پہنچے  
 متروک ہی میرا نہ سری وضع کے صدقون ہی محنت پر دہی جگر کا دی کی قوت جہیز میں  
 نہیں ہی جرات غریزی کو زوال ہی اور یہ حال ہی شعر مضحک ہو گئی تو ہی غالب  
 وہ عناصر میں اعتدال کہاں + کچھ آپ ہی کی تخصیص نہیں سب و ستون کو جس سے  
 کتابت دہتی ہی اردو ہی میں نیاز نامی لکھا کرتا ہوں جن جن صاحبون کے  
 خدمت میں آگے میں نے فارسی زبان میں خطوط و مکاتیب لکھے اور پہنچے  
 ہتی اون میں سے جو صاحب الی الان ذمی حیات و موجود ہیں اون  
 سے ہے عذال ضرورت اسے ہی زبان مروج میں مکاتیب مراسلت کا اتفاق

ہوا کرتا ہے پارسى مکتوبوں و رسالوں و نسخوں و کتابوں کی مجموع تیز ازہ بہتہ  
 و چھاپا ہو کر اطراف و اقصای عجم میں پھیل گئی حال کی نثر و نثر کو کون فراہم کرنی  
 جاسی جان کتنی کی خیالات بی محکموں کی تحریر و تعلق و پارسى دست بردار و اردو  
 و سبکدوش کر دیا جو نثر میں کہ مجموعہ و یک جا ہو کر جہان جہان منتشر ہو گئیں ہیں اور  
 آئندہ ہوں اور بہن کو خواب حدیث جلد بظہر مقتول قلوب اہل سخن و مطبوع طبایع  
 ارباب فن فرمای اور میں اب انتہائی عمر ناپیدار کو پہنچا کرتا ہوں لب بام اور ہجوم امراض  
 جسمانی و انام روحانی سی زندہ در گور ہوں کچھ یاد خدا ہی چاہی نظم و نثر کی قلمرو کا  
 انتظام ایزد انا و توانا کی عنایت و اعانت ہی خوب ہو چکا اگر اونی جا با تو قیامت  
 تک میرا نام و نشان باقی و قائم رہی گا پس امیدوار ہوں کہ آپ بہن نذر و تحقرہ یعنی  
 تحریرات روزمرہ اردو می سادہ و سرسری کو انا امکان غنیمت جان کر قبول فرمائی  
 اور درویش دل ریش فرو مانده کش مکش معاصی کی خاتمہ بخیر ہو سکی عا نا گین لہذا  
 ماسوی ہوس ۱۲ تعقید معنوی کو حضور خود جانی ہو گئی اسکی توضیح و تفصیل میں تحصیل حاصل  
 و تطویل ملاطیلت صورت نظر اتی ہی لہذا خامہ فرسائی بروی کار بہن اتی اضیاء  
 حضرت میں دوستوں فی مولف محرق پر چکا نام صاحب تب محرق رکھا گیا ہی جوتی ہزار کی  
 ایک سالہ جو موجود تھا بھیجا جاتا ہی وہ دوشی ہی اگر ہم پہنچ گئی تو ہجو او دلکا غل بعد  
 اصلاحی جانی ہی طرز فقیر مبارک ہوا ایضاً حضرت مطالب علمی شہری کا لکھنا موقوف  
 سوال پر جب حضور کیرف سی کوئی سوال آگیا تقدیر ہی معلوم کی جواب لکھا جائیگا  
 بہن اپنی گنہ گراں میڈیا ان کہاں کہ ایک ڈنکی اس شعر میں تصدیا چاہی مگر میان  
 ہے مطلب یہی کہ صرف خوف اصل ایمان بہن رجا کا ہی متحمل چاہئے اور بہت

ناقص ہی مطلب ہے یہی کہ صرف خوف اہل ایمان نہیں رہا کہ وہی خوف چاہی ہو یا نہ ہو  
 اس تقریر میں ہی نکلتی ہیں ایضا پھر شمع اک شمع ہی نہیں سحر و جوش ہی وہ یہ خبر پہلا  
 مصرع مصرع ظلمت کی دین میری شب غم کا جوش ہی وہ بیت ابی شب غم کا جوش یعنی  
 اندھیرا اندھیرا ظلمت غلط سحر پیدا گویا خلق ہی نہیں ہوئی تان ایک دین صبح کی خوشی  
 یعنی بچی ہوئی شمع اس سادہ ہی کہ شمع چراغ صبح کو چہ جایا کرتی ہیں لطف اس مضمون کا یہ  
 کہ جس شکوہ دلیل صبح نہ آیا ہی وہ خود ایک بیت بخلہ سبک ریگی کی کہ کہا چاہی جس گہر  
 علامت صبح موند ظلمت ہوگی وہ گہر کتنا تاریک ہے گا شہر مقابل ہی مقابل میرا درگیا  
 ویکہ روانی میری ہا تقابل تضاد کو کون بخانی گانہ و ظلمت شادی و غم نہت نہت و وجود  
 و عدم لفظ مقابل اس مصرع میں منجھے مرجع ہی جیسے حریف کہ منجھے دوست ہی متحمل ہی ہم شعر  
 کہ ہم اور دوست از روی خوی و عادت ضد ہر گزین وہ میری طبع کی وافی دیکھ کر گیا  
 غزل بعد اصلاح کی پہنچے ہی اپنے طرف سے اسکو اصلاح سمجھتے ہیں اور میں اسکو اپنی جانب سے  
 استفادہ جانتا ہوں و سلام ایضا فقیر اس ہندی اس کا غزل لکھنے پر شگے عبد الزاق جعفر  
 انجیدرا اور کٹ پر شا کر دیکھو دیر تک غم کی کہ یہ دو صفا ہیں بعد مائل یاد آئی کہ مولوی  
 محمد عبد الزاق صفا اسم شریف او شا کر تخلص غور کیجئے کہ کنیان کا کیا عالم ہی وہ  
 اگر محبو یاد ہو کہ سابق میں کوئی غزل آئی ہو لیا تو لکھا ہوا ایم گت سال کا کل میں نے  
 ڈاک سے پایا آج غزل کو دیکھا کل یہ لفافہ روانہ کروں گا شہر کوئی آنا نہیں لگی تری  
 ہو کر آئینہ جیہ نظر آیا ہی تو اندھا ہو کر پڑیہ مطلع نشین ہی گارنا تامل ہی کہ آئینہ کو اندھا لکھا  
 چاہیے یا نہیں شہر مردم چشم سید جب نظر آتا ہی تیرا بیٹھ جاتا ہے میری دل میں  
 ہو کر مردم یعنی انہی کے پتلے نڈ کر نہیں معشوق کی قید کیا ضرور دعویٰ حسن پرستی

ہی ہو کہ یہ خوب ہی شہر نظر آتی ہی جہاں مرد کے چشم سیاہ و عینہ جانی ہی می ملین  
 سویدا ہو کر شہر حرم می کی ہی بیرون خانہ کی ہی حکیم و ریش قاضی کے ہی پیدہ میا ہو کر یہ  
 شہر فی لطف ہو گیا کو اسطے کہ جب قاضی کے ریش کی تو وہ ایسا م ریش قاضی کہاں ۱۲ اگر گاہ  
 میں الم و داغ سامان مثل انجم انجمن وہ شخص کہ داغ جگہ سرایہ و سامان ہو موجودیت لاکہ منحص  
 نمائش داغ پرور نہ رنگت و پیر ہوں کہ ہی محل ہوتا ہی ۱۲ بعد کی سیچہ بھی کہ ہو لگی حرکت یا غلہ  
 جو کہ ہو یا جاتا ہی تھا کہ جوتی بونی پائی دینی میں مشقت کرنی پڑتی ہی اور ماضیت ہو گم  
 ہو جاتا ہی مقصد و شاعری ہی کہ وجود محض پر نہ و غما ہی مزاج کا وہ ہو جو کشت و کار میں م  
 ہوا ہی ہی تاکہ حرکت خزن برق ہی حاصل موجودیت داغ اور داغ مخالف ساحت اور صورت رنج  
 غنچہ کا الم کلی حصیہ نکل بصورت قلب سنویری نظرائی اور جب تک معلوم ہی برگ عافیت معلوم بیان  
 معلوم ہی معنی معلوم ہی اور برگ عافیت معنی مایہ آرام برگ عیشی ہو خوش فرست برگ اور  
 برگ معنی ساز و سامان خواب گل شخصیت گل عبقار خوشی و بر جماندگی پریشانی ظاہر ہی  
 یعنی شگفتگی ہی ہول کی نیکہری کا کبر اہوا ہوا غنچہ بصورت دل جمع ہی باوصف جمعیت دل  
 لگو خواب پریشان نصیب ہے ہمسی رنج الم پشت دست صورت عجز اور حسن بیدان و کاہ بیدان  
 گرفتن ہی اہلکار عجز ہی پس جہاں میں کہ داغ فی پشت دست زمین پر کہدی ہوا و شعلہ نے  
 نکاد انون میں لیا ہو ہمسی رنج اضطراب کا تجل کسطح ہو قبلا تبادی فکر سخن میں بیدل  
 اسیر شوکت کی طرز پر رنج لکھا تھا چنانچہ ایک غزل کا مقطع یہ تھا طر بیدل میں نیکہ لکھا  
 اسد بہ خان قیامت ہی ۱۰ اس کی عمری ۵۰ برس کی عمر تک مضامین لکھا کیا دین میں  
 بڑا دیوان جمع ہو گیا آخر جب تیزائی تو اوں دیوان کو دو کیا اوراق یک قلم خاک کی دیکھ  
 شہر اسطے نمونہ کی دیوان حال میں برنی ہی ۱۱ بندہ و صلاح شری کی ضرورت میں ایک ہی نشا



کے یہ روشن خاص دلچسپ ادبی عیسے اس صنف کو چھوڑ لی اور جو میر امتیاز اور مجاہد  
توجہ منظور ہو تو بیچ آنکھ و غیرہ میری مصنفات کو بامعان نظر و حرف ہمت ملاحظہ  
فرمائی اور شوقِ ربانی چشم بدو و طبیعت حضور کے نہایت عالی اور مناسب اس فن کے  
ہی میں اپنی رسانی ذہن اور قوتِ قلم سی امید قوی رکھتا ہوں کہ غفریب بہت  
خوب لکھے گا میری اور تمام دوستوں کی فخر اور دشمنوں کی رشک ہو جائی گا ان ہذا  
من برکت العلم یا مولانا بافضل و الکمال اولانا ایضا قبلہ و کعبہ فقیر یا در رکاب  
ہے سہ شنبہ چار شنبہ ان دونوں دنوں میں ہی ایک دن عازم رام پور ہو گا  
تقریب و ملائمی جانی کی رئیس مرحوم کی تعزیت اور رئیس حال کی تہنیت دو چار مہینے  
وہاں رہنا ہو گا اب جو کوی خط آب پیچین تو رام پور پیچیں مکان کا پنا لکھنا ضرور میں  
شہر کا نام اور میر نام کافی ہی محسوس اصلاح پہنچا جائی ہی تو یہی کہ شراب  
کہتے ہیں اور خط میں اوٹتا ہوں حسن اتفاق سی اصلاح جس کے وقت دوست عم گ  
یار و فاشعار علامہ روزگار ختم العلماء المتبحرین مولوی مفتی صدر الدین خان صاحب آباد  
صدر الصد و سابق دہلی المتخلص بآزردہ دام بقارہ و زاد علارہ کہ مجھے ملنی کو غم خایر  
تشریف لائی مولی موجود ہی جس نے کو دیکھ کر پسند فرمایا حضور کے بلاغت کی تحسین کے  
عربی مصرعوں کی میری ساتھ شریک غالب ہو کر مری مولی اور اپنی شیرینی گفتار کے  
وصف میں تا دیر عذب البیان اور طرب اللسان رہی اور مجھے بقدر یہ کہ معلوم و  
بنائمی اپنی صفات حمیدہ سی واقف و اکاہ ہو کر بہت شاد و خرسند ہوئی مبارک پیر  
دیدہ و غائبانہ یعنی محض شتا فانیہ بہمنای ملاقات عجز و نیاز لکھنے کو ارشاد کر گئی تھی  
لکھنا میں لکھتا ہوں قبول فرمائی گا ایضا قبلہ سی معنی یہاں بیٹے سنی نفس فرمائی تھی

میں سمجھی کہ داد خواہ کا غدگی کپڑی پہن کر حاکم کی سامنی جاتا ہی جیسی شعل دھوکو جلاتا  
 یا خون آلودہ کپڑا بلب پر لگا کر لیجا نالیں شاہو خیال کرتا ہی کہ نقش کے شوخی تحریر کا  
 فریادی ہی کہ جو صورت تصویر ہی اور سکا پیر میں کا غدی ہے یعنی ہستی اگرچہ مثل تصاویر  
 اعتبار محض ہو موجب سنج و دلال دآزار ہے شوق ہر رنگ المیز قریب یعنی مخالف یعنی شوق  
 سرو سامان کا دشمن ہے دلیل یہ کہ عشق جو زندگی میں نگاہ پر اپہرتا تھا تصویر پر رو  
 میں یہی نگاہی رہا لطف یہ ہے کہ مجھ کو ملی تصویر میں عریان ہی کہنچتے ہے جہاں پہنچتے  
 ہے رحم فی داد المیہ ایک بات میں فی اپنی طبیعت سی فی نکالی ہی جیسا کہ اس شعر میں  
 شعر ہنیں ہے ذریعہ راحت جرات یہ کان + وہ زخم تنخ ہی جسکو کہ دلکش کہے +  
 یعنی زخم تیر کے کہن بسبب ایک خنہ ہونیکے اور تلوار کی زخم کی تحسین بسبب ایک طاق  
 سا کہلجانی کے زخم فی داد نہ دمی تنگی دل کی یعنی ایل نکلیا تنگے گوہر نشان مجھے بیتاب  
 اور یہ لفظ تیرگی مناسب حاصل یہ کہ تیر تنگے دل کی داد کیا دیتا وہ تو خود ضیق مقام  
 سی گہر گریشاں اور سر اسیمہ نکل گیا نامہ غالب کا مکتوب الیہ جم بیانی میرٹھہ کا مینی والا  
 ہے دس برس اندھا ہو گیا ہی کتابت پر ہنیں سکتا سن لیتا ہی عبارت کہ ہم نہیں سکتا کہ ہوتا  
 ہی بلکہ اس کے ہم وطن ایسا کہتے ہیں کہ وہ قوت علمی ہی ہنیں کہتا اور سن دے دیتا ہی اہل  
 کہتے ہیں کہ مولوی نام بخش صہبائی می اکو تلمذ ہنیں ہی اپنا اعتبار پر ہانیکو اپنی کو اور لکنا  
 تیا تا ہی میں کہتا ہوں کہ دای و س پچر و پوچ پر جسکو صہبائی کا تلمذ موجب غرور و تفا  
 رسا کہ اسکا سا طع برہان دلی پہنچکے ہوں و لگا اگر لگلیا تو خدمت میں پہنچکا جواب  
 سب خطاب میر قاسم علی خان صاحب صادق القول میں میری گہرائی ہوں گی دروازہ  
 بند بابا ہو گا مگر ایک خدمت ہی کہ حضرت میں اور میری بہائی مزار علی بخش خان میں بہت

و اتحاد تھا اور وہ معروف خدا کی بیامیزا دکن کے گزاف میں ضرباً مثل تھا اس تصویر  
 سی اگر میں اس جلیکے سچ جاننی میں تامل کروں تو میرا تامل ہی جانوگا بہر حال انوکھو میرا سلام  
 کہئے گا ۱۱ سیلاب چین ایک لفظ ہی ہندیان فاسی ان کا اصل لغت چلیجے اور یہ لغت ترکے  
 ہی مہذا جناب آسمان جب تک کہ آسمان کو بجاوے دریا کہیں جناب آسمان نہ مقبول نہ  
 سمیع و ناث سمیع ہی اگر فتح الف کا اشباع جائز ہو ورنہ ذات پروری کی جگہ ادنیٰ  
 پروری بہتر ہی بلکہ ذات باذات بہر حال صفت ہی پرورش موصوف کی چاہئے  
 نصفت کی و سلام ۱۱ ایضا قبلہ یہ تو اچھو معلوم ہو گیا ہوگا کہ ۱۱ خبری کو فقیر دلی بجا  
 نہکا ماندہ خستہ سحر ہنوز افقت کلی ہین یا لی آج صبح ہم ہوا بندہ دہوت پیری پشت بافتا  
 کیا کی سہا سگی بیٹھا ہوا یہ طین لکھہ ہا ہون غول پیچی ہی زمین مہم کر ایک بکر کا غذا کا لک  
 ہو گیا ہی حضرت بہ احتیاط او سکون فانیسے نکالین بیت ہی تمہارا آفتاب آفتاب آسمان ہو کہلو  
 اپنی چلیجے میں جناب آسمان ۱۱ اگر پسند آئی تو اس مطلع کو یوں پڑھی دیجی مولوی نظامی گنجوی علیہ  
 الرحمۃ کا ایک شعر طالب علموں کی ہاتھ پراؤ ہونے ار وی تو اعد خود او میں کلام کرنا شروع کیا  
 مولوی کی پاس حبیبہ کھات پیچی تو فرمایا کہ یا ران شعر را بحدیث کہ بر دو صاحب یہ فراموشی ہیز  
 کہ مجموع پیدا مصرع مبتدا نہیں ہو سکتا اور آج پوچھا جاہنی کہ کیا آپ اسی پہلی مصرع میں  
 سی سے ظلمت کی دین میری اسکو مبتدا اور سب کا جوش ہی اسکو خبر پڑائی میں پس اگر  
 یوں ہی تو ہی مدعا حاصل ہی دوسرا مصرع دوسری خبر ہی آخر یہ ہی تو سلمات فن نحو میں  
 سی ہی کہ ایک مبتدا کی دو بلکہ زیادہ خبریں ہو سکتی ہیں ان ایک عہدہ اور یعنی جملہ فعلیہ قبل  
 جو عبارت موفی ہی او سکون مبتدا کہتے ہیں اس مطلع کا مصرع ثانی جملہ اسمیہ اپنی ماقبل مبتدا کو قبول  
 کو تا ہی اگر مثنوی نظر اس صورت پر مصرع اول کو مبتدا کہا تو یہی قباحت لازم نہیں آتی بہر حال جو وہ جبا

صاحب اسے پہلی مصرع کو قرار دین وہ چھٹی قبل ہی کر شعر مر اس حمل نہیں زیادہ اس کی کیا کہیں  
 بہائی میر قاسم علی خالص صاحب بنگی مخدوم مکرم قاضی عبد الحمیل کے نام  
 مخدوم مکرم و معظم جناب مولوی عبد الحمیل صاحب کے خدمت میں بعد ابلخ سلام سنوں السلام  
 کی عرض کیا جاتا ہے کہ انکی ارادت میرا ذریعہ فخر و عادت ہے دو غایت ناحی انکی اوقات  
 میں پہنچی خط کی حاشیہ اور پشت پر اشعار لکھی ہوئی ہیں سیاہی اس طرح کی ہے کی کہ حروف چم  
 طرح پر ہی نہیں جاتی اگرچہ بیانی میری اچھی ہے ورنہ اندیشہ کا محتاج نہیں لیکن باہر سے  
 سہینے میں بہت تکلف کرنا پڑتا ہے علاوہ اسکی جگہ صلا حکی مانی ہند چنانچہ اس خط کو انکی  
 خدمت میں دلپس پہنچا ہوں تاکہ آپ یہ جانیں کہ میرا خط پہاڑ کر پھینک دیا ہوگا اور معذہ امیر الشہ  
 انکی ویسی ہو جائے خود دیکھ لیں کہ اس میں اصلاح کہاں دی جانی واسطے صلا حکی جو غل  
 اوس میں میں ان کو دین مصرع ہا صلا زیادہ چھڑی انکی خط میں جو کاغذ اشعار کا چھڑی  
 اوس کے روشن میں مگر میں اس پر مفقود اور اصلاح کی جگہ معدوم انکی خاطر سی نسخ کتابت  
 اوٹھا ہوں اور ان دونوں پر غور کر کے اصلاح لکھتا جاتا ہوں سوہ تو انکی پاس لگا آ رہا  
 مقابلہ کر کے معلوم کر لیگا کہ کس شعر پر اصلاح ہوئی اور کیا اصلاح ہوئی اور کونسی بہت متوقف  
 ہوئی مشاعرہ یہاں شہر میں کہیں نہیں ہوتا قلعہ میں شہزادگان متوجہ جمیع ہو کر کچھ غور کرنا  
 کر لیتی ہیں وہ انکی مصرع طرحی کو کیا کیجیگا اور اوپر غل لکھ کہ ان پر بیگانہ کہیں بھی اس خط پر  
 جاتا ہوں اور کہیں نہیں جاتا اور یہ صحت خود چند روزہ اس کو آدم کہاں کیا معلوم ہے  
 ہوا انکی ہو تو آئندہ ہوا سلام مع الاکرام لایضا قبلہ انکو خط کی پیچھے میں تردد کیوں ہوتا  
 ہے ہر روز دو چار خط اطراف و جانب سے آتی ہیں گاہ گاہ اگر نری ہی اور ڈاک کے  
 پر کا دی ہی میرا لکھ جانتی ہیں پوسٹ ماشر میرا اشتہا ہی مجھ کو دوست خط پہنچتا ہی ہر روز

شہر کا نام او میرا نام لکھا ہی محکمہ ہی ضرور بنیں آپ ہی اضافہ کریں کہ آپ لعل کنون  
 لکھتے رہی اور محکوبی ناروین خط پہنچتا رہا یہ انکی اپنی حکیم کا ایک نام کیا لکھا ہے اس  
 غریب کو تو شہر میں کوئی جانتا ہی نہیں خلاصہ یہ کہ خط آپ کا کوئی تلف نہیں ہوا جو اپنی بیجا  
 وہ محکوب پہنچا بات یہی کہ شوقیہ خطوط کا جواب کہاں تک لکھوں میں فی ائین نامہ نگاری  
 چھوڑ کر مطلب نویسی پر مدار کہا ہی جیسے مطلب ضروری اتھیر رہو تو کیا لکھوں اب کی انکی  
 خط میں تین مطلب جو اب لکھنے کی قابل ہی ایک تو وہ رباعی جواب اپنی اس ننگ فریش کے  
 مدح لکھی ہی اور سا جواب بندگی ہی اور کورٹس اور اداب دوسرا مدعا خط کی نہ پہنچ  
 کا دوسرا سا اور سا جواب لکھ چکا میرا مرخیا مولوی امتیاز خان صاحب میری  
 بان آنا اور مراد سوقت مکان پر موجود ہونا والد محکوب بڑا رنج ہوا اگر ایسی عین تو  
 میرا سلام کہئے گا او میرا مال اون سی بیان کیجی گا صبح کو میں ہر روز قلعہ کو جاتا ہوں  
 ظاہر مولوی صاحب اول روز آئی ہوں جب سار ہو جاتا ہوں تب ہی دو چار آدمے  
 مکان پر ہوتی ہیں مولوی صاحب پستی تھہرتے اگر قلعہ جاتا ہوں تو بیرون چہر ہی آتا  
 ہوں زیادہ اس کی لکھوں ایضا اداب بجا لاتا ہوں آپ کا نواز شام پہ پہنچا خولین دینے  
 گئیں فقیر کا قاعدہ یہ کہ اگر کلام میں اتمام و غلط دیکھتا ہوں تو رفع کر دیتا ہوں اور  
 اگر ستم سے خالی پاتا ہوں تو تصرف نہیں کرتا پس ستم کہا کر کہتا ہوں کہ ان غلو میں کہیں  
 اصلا حکم جگہ نہیں ایضا سبحان اللہ سر غار فضل میں کسی ٹہرائی نہیں رکھا شجنا  
 نوید ہر گونہ میمنت اور شادمانی ہی یہ مثر رب النفع اٹھا رہے اسکے تعریف کیا کروں کلام  
 اس بات میں کیا چاہتا ہوں کہ میں یاد رہا اور لہذا کا اپکو خیال آیا پروردگار آپ کو باریک  
 روان پروری و کرم گستری و یاد آوری سلامت رکھی جمعہ کیدن کا جون کو دو

کی وقت کہا پہنچا اور اوس وقت خط کا جواب لیکر اور ام کی دو ٹوٹری دیکر روانہ ہو گیا  
یہاں سے اوسکو حسب الحکم کچھ بہنیں دیا گیا خاطر عا طر جمع رہی ایضا حضرت کیا  
ارشاد ہوتا ہے اگلی اس سے جو ایک اشعار آئی تھی وہ دو دن کی بعد اصلاح دیگر پہنچے  
خط و اک میں تلف ہو جائی تو میرا کیا گناہ آج ایک یہ خط صبح کو آیا میں نے آج ہی دوپہر کو  
دیکھ کر رفاقت کر ڈاک میں بھجوا دیا اب پہنچی یا نہ پہنچی دو باتیں کہنے طرح لیکن اسے  
قرشت یعنی قریب، لیکن اردو میں یہ لفظ مستقل بہنیں وہ دوسرا لفظ ہی طرح بکرت  
رامی قرشت بروزن فسخ اوسکو لیکن اسی جملہ ہونا عوام کا منطق ہی ہاں غزل طرح  
کی زمین طرح کے یہ لیکن ہی روشن و طرز و طرح ہی نصحتیں جناب مولوی احمد حسن صاحب  
کو میرا سلام پہنچی ایضا صاحب خط حسین اشعار سید مظلوم کی تھی محکوم پہنچا اور میں نے  
اوس خط کا جواب لکھو بھیجا اور ذکر اشعار قلم انداز کیا فارسی کیا لکھوں یہاں ترکی تمام  
ہی اخوان و احباب مامقوت یا مفقود الخبر ہزار آدمی کا نامدار ہوں آپ غمزدہ اور  
آپ غم گسار ہوں اس سے قطع نظر کہ تباہ و خراب ہوں مرزا سر پر کتراہی پابر کاہل  
طرح لفظ بہ معنی نمونہ اور معنی قریب سچ لیکن طرح نصحتیں اور چیز ہے عنایت الدین راہ  
میں ایک ملائی بکیتی تہا ناقل نا عاقل جب کا ماخذ اور سند علیہ قتل کا کلام ہوگا اور کا  
فن لغت میں کیا فرجام ہو گل ع کبسم من کہ تا ابد بزیم ۴ لا حول ولا قوۃ یہ مصرع میرا  
نہیں تا ابد بزیم یہ فارسی لادہ قتل کے ہے میرا قطعہ یہ ہے قطعہ  
کبسم من کہ حاو دان باشم ۴ چون نظیرے نماذ و طالب مرد ۴ و رگبوند  
در کد امین سال ۴ مرد غالب ہو کہ غالب مرد ۴ یہ مادہ تاریخ از وی بخوم  
بہنیں بلکہ از وی کشف ہے انا الد و انا الیہ راجعون ایضا پیر و مرشد فقیر ہینہ

آپ کی خدمت گزاری میں حاضر اور غنیمت حاصل رہا ہے جو حکم انکا ہوتا ہی اوسکو بجا  
 لانا ہوں مگر محدود کم موجود کرنا میری وسیع قدرت سی یا میری اس زمین میں  
 کہ جکا اپنی قافیہ در دل لکھا ہی بنی کہیں غل نہیں لکھی خدا جانی مولوی درویش حسن  
 صاحب کے کسی سی اوس زمین کا شعر لکھ میرا کلام گمان کیا ہی ہر چند مینی خیال کیا اس  
 زمین میں میری کوئی غل نہیں ہوا ان رختہ چہا پکا یہاں کہیں کہیں اپنی حافظہ پر غلام  
 لکھ کر اوسکو بھی دیکھا وہ غل نہ لکھی سینی اکثر ایسا ہوتا ہی کہ اور غل میری نام پر لوگ  
 پڑہ دیتی ہیں چنانچہ انہیں نوین ایک صاحب نے مجھے گھر سے لکھا کہ یہ غل پیچیدگی صحیح  
 اسد اور لینی کی غل پیچیدگی ہیں ہین کہا لا حول لا قوۃ الا بک میرا کلام ہو تو مجھ پر لعنت  
 اسد طرح زمانہ سابق میں ایک صاحب نے میری سامنے یہ مطلع پڑھا شعر اسد اس چنا  
 پر بتوں سی فانی میری شیر شاہ شامت خدا کی مینی سنبھل عرض کیا کہ صاحب بن بک  
 کا یہ مطلع ہی اوس پر لفظ اوسکی حمت خدا کی اور اگر میرا ہو تو مجھ پر لعنت اسد اور شیر اور  
 اور خدا اور جفا اور وفا میری طرز گفتار نہیں ہی بہا لاندونون شعر و نین تو اسد کا  
 لفظ ہی ہی شعر میرا کہو نہ سمجھا گیا والد باللہ وہ شعر خدا کا نہ کہ قافیہ کا میرا نہیں  
 ایضا حضرت بہت دنوں اپنی محکوم یاد کیا سال گذشتہ ان نوین رام پور تہا بلج  
 شہداء میں بیان گیا ہوں اب یہیں ہوں او یہیں مینی ایک خط پایا ہی اپنی سرنامہ  
 رامپور کا نام ناحق لکھا حق تعالیٰ الی رامپور کو صدوی سال سلامت رکھی اول کا عطیہ باہ  
 محکوم سچا ہی کو کمتری و استاد پروری کر ہی ہین میری رنج سفر اولیٰ کے اور رامپور  
 جانی کے حاجت نہیں خلیفہ حسین علی صاحب رامپور میں مجھے ملی ہوئی مگر والد محکوم یا نہیں  
 لیا نکا مرض لاحق ہی حافظہ گویا نہ ہاں صغیف سامع باطل صابرہ میں نقصان نہیں لبت

البتہ حدت کہہ کم ہو گئی ہے سچ پیری و صد عرصہ میں گفتہ اندیز حال چونکہ میں دلی مومن  
 اور وہ اسپر گئی ہیں تو البتہ وہ آپکی پیام جو انکی زبان کی محفل تھی بدستور انکی توحید میں ہی  
 اور مجھے تک پہنچے ہوئے شہر بہت غارت زدہ ہی نہ تھا خاص باقی نہ اکنتہ کتاب فروشوں سی کہہ دو  
 اگر میری نظم و شعر کی رسالہ میں کئی رسالہ آجائی گا تو وہ مول لکیر خدمت میں بھیج دیا جائی گا  
 حد دل ہی تو ہنی سنگ و سخت ۴ ایک دست کی پاس بقیہ نہیں بغارت کہچہ میرا کلام موجود  
 ہی اوستا یہ غزل لکھو اگر پہچان دوں گا ایضا جناب قاضی صاحب کو بندگی پہنچی غایت نامہ کی  
 درود شادمان کیا مگر مہمہ جو نگارش پذیر تھی اوہنوت حیران کیا ابہام کی توضیح اور حال  
 کی تفصیل کا مشتاق ہوں اُنہو کی بامیں جو کچھ لکھا ہے کہ یوں لکھا اہا کو دوام کیا ضروری  
 خصوصاً جبکہ بذات خود حادث ہو حضرت ایک سال پہلے کہ ہم ہی اور جو کچھ میری ہشتک فی  
 ام کہان سی ہونہ ہماوٹ نہ برسات دریا یا یا بہ گئی کنوین سو کہہ گئی انار میں طراوت  
 کہان سی ہو جناب کا خیال انفراد میں اپنی کشف کو غلط کردو نگار یہ کمال آئندہ تک جو کچھ  
 آپکی سبوی کم کہاؤں گا ایضا جناب بولوی صاحب آپکی دونوں خط پہنچے ہیں زندہ ہوں لیکن نہ عمر  
 آہستہ پر پر ہوتا ہوں اصل صاحبہ اش میں ہوں میں سنسی پانچ پروردہ ہو گیا کف پانچ  
 پاسی نویت گذر زیندلی نکاس ہے جوتی میں پانچ ستا ہنیں بل و برازی واسطے اوٹھناؤں  
 یہ سب باتیں ایک طرف در محل روح ہی ششہ ہجری میں میرا نہ مرا صرف میری تکلیف  
 واسطے ہتا مگر اس تین برس میں ہر روز مرگ نو کافر اچکنا رہا ہوں حیران ہوں کہ کوئی صورت  
 زیست کی نہیں پہر میں کیون جیتا ہوں روح میری جسم میں اس طرح گہرائی ہی طرح  
 طایر نفس میں کوئی شغل کوئی احتلاط کوئی جلیبہ کوئی حجم پسند نہیں کتاب سی نفرت شعر  
 نفرت جسم نفرت روح سی نفرت یہ جو کچھ لکھا ہی فی مبالغہ اور بیان واقع شعر مصرع



خرم آمد و ز کزین منزل ویران بروم ۴ ایسی مختصہ میں اگر تخریر جواب میں حاضر رہوں  
 تو معاف ہوں ایضاً قبلہ بھی کیون شرمندہ کیا میں اس ثنا اور دعا کی قابل نہیں مگر چاہوں  
 کا شیوہ ہی بروں کو اچھا کہنا اس مدح گستری کی محض میں ادب بجا لاتا ہوں ایضاً  
 جناب قاضی صاحب کے میری بندگی پہنچی مگر محی مولوی غلام عوث خان صاحب بہادر میر  
 منشی کا قول سچ ہے اب میں تندرست ہوں پھر اپنیسے کہیں نہیں مگر ضعف کی  
 شدت ہی کہ خدا کی پناہ ضعف کیونکر ہو برسدن صاحب فراموش رہا ہوں ستر  
 برس کی عمر حیات خون بدن میں تہابی سبالغہ آدھا اوسمیں سی پیپ ہو کر نکل گیا  
 کہان جواب پھر تولید دم عالم ہو بہر حال زندہ ہوں اور ناتون اور آئیں پر شہاد  
 دوستانہ کامنوں احسان و اسلام مع الکرام ۱۲ ایضاً جناب محذوم کم کو میری  
 بندگی تقف نامہ مرقومہ ۱۲ ستمبر میں فی پایا حضرت کی سلامت حال پر خدا کا شکر بجا  
 لایا کوئی محکمہ تخفیف میں آئی کوئی گانوشلاٹ جای الکا عہدہ ایکو مبارک الکا د  
 خانہ سلامت مان وہ جو اپنی ابن النحاکا اس محکمہ میں کیل ہونی کا ایکو ٹھکانا ہی البتہ  
 بجای حبیب ظاہر کر چکی ہیں تو اب اوسکا اندیشہ کیا ہی حاکم سمجھ لے گا وہ وکیل ہیں  
 محکمہ منصفے میں نہ ہنگے محکمہ صدر امین و شش جرمین کام کر نیگے میں نہ تندرست ہوں  
 نہ رنجور ہوں زندہ بدستور ہوں دیکھی کب بلاق میں اوجبت تک صبار ہوں اور کیا دفتر  
 میں و اسلام بالوف الا حرام ایضاً جناب قاضی صاحب سلام اور قصیدہ کی بند  
 اگر بھی قوت ناطقہ پر تصرف باقی رہا ہوتا تو قصیدہ کے تعریف میں ایک قطعہ اور  
 حضرت کی مدح میں ایک قصیدہ لکھنا بات یہ ہے کہ جو میں شالیستہ مدح میں ہے  
 میں اب بخوبی نہیں تندرست ہوں مگر بوڑھا ہوں جو کچھ طاقت باقی ہے وہ اس

استقامت زایل ہو گئی اب ایک جسم بی روح متحرک ہون کی مرادہ شخص مہر دی دان اس  
 مہینے یعنی جہنم ۱۲ سی ستر دان برس شروع اور استقامت و الام کا آغاز ہی لا موجود  
 الا اللہ لا مشرق فی الوجود الا الہ ایضا قبلہ ایک سو سیلیم پیچھے خدا حضرت کو سلامت  
 رکھی دس قلمین اور چھٹا تک پہنچا ہی کہاں کی حوالہ کر دی ہی خدا کری بجا طاعت  
 انکی پاس پہنچو میں مرخص نہیں ہوں بوڑھا ہوں اور ناتوان گویا نیجان رہ گیا ہوں  
 ایک کم ستر برس دنیا میں رہا کوئی کام دین کا نہیں کیا افسوس ہزار افسوس ۱۲  
 ایضا جناب علی وہ غل جو کہاں لایا تھا وہاں پہنچی جہان لبین جانی و الام ہوں  
 یعنی عدم مدعا یہ کہ کم ہو گئی ۱۲ ایضا پیر و مرشد نو البصاحب و طبقہ خوار گویا اس در کا  
 خیر تکیہ دار ہوں مندر شینی کی تہنیت کیواسطے رام پو آیا میں کہاں اور بریلی کہاں  
 ۱۲ اکتوبر کو بیان پہنچا بشرط حیات آخر دسمبر تک ملی جاؤ لگا نمائش گاہ بریلی کے  
 سیر کہاں اور میں کہاں خود اس نمائش گاہ کی سیر میں جب کو دنیا کہتے ہیں دل  
 بہر گیا اب عالم بیزگمی کا شتاق ہوں لا الہ الا الہ لا موجود الا اللہ لا مشرق فی الوجود  
 الا الہ ۱۲ مولوی عزت الدین کی زام صاحب کیسی صاحبزادوں کی ہی تہن  
 کرتی ہو دلی کو دلیا ہی آباد جانتی ہو جیسے اکی تہی قاسم جان کی گلی میر خیراتی کے  
 پہاٹک سی فتح الدربگ خان کی پہاٹک تک بچہ خراہی ہاں اگر آباد ہی ہی تو یہ ہے  
 کہ غلام حسین خان کی حویلی ہسپتال ہی اور ضیاء الدین خاکی مکر میں ڈاکٹر صاحب  
 کہتے ہیں اور کالی صاحب کے مکانوں میں اکیلے صاحب عالی شان انگلستان شریف کہتے  
 ہیں ضیاء الدین خان اور انکی بہائی معہ قبائل و عشائر و مارو میں لال کنوی کی محلہ میں  
 خٹک لعل ہی آدمی کا نام نہیں تھا کہ مکان میں جو چوٹی بیگم رہتی تھی او سکی پاس اور

دکان بر سر شہار کو بیجا بیگم لاہور گئی ہوئی ہے لکھی دکان میں کئی ٹوٹی مین مولوی  
 صدر الدین بیجا لاہور میں ایزد بخش تراب علی ان گونہ ہری طاقت نہیں میں آپ کہہ دو  
 حکیم جن اسد خان اویان غلام نجف اور بہادر بیگ لدی بخش خان کون درسیہ انکی مہر  
 ہو گئیں محض انکی پاس بیجا ہوں خطر روی احتیاط بیگ بیجا ہی پوست پید خط اکثر  
 مکتب ہو جائیں خیاں چہ قاضی عبد الجلیل صاحب کا خط جکا اپنی ذکر لکھا ہی کہیں ہوٹ جائے  
 اگر بیش دیکھا ہو آپ وٹنی میرا سلام نیاز کہی او خط پہنچے کی خبر بیجا ہی مصنی سید محمد  
 عباس کی نام قبلہ خضر کا تو ارشاد آیا میں فی او سکوز باز و نہایا آپکی حسین میری  
 دھڑے سرایہ غوافخا کہی فقیر امید داری کہ یہ فترتی مضمی نہ سرسری بلکہ میرا سر دیکھا جاسی  
 نہیں نظر دوسری بلکہ اکثر دیکھا جاوی مینی جو نسخہ وہاں بھجوا یا ہی گویا کونی سپونا جاتا یا  
 نہ بہت دہم ہوں نہ چھی اپنی بات کا چہر ہی دیا چہ و خاتمہ میں جو کہ لکھا یہ ہوں سبچہ ہی کلام  
 کی حقیقت کی داد جدا چاہتا ہوں طرز عبارت کی داد جدا چاہتا ہوں نگارش لطافت  
 سی خالی ہونگی گذارش لطافت سی خالی ہونگی علم و ہنر سی عاری ہوں لیکن چین بس سچو  
 سخن گذاری ہوں مبداء فیاض کا حیرت مناجیم ہی ناخدا میرا صحیح اور طبع میری سلیم ہی فارسی  
 کی ساتھ ایک شے سبب ازلی و سرمدی لاہور مطابقی اہل پاکسی منطق کا بھی زہد ہی لاہور  
 مناسبت خدا واد تربیت استاد حسن و قبح ترکیب بیجان فی لکھا فارسی کی غرض طبعانی لکھا  
 اپنی تکیوں کے تلامذہ کے تہذیب کا خیال یا قاطع بران کا لکھا کیا ہی گم یا ماسی گری میں ہوں  
 لکھا کیا تھا کہ سہام ملامت کا ہدف ہوا ہے یا یہ نکتہ یہ معارض کا بر سلف ہوا ایک صاحب فرما کر  
 میں کہ قاطع بران ترکیب غلط ہی عرض کرتا ہوں کہ حضرت بان قاطع و قاطع بران ایک  
 ہی بران قاطع فی کیا لئیں بنیو میں سکے قطع کیا ہی جو اپنی او سکوا قاطع لقب یا ہی بران

جب تک عین کی کسی بیا کو قطع نہ کرے کیونکہ زبان قاطع نام نہائی کی زبان قاطع کی صحت میں  
 جتنی تقریر کجی گا وہ قاطع زبان کی صحت کی ہونے کی کام آنٹی قطعہ مانج کا کیا کہنا گویا یہ کتاب معقول  
 اور یہ قطعہ اور کا کہنا ہی خیال نہ کیا جبکہ نیاز مند اور بندہ فرمان بردار ہون بعد عرض سلام  
 شعر کی پسند ہیکل شکر گذار ہون ایک علم و فضل و فہم و ادراک کے جو تعریف کی جائی وہ حق ہی لیکن میر  
 شعر کی تعریف صرف حیدری کا کائناتی ہی خواجہ غلام غوث خان بہادر بی خبر  
 کی نام قبلہ آپ کا خط پہلا آیا اور میں اور کا جواب لکھنا ہوں کیا کل دوسرے خط آیا اگر شام کو  
 اوس وقت پڑھ لیا آدمی کی جوالہ کیا اوسنی آج صبح مجھ کو دیا میں جواب لکھتا ہوں بعد ختام  
 معنون کر کے داک میں بچاؤ دوں گا والی امپور کو خدا سلامت کہی پرل فی اند و نون ہینو نکا پر  
 موافق دستور قدیم آیا جو ن ماہ گزشتہ کار پر یہ خدا چاہی تو آجائی آج مجھے چلا ہی چھوٹے سے کہ  
 دستوں بابر ہون کو رئیس کا خط معہ ہندوی آیا کرتا ہی میں فی مقصدہ تہنیت جلوس بچاؤ کا  
 جواب آیا اب میں نظم و نثر کا سہو دہنیں کہنا دل اس فن ہی نفوذ ہی دو ایک دستوں کے  
 پاس اوسکی نقل ہی او کو اوس وقت کہلا بچا ہی اگر آج وہ الکا کل اور اگر کل آیا پر ہون بچاؤ  
 بہائی امین الدین خالصا جبکہ اصرار سی حسرت و غم پر ایک غزل لکھی ہی علامہ الدین ان فی  
 اوسکی نقل او کو بچا ہی میں لو ان پرین چرنا مسوہ بہتجا ہوں تقدیم و تاخیر ہندو کی مطابق  
 ملحوظ رہی اگر محی شدت ہی ہر جانین معہذا امراض جسمانی و اکام روحانی مقصیدہ

بہ شکل کلب علی خان درگرمود ملہور  
 کہ رشک بر کلاش دارد افسر فقہور  
 نگاہ ہر وی از رویے مرہ رباید نور  
 جو حیل مورد و دو بروق حروٹ

تجلی کہ زموسی ربود ہوش بطور  
 حجتہ سرور سلطان شکوہ لازم  
 ہوا می لطف وی از جان خور و خور  
 دم نگارش صفا کلام شیرینش

زخای زگرش شاهزاده مهر و غضب  
 بخوان شرح پدین هم نواله استیلا  
 ز روی رابطه حسن ما بهتاب جلال  
 بکلم مرتبه او حاکم و فلک محکوم  
 چو آب سیل روانی که استبد بخاک  
 دمی وزیر و خبیث پسر یار دانا دل  
 بنای منظر جاه و تراز حل معمار  
 شاگرد تو سکندر به یار جای جلال  
 سیاهی بزم نشاط تو شمع چون ریزند  
 ز فیض نسبت خلق تو عنبر بسیار  
 بدین حسرت و بدین قامت بدین  
 جهان جانی و جهان جهان عجیب  
 به پیشگاه تو را نومی همی زند انصاف  
 در انتقام کشی شیوه کرم نگزار  
 توئی بفضل فرآینده عروج علوم  
 صریح خانه من بین که می رباید دل  
 سواد صفی من بین و تالش معنی  
 میرزنده دل آن والی طایب نظم  
 غروب مهر و طلوع مه دو هفته بود

بساط بزم عشق کارگاه سوز و سوز  
 به بزم عشق مهین هم پیاله مسطور  
 بحسب ضابطه جاه آفتاب ظهور  
 ز راه قاعده شرح امرست او مامور  
 بود همیشه به حجاب وی شراب ظهور  
 تو شاه کشور حسن و جز در ترا دستور  
 ثوابت گرچه حسن بهشتی مزدور  
 قفا خور تو از سطو بد رسگاه شعور  
 به پیه گاو و بکار آورد و فی کافور  
 بجای میوم بر آید ز خسته ز بنور  
 ز بهر قاتح آنکه اگر بوی متبور  
 که از در و دو تو هر مرده قصد اندر  
 که ای جسم و کرم در جهانیان شهو  
 بر بار کام دل بد سگال از ساطور  
 توئی بعلم کشانیده عفو و صدور  
 چنانکه از لب داود استماع زبور  
 عیان جو شمع فرو زنده در شب مجید  
 به گنج خانه گنج نظامینش گنجور  
 رسیدن تو بین اوج بعد آن مغفور

چو او بریز زمین رفت آن فلاحت یافت  
 به انجمن نرسیدم ز ناتوانا نای  
 بنجاک پای می تو گرد دستگاه دشتی  
 من آن کسم که ز افراط و زرش اخلاص  
 تو حسیم دل و من سقیم دوری به  
 کفی بدست هندی نیک به دلاک  
 کمی ز ما و گرم از شما بلا تشبیه  
 نظر به خنکی و پیری دیتی دسته  
 شکار غالب آنداده جزو عا بنود  
 به دهر تا بود آئین که در نوا آرند  
 به بزم عیش تو تا بید با دزم نه سنج  
 محبت لطف تو بالنده چون نوا از نواز

تو بایست والی روی زمین مقلد دور  
 ولی بعرض شتا و دعا سیم معذور  
 میو دی بعنم دور می در تو صبور  
 بغیبت است مراد عوی دوام حضور  
 مباد در خجه شوی از نظاره رنجور  
 و می بسیه بسی شکسته زده مدد مور  
 ز گردگار بود در فرشب بنده قصور  
 قبول کردن تسلیم من خوش است  
 که باد سحر دعا گوی آورد عاشکور  
 رباب و بر لب و قانون و فی محفل  
 نسیم عطسه فروش از شمیم طحور  
 عدد فریم تو بالنده چون حسرت طنبور

## عشر

هم انا الله خوان در ختی ابلقار آورد  
 ای که پنداری که ناچار است گردون شود  
 نکته داریم و با باران میگویم فاش  
 آن کند قطع بیان این شگافه مغرور  
 جذب شوخش بین که در زنگام گشتن  
 دانه ما چون نیر از شیر تازی شست

هم انا الحق گوئی مردی اسرار آورد  
 نیست ناچار آن که گردون ابرقار آورد  
 طالب دیدار باید تاب دیدار آورد  
 عشق هر یک بطریقی خاص کار آورد  
 در قفای خوشیتن است ابرقار آورد  
 این شهادت هر گاه از سحر زمار آورد

آہ مارمین کہ ناور داز دل بخش خبر	بادارنازم کہ ابراز سوی گہر آورد
ترد و محیف است کونزد زینجا سبیل بایش	جذبہ کز چاہ یوسف را بہ بازار آورد
ہر انار ہی را کہ افشاریم از وی خون جگر	ہر نہالی را کہ بہ نشانی دم دل بپار آورد
نیت چون در مطلق خبر و کر شاہد صوف	شاہدی باید کہ غالبہ بکشتار آورد

ایضا قبلہ آپ بی شک ملی صاحب کرامت مین کم پیش ایکہفتہ گذرا ہوگا کہ ایک امجدہ مقتضے اسکا ہو کہ انکو اسکی طلوع دون خانہ کا ہی خراب آج لکھون کل لکھون ب کون لکھی کل صبح لکھو لگا صبح ہو غالب اسوقت تک کہ یہ پہر کو لکھو آج دوشنبہ ۲۲ جولائی کی بارہ و دو بج ہر کارہ نے ایک خط دیا بلنگ پر پری پری خط پڑا اور اسکی طرح جواب لکھا اگر چہ ڈاک کا وقت نہ ہوتا مگر بھجوا دیا کل روانہ ہو رہیگا انکو معلوم رہی کہ منشی حبیب اللہ ذکا او نوای مصطفیٰ خان حسرت نے کو کہی اردو خط پنین لکھا ان ذکا کو غل اصلاحی کی ہر شعر کی تحت میں نشانہ اصلاح سی لکھی جاتی ہی ہوا صاحب یون لکھا جانا ہی کہا یا خط لایا ایم بھنچی کچھ پانہی کچھ کھائی کچھ کودعا بچو کی زندگی مولوی لطاف حسین صفا کو سلام یہ تحریر اس سہفتی میں گئی ہی غصہ عایانہ لکھا اختیار کیا ہی اب یہ عبارت جو ممکنہ لکھہ نامون یہ لائق شمول مجموعہ شراد و کھان ہی ہتھن جانتا ہوں کہ ایسی نثر کو آپ خود نہ درج کرنیکے کتاب کے باب میں سرمد کی رباعی کا شعر اخیر لکھد نیا کافی ہی شعر عالم ہمہ رات جمال زلی ست ہا دیبا دید و دم نمی باید در بوستان خیال کا ترجمہ موسوم بحدائق الانظار معرض میں ہی اگر آپ یا آپکا کوئی دوست خریدار ہو تو جتنی جلد فرامی او تقدیر بھجوا دوں چہ روپیہ ہم محصول ڈاک قیمت ہی اسے مطبع میں حسین خدایق الانظار کا الطبع ہوا ہی اخبار ہی چہا پا جاتا، ایک ہی ہفتہ کا دو ورقہ ہیچ ڈاکا بشرط سند آپ توقع خریداری لکھہ ہیچ گاجاں کیس صاحب ساد وافر ملے گا

شمال کا باوجود عدم تعارف خط مجکوبہ آیا کچھ اردو و زبان کی ظہور کا حال پوچھا تھا اور اس کا جواب  
 لکھا ہے بیجا نظم و نثر اردو طلب کی تہی مجموعہ نظم سچا یا شر کی باب میں تمہارا نام نہیں لکھا مگر  
 لکھا کہ مطبع الہ آباد میں وہ مجموعہ چھاپا جا تا ہے بعد الطبع وصول اطلاع و زمانہ شکار  
 سچا یا شر کا زیادہ حداد بنا رہا جو طلب الیضا بند گاہ گار شرماء عرض کیا ہوں کہ پر سون غازی  
 کا ادھار ہو گیا یہ سچی انبی گہر شیل بالائی لکھائی نازل ہوا ہوں شہر باید کہ کم ہزار نفرین بر خویش  
 اما زبان جادہ راہ وطن خواجہ صاحب کی رحلت کا اندوہ بعد قریب قرابت آپ کو اور یاد دہان  
 مہر و محبت مجکوبہ مغفور میرا قد دان اور مجھ پر مہربان تھا حق تعالیٰ وسکو اعلیٰ علیین میں بس  
 دوام قیام دی ام پوری میں تھا کہ اود کا خبا میں حضرت کی غل نظر فرور ہوئی کیا کہتا ہے  
 ابع اسکو کہتی ہیں حدت طرز اسکا نام ہی جو دھنگ تازہ نوا بیان ایران کی خیال میں نگذارتا  
 وہ تم بروی کار لائی خدا نکو سدا رکھی اور میری اور کہنی جامع برہن قاطع کی جیکو کہ  
 بنف اور فارسی انوکھی توفیق انصاف عطا کرئی اب خط کا جو جلد چوتھا طریقہ سلسل ہو جا غزل

چشم کہ باز شد ز خواب فتنہ از و سحر است	پردہ ز رخ کہ بر کشاد مہر ز شرم ز دروست
خست خرد بابت فتن عارض شرمگین کہ	عرقہ آب چیر تست آئینہ با کہ روبروست
جامہ کہ گرد زین تن صبح دریدیم	بند قبا کہ بستہ است نگہت گل بہ بند است
غازہ بنج کہ بر کشید رنگ بروی گل شکست	ابروئی کیت و سمتہ تاب گردن خلق تیغ جو
دست کہ در خاک گرفت لاله تر بخوان	چشم کہ مست سرمہ گشت ناطقہ سرمہ در گشت
جام صبو حنی کہ زوشینہ مسجد سپرد	حی ز لب کہ کام یافت خوش نشاط و برکت
چہرہ ز می کہ بر فروخت نثار شوق شد	رنگ کہ بوی برقت اند موج نشیم شکست
تیغ نگہ کہ آب ادکشتہ فگار سینہ	لونی قرہ کہ تیز کرد دامن زخم بی زخوت



<p>در گہر آبرو نہا ند لعل کہ گرم گفتگوست          قامت خود کہ راست کرد نخل را در دست          دامن ناز کہ بہشت خاک زمین بایست          سوی چمن کہ میرود باد صبا برفت و رست          بر سر رہ نشستہ ام نیم نگاہم از رست</p>	<p>خینہ ز خندہ لب بہ لب نگاہم کہ دید          طرف لگاہ کہ برنگست شیشہ اول شکستہ شد          موی مکر کہ تاب اور شدتہ جان ز کم نیست          بر سر زمین کہ برشت ہفتہ زلف غان          بخت کجاست بخیر تا بر کاب او دوم</p>
--	---

ایضا قبلہ میری صد عیب توین دہائی کی مہینی گن نامون فوج الی دوری ہتا اب الی  
 ہو گیا ہی مہینا بہرین پانچ سات با فضول مجتہد دفع ہو جاتی ہین او یہی مشاہیات  
 ہی غذا کم ہوتی ہوتی اگر مقصود نکہ تو غمزہ مقصود نکہ پیر گرمی فی مارڈالا ایک صارت  
 غریبہ جگر مین یا تا ہون جسکی شدت سی پینا جاتا ہون اگر چہ جرحہ جرحہ پیتا ہون مگر صبح  
 سی سوئی وقت تک مہین جانتا کہ کتنا پانی پی جاتا ہون ۱۲ میری ایک رشتہ کئی بھج  
 فی بوستان خلیل کار دو مین ترجمہ کیا ہی مین فی اوسکا دیباچہ لکھا ہی ایک دو ورقہ  
 اوسکا نہ بصورت پارسل بلکہ بہت خط پیچا ہون آب کا مقصود دیباچہ ہی نقل  
 کر لیجی میرا دعا اس دورقہ کی ارسال سی یہ ہی کہ اگر آپ کی پسند آئی یا اور شخص  
 خرید کرنا چاہین تو چہ روپیہ قیمت اور محصول ذمہ خریداری ۱۱ ایضا اس خط کا جواب لکھو  
 فی لکھا وہی میری ہاتھ لکھا ہوتا ناظرین کی خط کیلئے بیان لکھی دیتا ہون حضرت راج  
 علی الصباح مین گور کہ پور کے میدان مین خیمہ کے اندر لکھا بیٹا چکین جو جابون طحلی درون  
 چہ شین تہین صاف قفس کے صورت ہی ہر سمت کو دیکھتا ہوتا او تنہائی ہی گہر گہر کر میرے رستا  
 ہائی تنہائی اور کچھ قفس دفعتاً ہوشور ہو کا غل ہو حیرت مین آیا کہ کسے سوکراتی ہی دیکھتا تو  
 دیکھا کہ شوق اور تپا اور محبت ان ساری حشم و خدم کا آگئی اگی اہم ہی پیر ہی او کی حضرت

توسن ہمت کو گداتی پسند الی چلی اتی ہین پتر بکسی ہی بی اختیار دوڑا خیمہ سی ماہر  
 جبکہ کراداب لایا بار کا پتہ ہم گر گھوڑی سی اوتار اقدم لینی جنہی ہین لیکیا سند پر پٹھا یا صد  
 مین اپنی کو اوتارادوڑا نوادب سی سامنی پٹھا ہاتھ باندھ کر مزاج مقدس پوچھا جواب پتر  
 علامت کی کیفیت صنف کی شکایت سنی جی کرنا نصیب فقیمان کہہ کر عادی کہہ پروردگار  
 صحیح و سلامت لکھی حضرت کی عمر اتنی بڑی کہ خضر کو رشک لئی اوہر اوہر کا ندکور رشتاد  
 ہوا کہ مین بچے دہلی پنچکرتھی ایک خط بیجا تہا عرض کیا کہ اوسکی درودی مشرف ہوا تہا جاب  
 لکھنی مین راہپور والی علفیہ کی رسید کی راہ دیکھتا تہا امین اوس محل گذر آیا جو او  
 علفیہ مین ایک شعر کی نسبت لکھا تہا حضرت فی فرمایا اوسی کو دیکھہ تہا کہ خاص ہش  
 لکھا اور حاج ہوا یہ سنکر مین فی منہ بنا کر کہا اوسوقت مین ہوا اور نہ حجام کی خوب حالت  
 کرنا کہ اوسی میرا حج کیا حضرت فی متبسم کرکی فرمایا اوس چاری پرکیوں حق ہوتی ہون  
 اب جاتا ہون اور تیری علفیہ کو دیکھکر سوال کا جواب لکھا ہون یہ کہ حضرت تشریف  
 لیکی جت تک ساری نظر آئی مین دروازہ پر لکھا حضرت لگا ہونسی دیکھا کیا پتر گلین جنہی  
 مین اگر پٹھا اوریہ اشعار کسی جو بر محل یاد لکھی اوہنیں کو پڑھ رہا ہون اشعار این  
 کہ از راہ وفا آمدہ رفتی شد راہ غلط ورنہ چرا آمدہ رفتی از چندان نہ شستی کہ شود غنچہ دل  
 و چون بوی گل و باد و ہوا آمدہ رفتی ہ چون عمر کہ ہر گاہ بسواید برو و زودہ خوب ہر  
 این بی سرو پا آمدہ رفتی ہ ایضا خریداری ایضا مولانا بندگی آج صبح کیوقت توفی  
 دیدار مین بی اختیار نہ ریل نہ ڈاک توسن ہمت پر سوار چل دیا ہون جاتا ہون کہ تم  
 تک پہنچ جاؤ گا مگر یہ نہیں جانتا کہ کہاں پہنچو گا اور کب پہنچو گا اتنا بخود ہون کہ حقیق  
 تم اطلاع مذکور مین نہاؤ گا کہ کہاں پہنچاؤ گے پہنچاؤ گے یا سوار سی دلی آنا ہر

راه میں تپا بہر دل سی خط رام پوچھ سچا میں مومن ہی تہا خط دل روا نہ ہوا اب کبھی  
 دن ہوئی کہ میں فی داک سی پایا اوس حال میں کہ میں ہمارا ہر مہوڈا چار ہی کا شہر  
 مہاوٹ کا مہینہ وہو چکا تہا میں پڑی چٹی ہوئی شمعیں نہا کی کچھ نیز عظم کی صورت نظر آئی وہو  
 بیٹھا ہوں خط لکھتا ہوں حیران ہوں کہ کیا کہیں بیخط کی صفحہ میں اندوہ فرانی دلو صفحہ کی د  
 جانتا تھا کہ خواجہ صاحب مفسر سہارن ہوں میں نگران کی اور قہاری معاطات ہر روزا جیسے کہ ہمارا  
 تحریر سی اب معلوم ہوئی میری ان شین نہ تھی یہی محبت کا فرق اور پھر لہجہ دوام کیوں کر  
 جاگزا تہو حق تعالیٰ اوکو بخشے اور سکو صدی حضرت میں ہی اب چنانچہ سحری ہوں جب شب  
 حال کی انہوں تا پنج سی اکثر وہ ان سال شروع ہو گیا طاقت سلب جس مفسر و امراض  
 مستولی بقول نظامی ہو گیا مردہ شخص عمر دیوان آج میں ادب ہی باتیں کرنا اگر میرا چار  
 تراش آگیا مہینا بہر سی حجامت بنیں ہوائی خط لپیٹ کر ڈک میں بیٹھا ہوں اور خط ہوتا  
 ہوں مولوی عبدالرزاق شاکر کی نام قبلہ اوس غایت نامہ کا جو باب کچھ  
 میں پایا ہی آج یکم اپریل کو جواب لکھا ہوں گویا نماز صبح قضا پر تہا ہوں خواب کو  
 غلام نعت خان بہادر میرٹھی لکھتے گورنری غرب شمال کا کیا کہنا ہے حسن سیرت  
 وہ جو بعد ریاضت شاقہ اور بعد تحصیل فضائل اربعہ ملکہ عدالت و حکمت حاصل ہوتا ہے  
 اس انادل بیدار مغر کو فطرت و حیا ہی حسن صورت دے کہ جو دیکھی پہلی نظر میں حسن خلق لطف  
 طبع اوکو نظر آئی فقیر ہمیشہ مورد اعتراضات رہا ہی لیکن اکثر ایسا ہوا ہی کہ بعد دو چار دن کی  
 معترض صاحب کا خط آیا ہی لغت و ترکیب معترض فنیہ کی سند کی اشعار حضرت فی اوس خط  
 میں درج کئی ہیں امداد جو کلکتہ میں شورشوار تہا میرا شعر شعر جنوی از عالم و از  
 ہمہ عالم ہمیشہ ہم چو موی کہ تباں از میان بر خیزد ہستہ چراخت ہای اعتراض ہوا ہی

اسے بعض یہ کہ عالم مفرد ہے اس کا رابطہ ہم کی ساتھ سبب اجتناب قتل ممنوع ہے قصداً  
 اس نے ان میں شہزادہ کا مران ورنے کا سفیر کو دست میں آیا تھا کفایت خان اور کا نام  
 تھا اس تک یہ قصہ پہنچا اس نے ہاتھ کی اشارتیں ساتھ لے کر ہی چھین ہمہ عالم  
 ہمہ دور ہمہ جا ہر قوم تبا اور وہ اسے قاطع برائے میں مندرج میں با نقاب قاطع برائے  
 میں اور مطالبہ پانی یا اور کو یہ بیابان دور و سرالکھا ہی اور ورش کا وانی اور کا نام کیا  
 اور اس کو چھوڑا ایک جگہ اور کا آج اس خط کی ہاتھ ڈاک میں بیجا چون بید بخنی کی اور کو  
 دیکھے گا اور غور سی دیکھے گا اور اکثر وقت فرحت پیش نظر کی گا اور جس نے بیخی اور  
 یا اسکے دوسری دن رسید لکھے گا اور اگر اور جگہ اس کی خالب اور حیدار ہون تو محکو  
 لکھے گا اس پانچ دو چار چار چار چار چار چار چار چار چار چار چار چار چار چار چار چار چار  
 خاتمہ خیرا جاتھ علی مہر کی شہر کی کی تقریباً لفظ کو آفرید گارنی کیا  
 اور کیا مراد دیا ہی کہ اس کو دینی میں ہی کسی امر کا شہود اور مصالح دینی میں ہی کسی مصلحت  
 وجود بلکہ اگر مثل ہم عظم فرض کچی تو اس کی ہی مودت تاک اس لطیفہ عینی شمول ہوا عالم  
 امکان میں ممکن نہیں مسائل حکیمانہ کی ہستی برائت مدیانہ کی ہستی درد و درمان کی ہجرت  
 کا اظہار افانہ و امنون کی مقاصد کا مدار شکر و شکایت کا عنوان نفیرن و آفرین کا بیان  
 قبول کی حکایت فتح و شکست کی روایت صرف و سخن کی رازدانی شروطنم کے گل فغانی جو  
 کچھ اگلوں نے کہا ہی جو کچھ اب کوئی کہہ رہا ہے جو اکی کینیٹ اور قیامت تک کہتی ہنیکے  
 جو کچھ متعلق نیک و بد و نوکین سی ہی سب ابستہ لفظ و سخن سی ہی اب سمجھی کہ سخن از  
 منہل کیا ہی چشمہ ہی ندی سیل ہے دریا ہی کسی والی کس و زکا پانی اسکا چر و اسکی  
 رفتار و چر کا اختیار جبر منہد کیا و دہر ایک نہ بہا و دیا دیا کی لہر کیا گھڑی کی باگ

کہ کسی کی بات میں ہوں اہل جزو کو اوتھنا لینا چاہی جو لطف جس بات میں ہو وہ نہ ہو  
 کہ مجموعہ دانش اگلی ہی اگرچہ اسکو سفیہ کہہ سکتی ہیں لیکن فی الحقیقت ایک نہر ہی کہ سحر  
 سی اور کوہی ہی سخن ایک معشوقہ پر ہی پیکر ہی تقطیع شعر اور کالیاس اور مضامین  
 اور سکا زور ہی دیدہ درون فی شاہد سخن کو اس لباس اور اس نور میں روشن مدام  
 پایا ہی اسی اسی ہنوی فی شعاع ہنر نام پایا ہی کہیں یہ نہ سمجھنا کہ یہاں مہر ہی مراد  
 آفتاب ہی یہ شعاع اس مہر کی ہی کہ جو ذرہ خاک اہ بو تراب ہی سپر تو یوں ہی کہ سخن  
 روشن ضمیر مہر جو ہر نہ را حاتم علی مہر کو سخن طرازی میں بد بیضی ہی اور از روی لہذا  
 اس طرح سی کہ نہ ادوہر سی لاف نہ ادوہر سی گداز سی سپر صاف صاف یہ مہر ہی ہنر  
 مہر سپر کا ہجتم اور ہمتا ہی سب جانتی ہیں کہ غالب کا شیوہ درویشی و ازادہ روی ہی نہر  
 کی حسن گفتار و میری صدق اظہار پر بران قاطع یہ ہنوی ہی میں فن تاج و تاج  
 بیگانہ ہوں صرف حسن خدا و معنی کا دیوانہ ہوں ہنوی کی طرز تحریر دلپذیر ہوئی  
 اس راہ سی یہ تقریظ دلپذیر تحریر ہوئی چاہے یوں کہ کوئی کاتب کسی وقت میں اس تقریظ  
 کو ہنوی ہی جدا لکری نان گنجائش اسکی ہی کہ کسی مانہ میں سہو و غفلت سی یہ ہنر و فص  
 ہو بیان ہم کہتے ہیں کہ خدا لکری گلزار سرور تصنیف مرزا حب علی بیگ  
 سرور کی تقریظ سبحان اللہ خدا کی کیا نظر فرد صنعتیں میں تعالیٰ اللہ کیا حیرت  
 اور قدرتیں ہیں یہ جو حدیقہ العشاق کا سی زبان سی اردو عبارت میں نگارش پایا ہو  
 بعینہ ارم کار میں دنیا سی ادبہ کر بہارستان قدس کا ایک باغ میں جا تا ہی نان حضرت  
 رضوان کی نخلبند و آبیار ہوئی یہاں مرزا حب علی بیگ سرور حدیقہ العشاق کے  
 صحیفہ نگار ہوئی کس سی کہوں کہ اس بزرگوار کا اردو کی نثر میں کیا پایہ ہی اور اس

سحر بیان کا کلام شاید معنی کی واسطے کیسا اگر ان بیاباں پر یہ ہی نظم رزم کی دستان  
 مگر سنی ہی زبان ایک تیغ جو ہر دار و بزم کا الترام گرجی پڑی نظم ایک بر گوہر بار  
 مجھو دعوی تھا کہ انداز بیان کی خوبی میں فائزہ عجائب کتابی کو مٹایا وہ یہ تحریر ہی  
 کیا ہوا کہ ایک طرح اور ایک نقاش کی ہیں یہ دونوں دلفریب نقاش ایک ہی نقاش کی ہیں مگر ایک  
 نقش دوسری کا ثانی ہی یہ تو ہم کہہ سکتے ہیں کہ ان نقاش ثانی ہی مانی نقاش ممحی صورتیں  
 بنا کر دعوی پیچیدگی کری کیا عقل کی کمی ہی یہ بندہ خدا محنت کی تصویر کچھ کر دعوی خدا فی  
 مکر کی کس حوصلہ کا آدمی ہی سچ تو یوں ہی کہ خباب ہمارا جہ صلا والا مناقب عالیشان ہمارا  
 الیشری پر شادنا را این سنگہ بہادر جس نعلی آرایش کی کافر مہون اوپر اوپر طرہ بہتہ چشم  
 بد و درمزا سرور چین آراہون کہی وہ باغ کیسا ہوگا بہشت ہوگا تو اور کیا ہوگا کوئی نہیں کہ  
 یہ درویش گوشہ نشین فضول سیکسیر کیوں ہی بی دیکھی پہلی حضور کا شاگرد کیوں ہی  
 صاحبو حاتم سیمنی کیا دولت جانی ہی کہ او سکی سخاوت کی شاکر کی ہیں رستم سی کہاں  
 شکست کہاں ہی جو او سکی شجاعت کا ذکر کیا کرتی ہیں مہند اجاب باوصاف جمیل المناقب  
 عظیم الاحسان بابو پرسدہ را این بہادر کا مور و غنایت را مہون جن دنوں وہ دلی شریعت  
 لائی ہیں اکثر شریک صحبت را مہون جب ناشناسی بیگانگی در میان نہواؤ کا نیاز کیوں  
 شناخو ان نہونین نہیں میرا کیا موندہ ہی شناخو انی کا میں تو عاشق ہوں او کی شاعر پرور  
 و سخدانی کا واقعہ حضور فی قدرانی کی ہی سرور گہر فشان کی ہی حضور کا اقبال سرور کا  
 کمال حضور کے عالی ہمتی سرور کے خوش قسمتی یقین ہی کہ نقش صفحہ روزگار پر یادگار پر گہ  
 مصنف کا شہرہ نگین بیانی میں ہمارا جہ عالی جاہ کا نام فیض رسانی میں تار و شمار بیگا  
 حدائق الانظار تا لایف خواجہ بدرالدین خان کا دیباچہ

سبحان اللہ شاہنشاہی سخن کا حسن بی مثال مشاہدہ اوس کا نور افزائی نگاہ تصور  
 اوس کا سخن آفرین خیالی از روی لفظ اہل معنی کی نظیریں ایسے عارض جمال ہیں  
 المعنی بصورت صفت قلب کا نام کا مقنوب یعنی کمال اگر نفس نااطاق کو حق بنی بصورت  
 انسان پیدا کیا ہوتا ہم اوس صورت میں پیدا نہ کر کہیں کہ کیا ہوتا اس نسبت و تفرق  
 کی نظر اگر کسی بی بی بارہ مست ہو چکا اور یہ پیکر ہوش ناب و یکبارہ اہل معنی بہت ظہم صورت  
 پرست ہو جاتی نظم میں اور ہی روپ پر نہیں اور ہی دہندہ غارتی میں اور ہی غرورہ اردو  
 اور ہی آہنگ سیر و توارخ دین نہ دیکھو جو شمس سیکر دن پر پہنچا واقع ہوا ہوا فسانہ و  
 داستان میں وہ کچھ سنو کہ کہی جیتی نہ دیکھا ہونے سنا ہو ہر چند خرد مند بیدار مغر تواریخ  
 کی طرف بالطبع مایل ہوں لیکن قصہ کہانی کی ذوق بخشی فنت اظہار گزری کی ہلکی ہلکی  
 میں قابل ہونگی کیا تواریخ میں محتسب الوقوع حکایات نہیں نا انصافی کرتی ہو یہ کچھ نہ  
 نہیں سام اپنی فرزند کو پہاڑ پر بیکوئی سمیع اوس کو اپنی گھونسل میں اٹھالای برادرش  
 کر کے پہلوان بنائی آداب بے ضرب سکھائی پرچہ ستم اسفندیا کی اثرانی سی گہر پر  
 زال اوس اسم بی ستم کو بلانی سمیع گردان کو ترک کی طرح سیٹھے کی اور سستی ہی چٹائی  
 اور اپنی بیٹ کی نیپ یا اور کسی رستم کی ختم اجی کر کے ایک تیر و شاخہ و کیشرف لیجا  
 رستم دس بن کے عین مست ہائی کو ہلاک کر کے جیتیم بد دور جان ہو دیو سفید کو ہنہ  
 خاک کر کے فرعون کا دعویٰ خدائی مشہور شداد و مزد کا ہی تواریخ میں ایسا ہی  
 مذکور ہی اگر اہل طبیعت ایک پہلوان زبردست حمزہ دیو کش رستم جیسا فرار دین اور  
 ایک مرد شاہ گمراہ دعویٰ خدای کر نوا لاشل مزدکر لین گویا ایک گمراہ سلا بنایا گمراہ بنایا  
 اوہنیں روایا کا چر با اوٹھایا ہی گرا چھا اوٹھایا ہی مو غط دین نہیں برنات مذیمانہ ہی

سیر و دنیا بدین چو تار و تارستان طرازی منجمله فتون سخن ہی سچو یہ ہی سچو سلاطین  
 نئی اچھا فن ہی سچو کہ پھر ایران و یکہو حمزہ کی میدان ایران دیکہو جامع ان حکامات کا  
 کوئی سخن و در ایران کا ہی بگروہ میر تقی محمد شاہی جو دیکم موخن اللہ و الحق خان کا ہی  
 فرخ ارم کو ہندوستان میں اور تارایا اسنی بوستان خیالی میں کچھ اور شاہ و کھانا ادا  
 فقیر میں ایک تارہ ہی منتر نامہ وادری ہزم و زرم و سحر و طلسم اور حیرت و شگرت  
 منتر نامہ منتر الہیہ طلسم کشاں اگر منیر اور حمزہ کی یہ ہی صورت ہو کہ انہی صاحب فی کوئی  
 پیرین اور کین پر تار میں ابو الحسن کچھ یاد کی جو ہر گز دیکھیں خواجہ کرم کو یہ حیرت ہو کہ زیر  
 انکین کھیلے کھیلے رہ جائیں فریاد میرا بوزارہ سعادت تو ان خواجہ پیر الدین خان  
 عرف خواجہ اداں کہ وہ ایک جوان شیریں بیان تیر خوش ہی اور سخن کی کمال تحصیل  
 سچے کش و سخت کوش ہی سارہ کا جو خیال ہر ایسا بجا یا کہ میان تان سین کو انکین  
 پر شاہ مصوری کی طرف کو جو طبیعت آئی وہ تصویر بھی کہ او سکودیکہ کیمانی و ہر دو کو  
 حیرت آئی اور اقبال آثار کا یہ ارادہ ہوا منتر نامہ کی فارسی شری رو کر فی ہر مادہ ہوا  
 معز الدین فیروز سخت کی کشور کشاں ابو الحسن جو ہر کی نیز نگ نہایان عجایب حکم  
 کی حیرت فرمایان کہ نوہار کی رنگین ادائیگان جہت خود پرست کی زور زامیان ضحکہ  
 سنو سکی پچائیایان مسلمین اور کفار کی زامیان مسلمانوں کی ہدائیایان کافروں کی برائیایان  
 سی اردو میں لی آیا یون تصور کرو قلم و اردو میں ایک قصہ دکشایا ایک داستان روح  
 سراسر غریب و عجب و آرائی کو کہ کیا ہی گویا تقریر کو پیر یہ تحریر دیا ہی بعد ختم لکھ کر  
 فلک و مہی دیا جہ لکھنے کی آرزو کی میں فی ہر جذبہ مجاہد میر معذرت انگیز گفتگو کی ہد اور  
 ایک بات نہ سنی اور ایک غمناں ابلا ہر امر کا کیا علاج اور اس کا کیا نہایتیجا اور سارے



ناچار بحر خامہ فرسائی کچھ بن نہ آئی اس دیباچہ کی انجام کا بجز اسکی اور کسی رنگ نظر  
 نہ آیا کہ عالم ارواح کو سید ناچلا گیا اور حضرت نظامی ہی ایک خزانہ گاہ یا اوسی شعر شعر  
 شعرا کو خاتمہ میں لکھ دیا ہوں بہت تنگ لگا ہوں ابم لیتا ہوں شعر تنگ کہ این نام  
 بعنوان رسید پیشتر از عمر بیابان رسید ۴ ومن اللہ توفیق و ہو خیر الرفیق رسالہ  
 قواعد ترکیہ و تائیت تصنیف مولوی فرزند احمد کا دیباچہ سید  
 سنگ نور بصورت جگر قرۃ العین اسد مولوی سید فرزند احمد کی طویل عمر و ددام و  
 و بقای اقبال کی دعا مانگتا ہوں جبکو مبار فیاض سی اس سالہ کی لکھنی کی توفیق عطا ہو  
 ہی جہان التائیت و تذکرہ کی تقریر کردہ اور مطالب کے توضیح پر ہی متل ہی کس لطف سی  
 ادا ہو ہی ہی ہر چند اس راہ سی کہ سید صاحب دانا اور دقیقہ رس اور منصف میں قواعد ترکیہ  
 و تائیت کی منضبط نوینگی خود معترف میں لیکن قوت علم و حسن فہم و لطف طبع سی نہ منظر  
 ضوابط ہم پہنچائی ہیں کہ اور صاحب نو کی لکھی و مری کو کیا خبر مگر مجھی تو دل ہی پسند آئی ہر  
 دعا ہے اور یقین ہی ہی ہی کہ یہ رسالہ صفحہ دہر پر یادگار و ہمیشہ منظور نظر اولیاء الصواب  
 رہیگا جو صاحب اسکو مطالعہ فرمائیگی نفع ہی پائیگی اور لطف ہی اوٹھائیگی مولف صاحب جو  
 اپنی ذہن رسائی میں رئیس حلیل القدر عظیم آباد و آرا اور حضرت فلک نعت مولوی سید  
 صاحب عالم صاحب مارہروی کی نوہی میں سید و سہیل بلگرامی میں جہان سادات علم و فضل  
 میں نامی اور قدر و تکرار لائق گرامی میں ان حضرات کا موصوفہ گویا اپنا شاخو ان ہی جیسا کہ  
 مولوی معنوی روحی علیہ الرحمۃ کا بیان ہی شعر موصوفہ خورشید مداح خود است ۴ کہ مراد  
 و چشم مر نامر بہت مرزا کلب سین خان بہادر نادر کی مجموعہ قصائد  
 کا دیباچہ سبحان اللہ شاہ سخن کمال حسن میں لائے ہی ہے تو یوں ہی کہ یہ یوسف کا

سحالی ہی کنگان ہو توان ہو کاروان ہو کوئی جگہ کوئی مقام کوئی مکان نہ تھکتا  
 دلی ہی معبر عارض بدستور تابد ارب کے جان بخشی کا وہی عالم چشم او سید طبع ہمایہ جدا  
 جو سلطنت مکررانی کا جہاں تصور میں لائے گا وہ آفتاب تابان کو حضرت یوسف کا اداس  
 ذرہ پایگا وہم ابھی قلم و سخن سی آئی ہیں اور حسن پستان سخن کیواسطے نوید سرا سر امید لائے  
 ہیں سنی سنائی نہیں کہتے نہ دیکھ آئی ہوتی تو چپ بہشی امید یہ کہ دلش نہ ادا جمی باورین  
 اور دیدہ و رلوگ نظر کرین کہ یوسف سخن کنگان و چاہ دکاروان و بازو زندان سی نکل کر  
 تخت فراروانی مصر پر جلوہ افروز ہو ہی لیا ہی عشق کی گہر عید ہو ہی ہی اور یوسف حسن کے کل  
 میں خود فرما ہی غالب شہنہ داس اس وق کی نظیرین جنیک مر کو بچا میں گی تیری بات کہو  
 نہ مانیکے کیون نہیں کہتا کہ خاقانی نواب عالیجناب الادودمان فرزا کلب سین خان بخشی  
 کلکٹر بہادر کو کیا اچھی طبیعت بخشی ہی جو او میں نے ان اوراق کو اپنی اشعار سی و نقی اور  
 کو لغت و منقبت سی زینت بخشی ہی دیباچہ نگارنی اوس مجموعہ نظم کو مصرفض کیا ہی اور  
 شاہد معنی کو یوسف قرار دیا ہی جس کتاب میں ائمہ معصومین علیہم الصلوٰۃ و السلام  
 کی ملح کی سو قصیدے زینت اوراق ہوں سواد اوان اوراق کا کیوں نہ سرمہ چشم اہل  
 ہوا و روہ اوراق کیوں نہ خزر باروی مومنین فاق ہوں اپنی علو تربت پر ناز کرتا ہوں کہ ام  
 اطہار کی مداح کا تالیش گر ہوں اور بد باریہ اس تالیش کے غالب غالب یعنی آب سی بہر نور  
 رقعہ مثنوی صاحب شفیق کرم منظر لطف و کرم مثنوی غلام لیم اللہ صاحب سلمہ اللہ کا مسطور  
 صاحب یہ نیا دہ گاہ شکایت کا اگر تمہاری کلام میں اصلاح کم ہو تو وہ کلام کی خوبی ہی  
 او سکوا و تاد کی سہل انکاری کیون سمجھو ایک منصف صاحب کے بھی غولی میں اصلاح  
 کم ہو ہی ہیں ان کو جا ہی کہ خوش ہوں کہ مجھے گلہ کریں سنی حضرت خط میں مدخل رہا ہی اگر

بیان کی خاک میں کہی خط کھل گیا تو مجھے سچا پس و پیشہ لینی جانیں باقی کا حکم ہو گا  
 اب خط جدا گانہ بھیجا کجی اسباب میں تاکید جانی کوئی حیلہ جو از کتابت کی طرف ہی سمجھ نہو گا کتابت  
 تقریظ از فکر سر آمد روزگار خلاصہ دوار سرما یہ ملاغت و سیرایہ فصاحت  
 مدق و قاتی ادق حکیم غلام مولانا صاحب المتخلصین فلق سالکین میرزا  
 فیوضہ رباعی ثانی خیال خویش بانی در بندہ فرعون ز خودی شد بوسی مانند ابن سبت  
 خلق ز مردم چشم نموت خود را بپند و دیگر از ایند و مشتاقان بی تاب جستجو کو نرود و این  
 اور منتظران چشم در راه کو صلا شکیب بایاران معاشر کو بیغام صبوحی او صبحوران نیم خان کو نو  
 روحی کو گوش جان کو نوش چشم کو جلا گوش کو نوا حواس کو درستی ہوش کوستی عقل کو افزائش  
 فہم کو کجائیں عطا اور مستون کو ترانہ زیمو کو فسانہ ناتوان کو توانائی تاشکیب کو شکیبائی خود  
 کو انتہا و ذوق کو ابتدا بنجر کو خبر تلاش کو آخر مہدیایغی ملفوظات اقدس اور معروضات مقدس  
 رفعات مرقع مرقعات موقع سر جویش فیضی وزندی و موسم بے خود ہندی نہایت اتہام نامتہ  
 اور انتظام شالیستہ سی مطبع محبتی مین یہ کتاب جہی اور حضرت جامع کی جانب سی عبارت  
 کی ہی بعد ختام اس تمام سی سر انجام سی فرمائش ہوئی رباعی کیا نامہ نامی ہی ہمایہ  
 ہی شیک ہر نقطہ کہ چشم بدورہ الدری کیفیت لفظ و معنی و وہ انکہ مین ہی نور تو بہ دین و نور  
 سبحان اللہ سبحان اللہ صل علی صل علی جو چاہتا ہی طاقت گفتار اس طسم و دلکش کی تعریف کیا  
 کچھ کجی گروانی اقبال قبول اور طبعانی ایصال وصول گرم نگاہ تحصیل حاصل بہتر کہ ایچ  
 نیچے مصرعہ جہاں شادیت کو دلارام کو مین ہی یک زبان جہاں طریقہ تالیف سلیقہ نو  
 آئین نوا حاضر پسندیدہ دل درمند بگر خراش آماجہ خروش و ازوق خشک و شوق قیامت خیز  
 ہوش بلند از تاب سگ از شیرینی حلاوت و در نمکینی کہتا ہوں او ایک عہد ملی کی رو و عین شکار نا

چون بلکه و پانگی می بود این نقش با یون شمع کوسن در اویم عشق سخن سهرای ابرار  
 دوش سهری گریه های پای ابله گری می بود که لب شخص جکی سایه پریم طردانه و روانی  
 و رنگی پر فیض و دلوانه فطرت سی فطرت ناز و درایت سیاق و شریعتی سادگی شاعرانگی سی  
 چای خود که شاعر طبعیت است بهر مند ملکیت است نسبت راجع به طبعه سیاقه حضرتنا سلیقه سی  
 بزرگدگی باندازی سی ناز و آهنگ را دای بهر اند و ز شیوایی سی شیوایی سی منت کش سخنرانی  
 سی سخنرانی عجز و دشمنی که ناز و نیاز و سوز و ساز طالب طلب طالب یعنی همه احوال غالب  
 دام دوامه تمام مقام کنان می باشد و او کیامونه می جو او کی است است حی فی الواقع اسک  
 تا این ناستودگی خود نانی او را و سنی کش بهر خود و نانی ذره و بار کی در خورشید و شوار  
 قطره کوه نشینی دایا بهر سوز و بگانه او بهر بار و ناز گلستان رنگ نر و برانه او را و شوار  
 وضع او خرم و نور گردن ابرام او را و سنی گاه حدیده و تمام از آن مشق می کشی گوی اوج فکر و غایت  
 سی و دو حرف و در غالب سخن یعنی اگر می کشی نمی بین و تو ایمان بسیار غالب کاین بهر عجب از نیک  
 سی بهر که هر لفظ کتاب لبر می باشد اگر روش بیانی ده کهانی تو بهر که کو نطرون سی گرانی بهر  
 شکل نامه او سنی تم عیسی هر رخامه او سنی و طبعیت که چو پای اسکی انداز و ناز گت کو سکیا ناز ناز  
 جو ز هر خنده او سنی لب چایا و نیش در دوش جان بجای گریه خود و هر یکا مدعی بود و در ماست  
 عا و طریقی بهر نین ادا سخن من کوئی بهر ش که ایک ف اسکا و معنی حد و نیش بهر سخن که چو ابرام  
 کیا در بهر لای نقطه می که جسته خرد و بهر یکا سکه و فلک می او او مجسمه بان می و لیکن این  
 تعریف او را و تو صیف غم زبان و بهر یکا آن اول دانش فرگاه نیش نشان کو بهر یکا  
 بهر که آسمان کین سبب خورده بهر طعنه خانواد و شرافت طعنه ای مضایع نجابت بهر دفتر سخن ابرام  
 منشی محمد مختار علی خان صاحب خاص مسامیر و دام الدی و طالع و زید و نهاده که حضرت کینانیت قدر و جرات

ایتیا از هر وقت خطوط بی لطمی مثل خلید سب و از دست می بری حسن خاتاک صحن باغ انکی تربیت عام  
 می و منحصراً پرور آورده که گوشه نایب انکی انجلا انوری مخصوص محضر خورشید زار بی استفاده و هر  
 حال تحرک شک ننگ نایب شک نشسته او را استصلا فساد امتیاز قوت نامیه نبات بهم شایع  
 تنبیه دست نشسته کی قوت مجیزه حجت گریه بی اختیار شمع بین فاخت نشین بنوری ترافد زویر  
 بیدار زنگس بین رسوا غفلت انگوری بر نیز آموز خاک تیره سالسیه جو به حفاظ طلک کار او به شکسته  
 غنا کو تحریر کتب انوار مشق می نهی کل رسا حسن تنیز عزیز جهان به غمی عزیز به روشن کریمی  
 حکما کلام به حسن نظام اسکا ماه ناما به رحمتی کار بسته به سخن قدم او سکی دی تحریر رنگ چین به بونا  
 اس کا کلام به نظام کلام به جبهه حسن ف کو دیوی نگار ارام او سید به طبع عام و جوط  
 جبین کو به ترتیب می به توروشن سواد می قوم لی به مال نرزه رانی اسفند توانی قلع ناخنده  
 کچر جز ناباکا که است و ده کیش قدر اندیش کس عده عنوان فضله طبیعت نیز را غالب به خط  
 پریشان اردو زبان کو روح روان او در غر جان نباد یا او کس عبارت بهیر دایمی کیا بهستان معنی  
 بهلا دیو حق سیه که ای سحر کو در محنت دراز و دور کس کی بی گزایی هر لایق بی حبیب گیسان کو کلا  
 مقصود به نایب به آب پاکام ای سکانام از به جلال در خلاق عالم بی حیط زبان بان اس تحریر و خط  
 فرمایند که تو دل کل روز را در او محاوره گفتگو به بهی سکه به جینگه با کس اندیشه به جبهه کس به نرین  
 کافره آما او به جبهه فقره مشوق کو شتر نایب کوا فوس انش کس جلت به بندنی نگار که دی ریاده او سکی  
 بهار آب کس کو به کافدی دل و بلع کسان ای ازین او کو فهم کفر افع کسان شعر نایب کی دی شاعران  
 و دیلی کس ساتیه می کی بان دیلی و الدیر بقی کس تمام شد مدت به بحر  
 الحیر و به کس که کلام به جوبای سلی به و بهندی به نایب ۲۰ صفر ۱۲۸۵ هجری بنوی در مطبع  
 مار اینی واقع دیلی بازار سیتیا رام به تمام لاله نار این داس ز نور الطیاع به نشین  
 شد قیم و کلاک محمد و فضل حق کلین